UNIVERSAL LIBRARY
OU_226293
UNIVERSAL LIBRARY

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

بعد حمد و نعت کے واضح ناظرین انصاف آئین ہووے کہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین بعض
کفر و شرک پسندون نے تفہیم المغتر نام رسالہ عوام کی توحید و عقیدہ دینی
خلل اندازی کرنے کے لئے طبع کروایا تھا جسمین افترے و تہمتین بھر ہوے تھے
سو جناب عبد الحکیم صاحب تلمیذ مولوی محمد حنیف صاحب دامت برکاتہ اسکے افترے
و تہمتین کھل جانے اور عوام اسکے دام فریب مین نہ آنے کے لئے ایک قول رد

تنبیہ المغتر

نام رسالہ سنہ ۱۲۹۴ ہجری مین مطبع مسلمانی واقع ویلور مین طبع کروائے تھے
جس سے تفہیم المغتر والے کا مکر و فریب سب پر ظاہر ہو گیا وہ فتنہ بھی دب گیا تھا
سو بعض اشرار الناس اس سوتے فتنے کو جگانے اور عوام کے عقیدہ دینی
خلل ڈالنے اب ثانیاً منبع شرک اس مردود تفہیم المغتر کو دوبارہ مطبوع کروا کر جگہ جگہ
اور چوک مین تقسیم کرنے اور عوام کو دھوکے مین ڈالنے کے سبب عوام بیچارونکو اسکے
دام فریب سے بچانے اور راہ راست پر رکھنے موحدین ناصرین دین متین بار ثانی طبع کروائے

در مطبع اکرم المطابع واقع بنگلور معسکر مطبوع شد
۱۳۰۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ○ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد بندہ حق گو راست جو سید **عبد الرحمن** محمدی الحنفی علی نوری کہتا ہی کہ ایک مدت سے سنے مین آتا تھا کہ قاضی الملک مفتی بدر الدولہ بہادر بڑے دیندار اور طریقہ محمدیہ کے مددگار اور محمدیون کے دوستدار اور حق گوئی مین استوار تھے اسلئے انکا جب ذکر مجالس و محافل مین چلتا زبان سے اَللّٰھُمَّ مَتِّعِ الْمُسْلِمِیْنَ بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ نکلتا مین بعد رد انکا جو قاضی القضاۃ ممالک محروسہ کمپنی مولوی ارتضا علی خان بہادر فاروقی کے فتوے پر لکھے ہین۔ دیکھنے مین آیا تو اس مین انصاف اور حق گوئی کی داد دئے اور انکے شبہات باطلہ اور بہتانات کاذبہ کو جو محمدیون پر کئے تھے ہوا پر اڑادئے ہین۔ اور انکے اعتراضون اور کنایون کو کَالْعِھْنِ الْمَنْفُوْشِ کر دئے اور جہان کہین انکی کتابون کے عبارات جو استدلال کے واسطے لائے تھے اور اپنے دعوے کے ساتھ

منطبق

اہل سنت وجماعت ہی اب خدا یتعالی کے حول وقوت سے اسکے فریبی باتین جو مانند گوز شتر کے ہین ہوا پر ازادیے جاتے ہین اور جوابونکی توضیح ورد لکھکر عوام پر اسکا بھگل کھول دیا جاتا ہی تا معلوم ہوجاوے کہ یہ شخص سنت وجماعت کے آسرے اور پردے مین اگر اپنے بد عقیدے جو خلاف سنت وجماعت ہین پھیلایا چاہتا ہی اور اہل تسنن کے بزرگون کی ناحق توہین وتکفیر کرتا ہی چونکہ اس مفتری مغتر کی تنبیہ منظور ہی اس لئے اسکے رد کا نام **تنبیہ المغتر** رکھا گیا اب ناظرین انصاف آئین سے امید ہی کہ یہ چند اوراق بغور ملاحظہ فرماوین اور اسکو سنت وجماعت کے عقاید پر عرض کرین اگر جو باتین مطابق پاوین سو اسکو حیز قبول مین لاوین جو موافق نہو سو اسکو رد کردیوین کسیکی پاس خاطر نکرین کیونکہ یہ مقدمہ عقیدیکا ہی اسمین کسیکی رو رعایت ہرگز جایز نہین و باللہ التوفیق

سوال مغتر ہم کو یہ بات صاف نہین معلوم ہوتی ہی کہ فرقہ وہابیہ اور اسکے تابعدار سنت وجماعت سے کون کون مسائل مین خلاف کئے ہین۔

جواب مغتر ابن عبد الوہاب تابعدار اسکے نکالے سو عقیدے ہین تقویۃ الایمان مین بھی ایسا ہی

عقیدہ ۔ ۱ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفیع مقرر نہین ہوے بلکہ خدا یتعالی جسکو چاہے اسکو قیامت مین ہمارا شفیع کردے گا۔

تنبیہ ۔ اقول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفیع مقرر نہین ہوے لکھا سو یہ فقرہ تقویۃ الایمان مین شروع سے آخر تک نہین ہی صرف افترا ہی بلکہ تقویۃ الایمان والا اس کتاب مین اور بھی دوسرے کتابون مین آنحضرت کی اور دوسرے انبیا اولیا وغیرہم کی شفاعت کا مقر ہی چنانچہ لکھا ہی ہمارا شفیع بڑا محبوب ہی اور جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن وحدیث مین مذکور ہی سوا اسکے یہی معنے ہین یعنے شفاعت بالاذن اور سو شفاعت انبیا و اولیا پر ظاہر ہے وغیرہ مگر خدا یتعالی جسکو چاہے اسکو قیامت مین ہمارا شفیع کردیگا لکھا سو صحیح ہی یہ فرادی

اشخاص

اشخاص کی شفاعت کا حال ہی کیونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیا اولیا ملائکہ شہدا صلحا علما وغیرہم اور اعمال صالحہ جیسا نماز روزہ حج زکوۃ تلاوت قرآن مجید یہ سب شافع ہین تو زید کا شفیع کون ہوگا اور عمرو کا کون بکر کسکی شفاعت سے چھٹیگا سو یہہ بات خدا تعالی کے علم مین ہی اسلئے سب اہل سنت اپنے اپنے عقیدون کے کتابون مین شفاعت شخصی کے بابمین کسی شفیع کو متعین نکر کے مطلق ہی لکھتے ہین چنانچہ عقاید جامی مین مرقوم ہی

ص ور دری از شفیع نخشاید ٭ ارحم الراحمین ببخشاید ٭

اساس الاسلام مین جو معتبر عقیدے یون لکھا ہی

ص گر ببخشد خدا بفضل و کرم ٭ یا شفیعی کند شفاعت ہم ٭

بیان یا یہ نکیر ہی یعنے کوی شفیع قیامت کے دن شفاعت کریگا فلانہ کرکے مقرر نہین کیونکہ اسکا علم اللہ ہی کو ہی اور جناب تقویۃ الایمان بھی ایسا ہی لکھا ہی یعنے قیامت کے دن اللہ جسکو چاہیگا اوسکو ہمارا شفیع کردیگا غرض شافع متعدد رہنے سے مشفوع لہ کے واسطے تعین ہو نہین سکتا اہل سنت کا یہہ متفق علیہ مسئلہ ہی اسمین کسیکو خلاف نہین جو اسکا خلاف کریگا سو وہ مخالف ہی اہل سنت کا نہ موافق تفہیم المغفرۃ والا اس مسئلے مین مخالف ہی اہل سنت کا اسلئے اسکو وہابیونکا عقیدہ ہی کرکے لکھا ہی اب اہل سنت وجماعت اسکو کیا تنبیہ و تادیب کرنا ہی سو کر لیوین

عقیدہ ۲ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی کوئی دوسرا نبی ہونا ممکن ہے۔

تنبیہ **اقول** اگر مراد اس سے یہہ ہی کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم نہین ہوی آنحضرت کے بعد بھی اور انبیا آوینگے یہہ عقیدہ کفر کا ہی ایسا عقیدہ کسی ایک اہل سلام کا نہین نہ ابن عبد الوہاب کا نہ صاحب تقویۃ الایمان کا بلکہ تقویۃ الایمان والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبوۃ اور خاتم الانبیا و خاتم المرسلین کرکے صراط المستقیم مین لکھا ہی چنانچہ این صورت تا اللہ شانیست عظیم کہ مختص بجناب خاتم الانبیا است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ظہور آن کما ینبغی

روز بدر شده و صحابه حضار بدر رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین نصیبی وافر ازین خصیصہ یا بہر طفیل معنی خاتم المرسلین حاصل شد اور بھی لکھا ہی این مقام بالذات مقام حضرت خاتم النبوۃ است انتہی جبکہ نص صریح سے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے انحضرت خاتم ہین سو ثابت ہو چکا پھر اسمین شک وشبہ کرنا بجز کفر کے اور کیا ہی اگر معنی اسکا یہہ سمجھے کہ انحضرت پر نبوت ختم ہوی سو ایجاب کے طور پر اللہ تعالی کے ارادہ اور قدرت سے نہین یعنے اللہ تعالی دوسرے انبیا کے بھیجنے پر قادر نہین تھا دوسرے نبی کا بھیجنا قدرت وسکت سے خارج تھا اسلئے انحضرت پر نبوۃ ختم ہوگئی تو یہہ عقیدہ بھی کفر وضلالت کا ہی کیونکہ اسمین خدا تعالی کو بے قدرت ٹھہرانا اور دوسرے انبیا کا ہونا جو ممکن بالذات تحت قدرت ہی سو اسکو ممتنع بالذات تحت قدرت سے خارج ماننا پڑتا ہی اہل اسلام کا ایسا عقیدہ نہین لیکن تفہیم المعتقد والے کا ہو تو ہو خدا تعالے کو انبیا کے بھیجنے پر قدرت ہی سو وہ بھی نص صریح سے ظاہر ہوا ہی وہ آیت یہہ ہی وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا یعنے اور اگر ہم چاہتے تو ہر ایک قریہ مین ایک رسول مبعوث کرتے اس سے صاف معلوم ہوا کہ خدا تعالی کو اور انبیا کے بھیجنے کی قدرت ہی مگر انحضرت پر نبوت ختم کیا سو محض اسکا فضل اور انحضرت کی شان واجر بڑہانے کے لئے ہی چنانچہ تفسیر جلالین والے اس آیت کی تفسیر یہہ کئے ہین وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا يُخَوِّفُ أَهْلَهَا وَلَٰكِنْ بَعَثْنَاكَ إِلَىٰ أَهْلِ الْقُرَىٰ كُلِّهَا نَذِيرًا لِيَعْظُمَ أَجْرُكَ یعنے ہر ایک قریہ مین ایک ایک پیغمبر کو وہان کے لوگونکو ڈرانے مبعوث کرتے تھے ولیکن تجھکو مبعوث کئے تمام قریون کے لوگون کی طرف ڈرانے تاکہ تیرا اجر بڑا ہووے اور تفسیر حسینی مین لکھا ہی وَلَوْ شِئْنَا واگر خواستیم لَبَعَثْنَا ہر آئنہ برمی انگیختیم فِي كُلِّ قَرْيَةٍ در ہر دہی ومجتمعی نَذِيرًا پیغمبری بیم کنندہ اما بجہت تعظیم شان وعلو مکان تو نبوت را بر تو ختم کردیم وترا بکافہ مسلمانان ومردان تا روز قیامت مبعوث ساختیم پس اس آیت سے

ثابت ہوا کہ خدا تعالی کو کروڑ ہا نبی پیدا کرنے کی قدرت و سکت ہی اسی لئے مؤلف تقویۃ الایمان بھی لکھا ہے
کہ اس مالک الملک کی یہہ شان و قدرت ہی کہ وہ چاہے تو ایک آن مین کروڑ ہا نبی و ولی پیدا کر ڈالے
اور اساس الاسلام والے عقیدے مین لکھے ہین ؎ او تواند ہمی چنین عالم ز عدم بی آفریدہ و کرد عدم
مگر ان دونون کے لکھنے مین فرق یہہ ہی کہ تقویۃ الایمان والا فقط نبی و ولی و جن و فرشتے جو
اس عالم کے افراد و اجزا ہین بیان کیا ہی اساس الاسلام والا کل عالم کو لکھا ہی یعنے فقط
انبیا و اولیا ہی نہین بلکہ سب جن و بشر ملک عرش کرسی آسمان و زمین اور جو کچھ کہ انہین ہین اور
ایسے سیکڑون عالم کو پیدا کر سکتا ہی اور نابود بھی کر سکتا ہی سچ ہی کہ اس مالک الملک کی ایسی ہی
شان و قدرت ہی اسمین کسیکو دم مارنے کی جگہہ نہین سوا بے دینون اور دہریون کے کوئی اسمین چون و چرا
نہین کریگا بعض اہل اسلام کو یہہ شبہہ ہوگا کہ نبوت آنحضرت پر ختم ہوگئی دوسرا نبی پیدا ہونا
محال ہوا کیونکہ مشیت خدا تعالی کی دوسرے نبی کے پیدا کرنے پر نہین ہی سو خبر سے معلوم ہوگیا پھر
ایسی شی کو جو محال ہی اور خدا تعالی کی مشیت بھی اسکے موجود کرنے پر نہین ہی سو خدا تعالی کے
جانا تو ہو سکتا ہی بولنا جایز ہوگا کیا رفع شبہ البتہ جایز ہی کیونکہ یہہ شی محال ہوئی ہی سو فقط خدا تعالی
کی مشیت اسکی وقوع کی نہونے سے محال ہوئی ہی اپنی ذات سے محال نہین اس محال کو محال بالغیر
ممکن بالذات کہتے ہین جو ممکن بالذات ہی سو تحت قدرت ہی پس قدرت کا اطلاق اور سعت
جو ایک شان ہی شیونات الٰہی سے سو اسکو ظاہر کرنے کے واسطے اس ممکن بالذات کو جو
موانعات خارجیہ کے سبب سے یعنے مشیت الٰہی کے سبب سے معدوم ہوا ہی اگر مشیت خلاف مین ہو تو
موجود ہو سکتا ہی بولنا جایز ہی کیونکہ ایسا بولنے کا غرض قدرت کی سعت ظاہر کرنیکا ہوتا ہی
نہ بالفعل اس معدوم کے موجود ہونیکا چنانچہ خود خدا تعالی باوجود آنحضرت پر نبوت ختم کرنے
اور دوسرے انبیا کے پیدا کرنے کی مشیت نہونے کے فرمایا۔ وَلَوْ شِئْنَا الخ جو اوپر مذکور ہوا اسطرح

مشیت ازلی شی کی ایک جانب پر رہتے ہوئے دوسرے جانب پر بھی اسکو اختیار و قدرت ہے بولنا بہت سے
آیتوں و حدیثوں اور سنت و جماعت کے مجتہدوں و اماموں کے اقوال سے ظاہر و باہر ہے چنانچہ خدا تعالی نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خاتم الانبیا ساری جہان کے سردار سب انبیا و مرسل سے افضل کل
کائنات سے بہتر و برتر اور قیامت کے دن شفاعت عامہ کا منصب عنایت فرمانے اور مشیت ازلی
بھی اسیطرح رہنے کے اسکی مقابل کی قدرت بھی ثابت کرنے کے واسطے فرمایا وَلَئِنْ شِئْنَا
لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ یعنے اور اگر ہم چاہین تو البتہ لیجاوین اس چیز کو جو وحی کئے
طرف تیرے یعنے سلب وحی کر دین اور عیسی علیہ السلام کو وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ یعنے دنیا اور
آخرت مین مرتبہ و بزرگی رکھنے والا اور انکی مان حضرت مریم کو وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ
عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ یعنے اور پاک کئے تجھ کو اور برگزیدہ کئے تجھ کو تمام دنیا کے عورتون پر
فرماکے اور ارادہ ازلی بھی ایسا ہی رکھکے اسکے خلاف و مقابل کی قدرت بھی مبرہن ہی کرکے
فرمایا قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ
وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا یعنے تو کہہ پھر کسکا کچھ چلتا ہے اللہ سے اگر وہ چاہے
ہلاک کر دیوے مسیح بن مریم کو اور اسکی مان کو اور سب کے سب جو زمین مین ہین ان کو۔ اور ملا علی قاری نے
مسیح الازہر مین لکھا ہے کہ امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ کی صحیح حدیث مین یہہ آیا ہے۔ لو ان
اللہ عذب اہل سمواتہ و اہل ارضہ عذبہم وہو غیر ظالم لہم یعنے اگر بتحقیق اللہ تعالی عذاب دیوے
اپنے آسمان و زمین کے لوگون کو تو عذاب دیوے انکو جس حال مین کہ وہ غیر ظالم ہے باوجودیکہ سارا انبیا اولیا
شہدا وغیرہم لایق عذاب کے نہین ہین بلکہ مغفور ہین سو آیتون سے اور خدا تعالی کے خبر دینے سے ثابت
ہوا اور امام فخر الدین رازی تفسیر مین بیچ آیہ ان تعذبہم فانہم عبادک کے یہہ لکھے ہین انہ یجوز
علی مذہبنا للہ تعالی ان یدخل الکفار فی الجنۃ وان یدخل الزہاد والعباد فی النار یعنی بتحقیق

کہ جایز ہی ہمارے مذہب مین یہہ چاہے اللہ تعالی داخل کرے کافرون کو جنت مین اور ڈالے زاہدون
اور عابدون کو دوزخ مین باوجود مشیت الٰہی ایسی نہین سو معلوم ہوئے کہ اسکے خلاف کرنیکی قدرت ہی
اور کیا تو جایز بھی ہی کرکے لکھے ہین اور عقاید سنیہ مین لکھے ہین ہزار ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کے
درجے مین اور ہزار نمرود کو ابراہیم علیہ السلام کے مرتبے مین اور ہزار موسی علیہ السلام کو فرعون کے
درجے مین اور ہزار فرعون کو موسی علیہ السلام کے مرتبے مین کردیوے تو جایز ہی کیا ملا علی قاری اور امام
فخر الدین رازی اور مولانا اسمعیل شہید اور اساس الاسلام والے اور عقاید سنیہ والے ایسا لکھے ہین
سو انکو پیغمبرونکی توہین منظور ہی نہین بلکہ خدا تعالی جلت قدرتہ کی سعت قدرت جو اوبھی عقاید کے
ضروریات سے ہی بیان کرنا اور اہل سنت وجماعت اسطرح کا عقیدہ رکھنا کرکے لکھے ہین اگر کوی
انسے ایسا بدگمان ہوا تو یعنے پیغمبرونکی توہین کا ارادہ رکھے ہین سمجھا تو وہ مردود بیدین سنت و
جماعت کے عقیدے سے نرا جاہل ہی تفہیم المعتقد والا سنت وجماعت کے اسطرح عقیدے کو وہابیہ کا عقیدہ
کرکے لکھا تو معلوم ہوتا ہی کہ اسکو سنت وجماعت کے عقیدے مین بالکل دخل نہین یا اسکا عقیدہ
بدعتیون و مشرکون کے عقیدے سا ہی وہ سمجھتا ہی کہ خدا تعالی کسی چیز کا وعدہ کیا تو اسکا خلاف
کرنا اسکے اختیار مین نہین رہتا ہی اور وہ شئی تحت قدرت نہین رہتی ہی مثلا نیک کارون سے
بہشت کا وعدہ کیا اور بدکارون سے دوزخ کا پھر اسکا خلاف کرنا اسکے تحت قدرت نہین ہے
یا اس دنیا بھرکی اور دنیا بنانا یا اسکے اکمل افراد سرکیے اور افراد پیدا کرنا ہو نہین سکتا پھر
ملا علی قاری جو لکھے اور چاہا تو زمین اور آسمان کے سب نیکون کو عذاب دیوے اور امام فخر الدین
رازی لکھے کہ تمام کافرون کو جنت مین اور تمام مومنون اور متقیونکو دوزخ مین ڈال دیوے
اور عقاید سنیہ والا لکھا کہ ہزارون نمرود کو ابراہیم کے رتبے مین اور ہزارون ابراہیم کو نمرود
کی جاد مین ہزارون فرعون کو موسی کے اور ہزارون موسی کو فرعون کے درجے مین کردیوے

اور صاحب تقویۃ الایمان لکھا کہ وہ چاہے تو ایک آن مین ایک حکم کن سے ہزارون نبی ولی اور جن و فرشتے انحضرت و جبرئیل کے برابر پیدا کر ڈالے تو اسکو وہم ہوگیا کہ یہہ کیونکر ہوسکیگا اور اپنے ناقص عقل مین سمجھا کہ خدا تعالی کو بے قدرت ٹھہرا دینا سہل ہی اسسے کہ یہہ سب کر سکیگا عقیدہ رکھے لیکن فریب یہہ کیا کہ ملا علی قاری امام فخر الدین رازی اور علما بدعتیہ دراسنت و جماعت کے علما مین قدیم و مشہور رہنے سے انکو چھوڑ دیا مگر مولانا اسمعیل شہید کو جو اس زمانے کے عالم مین اور بھی اپنے کتابون مین مشرکون اور بدعتیون کی نہایت سرکوبی کئے ہین سو انکا حاسد و دشمن بن جاکر فقط انہی کے قول کو لیکر عوام کو فریب دینے لکھتا ہی کہ یہہ عقیدہ وہابیہ کا ہی نہین سمجھا کہ ناظرین انصاف آئین اسکو دیکھین تو کیا کہینگے اور انکے پاس کسقدر اپنی بیدینی و بدذاتی ثابت ہوگی

عقیدہ (۳) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عادۃً خاتم النبیین ہین قدرت کے رو سے نہین

اقول اولا یہہ افترا ہی تقویۃ الایمان مین اسکا کچھہ ذکر نہین ثانیا یہہ مہمل بات و خلاف محاورہ ہی کیونکہ بہت سے چیزین ہین جنمین سنت و عادۃ الٰہی جاری ہوی ہی کیا وے قدرت سے باہر ہین قدرت کے رو سے نہین مثلاً آفتاب نکلا تو روز ہونا اور غروب ہوا تو شب ہونیکی عادت ہی کیا یہہ قدرت سے نہین ہی آدمی کھانا کھایا تو بھوک دفع ہونے کی اور پانی پیا تو پیاس بجھنے کی عادت ہی کیا قدرت سے نہین آدمیو نمین انبیا پیدا کرنیکی عادت تھی کیا قدرت سے نہین انحضرت پر نبوت ختم ہوی سو اسکو عادت نہین کہتے کیونکہ عادت عود سے ہی یعنے بار بار پلٹ کر ہونے کی چیز کو عادت کہتے پھر نبوت بار بار ختم کب ہوی تھی جو عادۃ کہین عادۃ خاتم النبیین ہین قدرت کے رو سے نہین لکھنا مہمل ہی اگر اس مہمل و بے معنی عبارت سے مراد یہہ ہی کہ انحضرت پر نبوت ختم ہوی سو محض خدا ہی تعالی کا فضل حضرت کی ذات شریف پر رہنے سے حضرت پر نبوت ختم کر دیا

ورنہ وہ چاہتا تو اور انبیا بھیجنے کی قدرت وسکت اسمین تھی یہہ عقیدہ تو اہل سنت وجماعت
کا ہی جیسا ہم دوسرے جواب کی توضیح مین لکھ چکے پھر اسبات کو وہابیہ کے عقیدے
مین داخل کرنا حماقت وجہالت حسد وعداوت سے خالی نہین -

عقیدہ (۴) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرکے مٹی مین مٹی ہوگئے -

تنبیہ - اقول یہہ افترا ہی تقویۃ الایمان مین ایسا نہین لکھا ہی اسکی
عبارت مین تحریف وتبدیل کیا ہی - اصل عبارت تقویۃ الایمان کی یہہ کہ مین بھی ایک دن مرکے
مٹی مین ملنے والا ہون - قصہ یہہ ہی کہ قیس بن سعد ایک صحابی تھے سو حیرہ نام ایک بستی مین
جاکر دیکھے کہ وہان کے لوگ اپنے راجا کو سجدہ کرتے ہین تو دل مین سمجھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سجدے کے زیادہ لایق ہین جب لوٹ کر آئے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہان
کا احوال عرض کرکر کہے کہ آپ بہت لایق ہو کہ سجدہ کرین ہم آپ کو حضرت پوچھے بھلا خیال
تو کر جو تو گذرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اسکو قیس کہے نہین حضرت فرمائے تو مت کر
مراد حضرت کی یہہ تھی کہ مین بھی ایکدن مرنے والا قبر مین جانے والا نہ خاک ہونے والا ہون
سو سجدے کے کب لایق ہون سجدے کے لایق تو وہ ذات پاک ہی نہ کبھی مرے نہ کبھی چھپے یعنے مین اگرچہ
سید البشر پیغمبر جلیل القدر ہون لیکن تاہم بشر ہون پابند حدوث وامکان ہون موت کا آنا
قبر مین جانا نہ خاک ہونا حدوث وامکان کے لوازم سے ہی سجدے کے شایان فقط ذات
قدیم وواجب تعالی سبحانہ ہی دیکھیے مرنے والا قبر مین جانے والا نہ خاک ہونیوالا مٹی مین
ملنے والا سب یکطرح کے محاورے ہین جو ذات فانی وحادث پر صادق آتے ہین سو اس عبارت
کو یعنے مٹی مین ملنے والا ہون بولے سو بات کو تحریف وتبدیل کرکے ملحدون کے محاورے مین
ڈالا یعنے مرکے مٹی مین مٹی ہوگئے اسمین یہہ معنی رکھا کہ مرکے مٹی مین مٹی ہوگئے اب کچھ نام و

ونشان باقی نہین نہ عالم برزخ ہی و نہ حشر و نشر کیونکہ ملحدون اور زندیقون کا یہہ عقیدہ ہی کہ آدمی مرکر مٹی مین مٹی ہوجاتا ہی کچھہ باقی نہین رہتا ہی نہ قبر مین اسکو سوال و جواب ہی نہ حشر مین حساب وکتاب نہ بہشت و دوزخ مین ثواب عقاب یہہ فقط شریعت کے دہرکے ہین حقیقت مین کچھہ نہین سو ایسے بیدین ملحدون کے مانند تقویۃ الایمان والے کا عقیدہ ہی بول کر عوام مین بدنام کرنے کے واسطے لفظون کی اور محاورے کی تبدیل و تحریف کیا وگرنہ مٹی مین ملنے والا زیر خاک ہونے والا مرنے والا بولنے مین کیا قباحت تھی وہ تو حقیقت حال اور اہل السنن کے اعتقاد کا کمال تھا کیونکہ جو ممکن ہے سو اگرچہ پیغمبر بھی ہو اسکو لازم ہی مرنا زیر خاک ہونا کیا بڑے بڑے اولوالعزم پیغمبر نہین ہوے اور زیر خاک نہین ہوے پہر آنحضرت بھی انہین کے ایک فرد ہین زیر خاک ہونے مین کیا عجب حضرت کے سوال سے بھی میری قبر کو سجدہ کریگا کیا پوچہنا فقط اپنی موت کا اور آپ کی ذات ممکن ہی واجب نہین سو کنایہ تھا -

عقیدہ (۵) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہین ہین۔

اقول - اولا افترا ہی تقویۃ الایمان مین یہہ نہین ہی ثانیا اگر مراد حیات سے حیات دنیوی ہی تو حیات النبی کہنا نص کے خلاف ہی اِنَّكَ مَيِّتٌ قرآن شریف مین منصوص ہی اسکے سوا آنحضرت رحلت فرماگئے اور مدینہ منورہ مین مدفون ہین سو اظہر من الشمس ہے اگر مراد حیات سے عالم برزخ کی حیات ہی تو جسطرح روایتون مین وارد ہوا ہی اور سنت وجماعت کے فقہا لکھے ہین صحیح ہی جبکہ شہدا کے واسطے برزخ کی حیات ثابت ہی تو انبیا کے لئے بطریق اولی ثابت ہی بلکہ انبیا کے ابدان کو مٹی نہین کھاتی کرکے روایتون مین وارد ہی خصوص ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے یہہ بھی آیا ہی کہ آنحضرت قبر مکرم مین زندہ ہین ہفتے مین دوبار یعنے پیر کے اور جمعرات کے روز امت کے اعمال ملایکہ کی وساطت سے معروض ہوتے ہین اگر اعمال نیک ہین تو

آنحضرت خوش ہوتے ہین اور اگر بد ہین تو خدا یتعالی سے مغفرت مانگتے ہین اس جبا
صاحب تقویۃ الایمان کو نہ و نہ کسی اہل اسلام کو اگر مراد حیات سے یہہ ہی کہ آنحضرت
کرتے ہین سب جگہہ موجود و حاضر ہین سب کا احوال جانتے دیکھتے ہین کوئی شی احاطہ علم
تو یہہ شرک ہی ایسا اعتقاد رکھنے والے کو مشرک بولتے سو آ مشرک کے اسطرح کی حیات کا
قایل نہین کیونکہ یہہ خصوصیت خدا یتعالی کا ہی خدا کے خصوصے ہین انبیا اولیا کو دخل نہین تفہیم المغتر والا
ایسی حیات کا قایل ہی خصوص درود پڑہین یا حضرت کے تولد کا حال ذکر کرین تو حضرت حاضر ہوتے ہین
بولکر تعظیم کے واسطے سب لوگ اٹھ کر کہڑے ہونے کہتا ہی -

عقیدہ (٦) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ کچھ قدرت ہی اور نہ کچھ سنتے ہین --

اقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھا سو افترا ہی تقویۃ الایمان مین نہین ہے
مگر مطلق ولی و نبی ہی اب اگر قدرت سے مراد قوت و طاقت بشری ہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس قوت مین سب بشر سے کامل تر تھے سب شجیعان عرب و عجم سے اشجع قوت بصارت ایسا تھا
کہ عقد ثریا کے سب ستارے گن سکتے تھے عقل و فہم مین ساری جہان کے عقلا حضرت کے روبرو
عاجز تھے اگر مراد قدرت سے خرق عادت و معجزہ ہی تو دوسرے سب انبیا سے آنحضرت کو
معجزے زیادہ عطا ہوئے تھے سیر کے کتب دیکھنے سے معلوم ہوجا یگا لیکن معجزون کو جب اسکی
نسبت انبیا کے طرف ہو تو اسکو قدرت نہین کہتے کیونکہ یہہ فعل اللہ ہی بلکہ معجزہ و آیات کہتے ہ
جیسا موسی علیہ السلام کے باب مین خدا یتعالی فرمایا وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ
بَيِّنَاتٍ یعنے اور تحقیق دئے ہم موسی کو نو آیت روشن یعنے معجزے اگر مراد قدرت سے اپنے
اختیار سے عالم مین تصرف کرنا پیدا کرنا مارنا جلانا بیمار و تندرست کرنا غریب کو غنی غنی کو غریب
کرنا سب خلق کی حاجت مراد بر لانا سب کو روزی رزق دینا وغیرہ ہو تو یہہ شرک جلی ہی اسطرح

کی

ونشان باقی ہے اللہ تعالی کے کسی مین نہین جو کوی ایسی قدرت کسی جن و بشر و ملک مین ثابت
ہتی مین ہتی ہین یہہ خصیصہ ہی خدا یتعالی کا کسی انبیا اولیا کو یا جن و ملک کو اسمین شرکت نہین
وکتاب ج نہ بہشتیان بھی اسطرح کی قدرت کی نفی غیر اللہ سے کرتا ہی اسی پر سب اہل تسنن کے فقہا
ایسے ہین بلکہ اہل اسلام کے تمام موحدین کا اتفاق ہی اگر تفہیم المعترض الا اسطرح کی قدرت غیر اللہ کی
یا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین نفی سمجھتا ہی تو وہ مخالف ہی سب فقہا و متکلمین کے عقیدہ کا
جو اہل حق و اہل سنت و جماعت ہین طرفہ یہہ کہ سنت و جماعت کے اس عقیدے کو وہابیہ کا عقیدہ
قرار دیکے لکھا ہی اور اپنی شرک کے عقیدے کو سنت و جماعت کا عقیدہ بولتا ہی سہ ببین تفاوت
رہ از کجاست تا بکجا ۔ اور کچھ نہین سننے مراد اس سننے سے سماعت بشری ہی تو آنحضرت اسمین
کامل تر تھے اگر اتفاقاً خدا یتعالی حضرت کو دور دراز کی کوی بات سنا دیا کرتا تھا تو وہ بھی ممکن
جایز ہی آنحضرت کے اعجاز پر دلالت کرتا ہی اور عالم برزخ مین اگر کوئی زایر قبر مکرم کے پاس جا کر
درود و سلام بھیجا تو مین سنتا ہون فرماتے سو یہہ بھی ثابت الاصل ہی اگر سننے سے مراد تمام
عالم کی نداء مناجات کو اور باتون کو خواہ مشرق مین کرین خواہ مغرب مین خواہ آسمان مین کرین خواہ
زمین مین خواہ پکار کر خواہ آہستہ ہمیشہ جب چاہے تب یہہ سب سن لیتے ہین سمجھنا شرک ہی
کیونکہ یہہ خصیصہ خدا یتعالی کا ہی ایسی سماعت کسیکو حاصل نہین جبکہ ایسی سماعت کا اعتقاد رکھنے والا
ہی وہ کافر و مشرک ہوتا ہی بول کر سنت و جماعت کے سب مفسرین و فقہا لکھے ہین چنانچہ تاتارخانیہ
مین جو معتبر اور مشہور فقہ حنفیہ کا ہی لکھا ہی رَجُلٌ تَزَوَّجَ اِمْرَاَةً لَمْ یَحْضُرْ شُہُوْدٌ فَقَالَ
یعنے کسی نے نکاح کیا کسی عورت کو اسوقت گواہ حاضر نہین تھے فقال خدا و رسول را و فرشتگان را
اور اگواہ کردم یعنے پھر کہا خدا اور رسول کو یا فرشتون کو گواہ کیا ہون بَطَلَ النِّکَاحُ وَ
کَفَرَ النَّاکِحُ لِاِعْتِقَادِ اَنَّ الرَّسُوْلَ وَالْمَلٰئِکَۃَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ وَیَسْمَعُ النِّدَاءَ

باطل ہوا نکاح اسکا اور کافر ہا ہی نکاح کرنیوالا کیونکہ اعتقاد کیا اسبات کا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور فرشتے غیب کو جانتے ہین اور پکانے کو سنتے ہین غرض اسیطرح سب فقہا ومفسرین کا اتفاق ہی ایسا اعتقاد رکھنے والے کو کافر جانتے ہین صاحب تقویۃ الایمان بھی اس مسئلہ مین ان فقہا کا شریک ہی پس ایسا اعتقاد رکھنے والا یعنے بالذات سننے کا سنت وجماعت سے بلکہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہی خواہ نعیم المغترو الا ہو یا اور کوئی پس سنت وجماعت کے فقہا کو جو اسطرح کے سننے کا انکار کرتے ہین سو وہابیہ ہین کرکے مغترو الا لکہنے کا کیا غرض اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ سنت وجماعت کے اور ان فقہا کے عقیدہ پر اسکا عقیدہ نہین ہے

عقیدہ (۷) محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے زیارت کو سفر کرکے جانا شرک ہی۔

تنبیہ اقول تقویۃ الایمان مین یہہ فقرہ نہین ہی حضرت کا نام لکھا سو افترا کیا ہی۔

عقیدہ (۸) محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے روضہ مبارک کو توڑ دینا ثواب ہی۔

تنبیہ اقول اگر ابن عبد الوہاب بولا ہی تو مواخذہ اسکے ساتھہ ہی اور اگر نہین بولا ہی تو گناہ برگردن راوی۔

عقیدہ (۹) محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو یکبات کے بھی غیب دان جاننا شرک ہی۔

تنبیہ اقول تقویۃ الایمان مین نہ یہہ عبارت ہی و نہ آنحضرت کا نام افترا ہی

لیکن سنت وجماعت کے بڑے بڑے مفسرین وفقہا ایسا لکھے ہین کریمہ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ یعنے کہہ کہ نہین کہتا ہون مین تم کو کہ مجھہ پاس ہین خزانے اللہ کے اور نہین ہون مین غیب جانتا یعنے غیب جاننا صفت اللہ تعالی کی ہی مین اس سے موصوف نہین ہون اور ملا علی قاری شرح الازہر مین لکھے ہین

اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یَعْلَمُوا الْمُغَیَّبَاتِ اِلَّا مَا عَلَّمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَحْیَانًا وَذَكَرَ

اَلْحَنَفِيَّةُ تَصْرِيْحًا بِالتَّكْفِيْرِ بِاِعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ یعنے مقر پیغمبران نہین جانتے ہین غیب کو مگر اس چیز کو کہ کھولدیا اللہ پاک اُنپر کسی وقت مین اور صاف ذکر کئے حنفی علما حکم تکفیر کا اس شخص کے جو اعتقاد رکھا اسبات کا کہ سرور عالم غیب کو جانتے ہین اور بحرالرائق مین جو معتبر کتاب حنفیہ کی ہی لکھا لَوْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ يَكْفُرُ لِاِعْتِقَادِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ یعنے اگر کوی نکاح کیا گواہ سے خدا و رسول کے تو کافر ہوتا ہی اس لئے کہ اسکا اعتقاد یہہ ہی کہ آنحضرت غیبدان ہین اسیطرح دوسرے فتاوی اور کتابون مین بھی ہی ان سب کو بیان لکھنے کی گنجایش نہین غرض تمام مفسرین و فقہا کا یہہ متفق علیہ مسئلہ ہی کہ غیب کو سوائے خدا یتعالی کے کوی نہین جانتا مگر خدا یتعالی پیغمبرون کو بعضے باتین معلوم کراتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سبسے بڑہکر معلوم کرایا ہی ایسا معلوم کرانے سے انکو غیبدان نہین کہتے بلکہ مُطّلع علی الغیب یعنے غیب پر اطلاع دئے گئے کہتے غیبدان وہی ہی کہ غیب کا جاننا جسکے قابو و اختیار مین ہو سو وہ ذات باریتعالی ہی فقط غرض اس فرق پر ہدایت نہونے سے بہت لوگ ضلالت مین پڑے ہین اور تمام فقہا و مفسرین کے خلاف انبیا اولیا کو بھی غیبدان ٹھہراکر ورطہ شرک و کفر مین گرفتار ہوتے ہین جیسا سراج الہدایت والاد وغیرہ تفہیم المغتر والابھی اسنے سنت وجماعت کے عقید یکو وہابیہ کا عقیدہ ہی کرکے لکھا ہی تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اسکا عقیدہ اہل التسنن کے خلاف مین پڑا ہی پس صاحب بحرالرائق وسیح الازہر جو حکم کہ لکھے ہین اسپر صادق آسکتا ہی ۔

عقیدہ (۱۰) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کے روبرو عاجزی سے ادب بجالانا خضوع و خشوع سے زیارت کرنا شرک ہی ۔

تنبیہ اقول افترا ہی تقویۃ الایمان میں نہیں ہی۔

عقیدہ (۱۱) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہین۔

تنبیہ یہہ افترا ہی تقویۃ الایمان مین اس جگہہ نہ آنحضرت کا نام لکھا ہی و نہ اور کسی بزرگ کا بلکہ وہ مشرکون اور مخلوق پرستون کے بیان مین کہتا ہی جن نے اللہ تعالی کا حق جو خالق ہی اسکے مخلوق کو دیا تو ایسا ہی جیسا کوی بادشاہ کا تاج کسی چمار کے سر پر رکھدیا اور یہہ بھی یقین جان لیا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہی اب یہان دیکھا چاہئے کہ بادشاہ کے شان کی نسبت کرتے چمار جتنا ذلیل ہی خالق کی شان کی نسبت مخلوق اس سے بھی زیادہ ذلیل ہی لکھا سو اسکا وجہ یہہ ہی کہ چمار کی نسبت کا اور بادشاہ کے رفعت کا سبب فقط بلحاظ اوصاف و کمال کے ہی یعنے چمار کا کسب و پیشہ نہایت ذلیل ہی اور بادشاہ کا منصب و رتبہ نہایت عالی وگرنہ ذاتیات و ماہیات مین چمار کو بادشاہ کے ساتھ اتحاد و اشتراک ہی کیونکہ چمار بھی حیوان ناطق اور بادشاہ بھی حیوان ناطق برخلاف خالق و مخلوق مین نہ از روئے وصف و کمال کے اشتراک ہو سکتا ہی و نہ بوجہ ماہیت و حقیقت کے اتحاد کیونکہ شان مخلوق کی عجز و عبودیت ہی شان خالق کی غنا و الوہیت یہان حدوث ہی وہان قدم یہان امکان ہی وہان وجوب ماہیت مخلوق کی حدوث و امکان ہی حقیقت خالق کی قدم و وجوب اس لئے خالق کی شان کے نسبت مخلوق زیادہ ذلیل ہی اس سے جو ایک عالی مخلوق کی شان کی نسبت دوسرا ادون مخلوق ذلیل ہی۔

عقیدہ (۱۲) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے انبیاء و اولیاء اللہ تعالی کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہین۔

تنبیہ اقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھا سو اپنی طرف سے

الحاق کیا ہی اور صاحب تقویۃ الایمان پر افترا باندہا ہی مگر انبیا اولیا کی بات صحیح ہی اب
دیکہا چاہئے کہ اگر مراد یہہ ہی کہ اللہ تعالی کے روبرو ذرۂ ناچیز کچہہ ایک قدر رکہتا ہی انبیا اولیا
قدر مین اس سے کمتر ہین یعنے ذرۂ ناچیز فاضل ہی انبیا اولیا مفضول ہین تو یہہ معنی بالکل
بن نہین سکتا اگر کوئی بے وقوف کسی احمق کو یہہ معنی سمجہا دیگا تو وہ بہی باور نہین کریگا کیونکہ
انبیا اولیا فاضل ترین مخلوقات وبہترین کائنات ہین سو سب کو معلوم ہی انکے روبرو
ذرۂ ناچیز کی کیا حقیقت لیکن مراد یہہ ہی کہ آفتاب اور ذرۂ ناچیز مین جو نسبت کہ ہی یعنے
آفتاب جسم مین نور وتجلی مین بہت بڑا اور ذرہ اسکی نسبت جمیع امور مین بہت چہوٹا
ہی سو انبیا اولیا کو جو ساری کائنات کے خلاصہ اور تمامی مخلوقات سے افضل واعلی ہین
اللہ تعالی کے روبرو جو خالقیت والوہیت کی شان رکہتا ہی موازنہ کرین تو انکی نسبت
کمتر ہتی ہی اس نسبت سے جو ذرۂ ناچیز اور آفتاب مین ہی کیونکہ ذرۂ ناچیز باوجود ادون
ہونے کے درجۂ مخلوقیت وحدوث وامکان مین آفتاب کے ساتہہ نوعی اشتراک
رکہتا ہی برخلاف انبیا اولیا مرتبہ خالقیت وشان الوہیت مین خدا یتعالی کے ساتہہ
کسیطرح کی شرکت نہین رکہتے اور حد امکان وحدوث سے نکلکر سرحد وجوب وقدم
مین نہین جا سکتے اس لئے ذرۂ ناچیز جسقدر آفتاب سے کمی کی نسبت رکہتا ہی انبیا اولیا
اس سے زیادہ کمی کی نسبت رکہتے ہین اللہ تعالی کے ساتہہ یہہ بات حق وواقع ہی اور
ایمان وتوحید کا کمال یہی ہی کہ اللہ جل شانہ کے روبرو سب کو نیست جانے اور اسکی
شان وعظمت کے مقابل ساری کائنات ہیچ وناچیز سمجہے اسکے امر سے ساری کائنات
کا بود وجود ہی اس کے یک حکم سے تمام عالم نیست ونابود ہی اسکی قدرت کے سامنے
ساری جہان عاجز وناچار اسکے حکم مین تمام عالم مجبور وگرفتار اس حادث ناچیز کو جو اتنے

برو وجود مین محتاج ہی اس ذات قدیم بذاتہ موجود کے ساتھ کیا نسبت کہ کسی طرح موازنہ
ومقابلہ کر سکے ؎ اگر آفتاب ست یک ذرہ ٭ وگر ہفت دریاست یک قطرہ ٭
چو سلطان عزت علم در کشد ٭ جہان سر بجیب عدم در کشد ٭ ......

عقیدہ (۱۳) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کی تعظیم کے برابر کرنا

عقیدہ (۱۴) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے بڑے بھائی اور ہم چھوٹے بھائی

تنبیہ اقول یہہ بھائی کا لفظ تقویۃ الایمان کا مصنف اپنی طرف سے نہین
کہا بلکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین قصہ اسکا ایسا ہی کہ بی بی عایشہ رضی اللہ
عنہا فرماتے ہین کہ یکبار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کئی مہاجرین وانصار بیٹھے تھے
کہ ایک اونٹ آیا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا سو انکے اصحاب کہنے لگے
ای پیغمبر خدا انکو سجدہ کرتے ہین جانور اور درخت سو ہم کو تو ضرور چاہئے کہ آپکو سجدہ کرین
فرمایا بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی یہہ بھائی کا لفظ حضرت اپنے واسطے
فرمایا کہ شیخ عبدالحق اور سب محدثین لکھتے ہین یہان آنحضرت اپنے کو بھائی فرماتے سو
مراد ناتے رشتے کے بھائی سے نہین بلکہ نوعیت کے بھائی مراد ہی یعنے تمھاری میری نوع ایک
ہی تم بھی انسان ہو مین بھی انسان ہون جیسا چھوٹے درجے والے انسان بڑے درجے
والے انسان کی تعظیم وتکریم کرتے ہین ویسا ہی میری تعظیم کیا چاہئے بندگی سجدہ خدا
ہی کو جو سب کا معبود ہی کرنا ہی چنانچہ یہہ بھائی کا لفظ پیغمبرون کے واسطے خدا تعالی بھی قرآن
مجید مین کئی جگہہ فرمایا ہی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ یعنے سب مومن بھائی ہین یہان ایک
کلی ہی اس کلی کے افراد مومن ہین سو ان مومنون کو بھی بھائی فرمایا اب یہان دیکھا چاہئے
کہ خدا ورسول تو فقط بھائی فرماتے تقویۃ الایمان کا مصنف جو نہایت مودب مہذب شخص ہی

علم ادب تہذیب مین درجہ کمال کا رکہتا ہی سو دیکہا کہ ان افراد مین فاضل بھی ہین مفضول بھی سوا ادب کے راہ کرنے فاضلون کو بڑے اور مفضولون کو چہوٹے کہا چاہئے اور چہوٹے بڑون کا ادب انکے مراتب کے موافق کیا چاہئے لکھا مثلا ادب باپ دادا کا پیر استاد کا دیندار علما فضلا کا امام مجتہد کا اولیا انبیا کا سب سے بڑہکر خاتم الانبیا کا کیا چاہئے مگر بندگی و عبادت کے حد کو نہ پہنچے کیونکہ یہہ خاص خدا بتعالی کا ادب ہی سو کہتا ہی انکی تعظیم انسانون کی سی ہو نہ خدا کی سی کیونکہ انحضرت بھی صحابہ کو تین اپنے کو سجدہ کرنے منع فرمائے اور مین بھی تمہارا بھائی ہون فرمائے سو غرض یہی تھا سوا ایسے مودب شخص کو بے ادب ان کم فہمان بے سمجھی کی راہ سے یا حسد سے سوءِ ادب کہتے ہین ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ؛ عیب نماید ہنرش در نظر ؛ ....

عقیدہ (۱۵) محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو یا محمد یا رسول اللہ کہنا شرک ہی۔

تنبیہ اقول یہہ افترا ہی تقویۃ الایمان مین ایسا نہین لکھا ہی مگر دوسرے فقہا جیسا تاتارخانیہ والے وغیرہ اسباب مین یہہ لکھے ہین کہ اگر کوئی شخص انحضرت کو حاضر و ناظر ہین اور اپنی بات بالذات و بے وساطت کسی کے سنتے ہین سمجھ کر دور سے ندا کیا تو مشرک و کافر ہی و اگر فقط محبت سے یا درود و سلام فرشتے لیجا کر پہنچانے کی نیت سے ندا کیا تو جایز ہی ؎ محبت سے ہزارون بار کوئی ؛ پکارے یا محمد کیا خطر ہے ؛ مگر حاضر کی نیت سے انہون کو ؛ پکاریگا سو مشرک بیخبر ہی ؛

عقیدہ (۱۶) محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے فاتحہ کے کہانے کو حرام جانتے ہین۔

تنبیہ اقول افترا ہی کہین ایسا نہین لکھا ہی۔

عقیدہ (۱۷) محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے آثار شریف کے اور موے مبارک کے

اور قدم شریف کی مذمت کرتے اور بد جانتے ہین۔

تنبیہ اوّل آثار شریف آنحضرت کا عمامہ پیرہن لنگ چادر وغیرہ ملبوس خاص یا اور کوی شی مثلاً انگوٹھی مسواک نعلین مبارک وغیرہ جو آنحضرت سے مستعمل ہوے ہین البتہ یہہ سب آثار شریف ہین ان اشیا مین کی کوی شی یا موی مبارک آنحضرت کے محاسن شریف کا و یا سر مبارک کا اس ملک مین فلانے جگہہ فلانے کے پاس ہی کرکے صحیح روایتون سے یا امت کے علما کے تواتر سے ثابت نہین ہوا جسکا وجود ہی نہو پھر اسکی مذمت کرتے اور بد جانتے کہنے کا کیا ذکر اور قدم شریف جسم مبارک کے ساتھہ مدینہ منورہ مین مدفون ہی اسکے بیان ہونے کا کیا مذکور اگر کوی شخص اپنے تصور سے یہہ حضرت کا قدم ہی بولکر لکڑیکا یا پتھر کا یا تانبے پیتل کا بنالے یا اسکا نقشہ کاغذ پر کھینچے تو یہہ چیزین آثار شریف نہین ہوسکتے اور انکی تعظیم و تکریم شرع مین جائز نہین ہوتی بلکہ ایسے چیزون کی تعظیم کرنے کو علماے شریعت حکم ضلالت و شرک و کفر کا کئے ہین اور خود معترض کے پیشوا مولوی اسلمی صاحب بھی اپنے سفینہ مین لکھے ہین کہ نقشہ کعبہ معظمہ و مدینہ منورہ و قدم جعلی کہ منسوب با آنحضرت میکنند ہمہ اش از منکرات و بدعات دینیہ شمردہ میشود پس مومن را ازان احتراز لازم است انتہی یعنے کعبہ معظمہ و مدینہ منورہ کا نقشہ اور جعلی قدم جو آپ بنا کر آنحضرت کا قدم ہی بولکر نسبت کرتے ہین سو یہہ تمام دین کے منکرات و بدعات سے ہے پس مومن ایسے کامون سے دور رہنا ضرور ہی اب دیکھا چاہئے کہ منکر اور بد کام جو شریعت کے تمام علما کے پاس بد ہین سو فقط وہابیہ بد جانتے ہین کرکے لکھنے کا کیا معنی شاید تفہیم المغیۃ والا اپنے عقیدے مین اسکو بد نہین جانتا ہی اس لئے سنت و جماعت کے علما کو اور مولوی اسلمی صاحب کو وہابیہ مین گنا تا ہی پس وہ مخالفہ ہی اہل سنت و شریعت کا من حقر بیترا

لِاَخِيْهِ فَقَدْ وَقَعَ فِيْهِ یعنے جو اپنے بھائی کے لئے کنوا کھودا سو آپ ہی اسمین گر پڑا

عقیدہ (۱۸) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ناجی کہ حنفی شافعی مالکی حنبلی ہی وہابیہ یہہ مذہب والے کہلانے کو بد جانتے ہین پھر اپنے کو محمدی بولتے ہین۔

تنبیہ اوّل کیا حنفی شافعی مالکی حنبلی اپنے کو محمدی نہین بولتے پھر وہابیہ اپنے کو محمدی جو بولتے کہنا کیا معنی اگر فہیم المفتر والے کو محمدی بولنے سے ننگ ہو تو نہ بولے ہم تو محمدی ہین اور محمدی ہونے مین اپنی سعادت اور نجات جانتے ہین بلکہ ہر ایک اہل اسلام کو چاہئے کہ مین مومن ہون مسلمان ہون محمدی ہون کہے تاکہ اسکو دوسرے ادیان و ملل سے امتیاز حاصل ہوجاوے اسی بدستور فریق ضالہ و مبتدعین مین نہ گنے جانے مین سنی ہون متبع سنت ہون کہے مگر مین حنفی ہون شافعی ہون مالکی ہون حنبلی ہون بولنا چندان احتیاج نہین کیونکہ حق چارون مذہب مین دایر ہی یہہ چارون بھی متبع سنت ہین انہین امتیاز حاصل کرنے کی اتنی ضرورت نہین جتنی کہ محمدی اور سنی ہونے مین امتیاز حاصل کرنی ضروری اس لئے کہ اگر کوی حنفی ہی شافعی ہی مالکی ہی حنبلی ہی اچھا ہی اصول چارون کا سنت وجماعت ہی سنی ہون کہا تو بھی بس کرتا ہی ہان اگر کوی پوچھے کہ تم فروعات مین کسکے تابع ہین حنفی ہو تو کہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا شافعی ہو تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مالکی ہو تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا حنبلی ہو تو امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ایسا کہنے کو کوی مانع نہین اور طرق کی نسبت بھی خواہ نخواہ بتاتے پھرنا ضرور نہین کہ مین قادری ہون نقشبندی ہون چشتی ہون کیونکہ یہہ تینون بزرگان بھی تابع سنت وجماعت مین کسی بزرگ کے طریق مین ہو تو بھی وہ سنی ہی پھر ایسا کہلانے کو بد جانتے ہین کہنا صرف تہمت و افترا ہی۔

عقیدہ (۱۹) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف کے جشن کو بدعت اور بد جانتے۔

تنبیہ اقول مولود شریف کا جشن سنت و اثر اور چارون مذہب کے مجتہدون سے ثابت نہ ہونے کے سبب بدعت نفس الامری ہی اور چھہ سو برس تک اہل اسلام مین اسکا رواج نہین تھا مگر بعد چھہ سو برس کے شام کا بادشاہ اربل ابو مظفر نے اسکو ایجاد و احداث کیا اور بڑے تکلف سے پیسے خرچ کرنے اور لوگون کو کھلانے پلانے دینے لینے لگا بعد اسکے کھانے کے شوقیان اسکے جواز کے لئے کچھہ فتوی تلاش کرنے لگے بعض علماء شافعیہ اسکے جواز کے فتوے لکھے اور کہے کہ اگرچہ یہہ بدعت ہی مگر حسنہ ہی باوجود اسکے اکثر چارون مذہب کے علما اور بڑے بڑے اامان خاطبتہ حنفیہ اسکے عدم جواز اور بدعت ہونے پر گئے چنانچہ امام شعرانی اور امام ابن الحاج اور امام تاج الدین فاکہانی اور شیخ علامہ محمد بن فضل اللہ جونفوری اور فاضل نصیر الدین گجراتی اور شیخ محمد شامی اور امام ربانی اور بہت سے بڑے بڑے علما کہ جن کے نامان لکھنے یہہ مختصر گنجایش نہین رکھتا اسکے بدعت پن کے قایل ہوے ہین اتنے بہت سنت وجماعت کے علما و امامان کو جو ابن عبد الوہاب کے آگے ہوے ہین اور اسکا نام و نشان بہی نہین جانتے وہابیہ ہین کہنا کسی سنی متبع سنت کا کام نہین مگر انکے مخالف بدعتی بے دین کا کام ہی۔

عقیدہ (۲۰) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک اذان مین سنکے تعظیم کرنے کو بد جانتے۔

تنبیہ اقول صحیح حدیثون مین آیا ہی کہ اذان مین جیسا موذن کہتا ہی ویسا ہی جواب دیوے مگر حی علی الصلوۃ وحی علی الفلاح کے جواب مین لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے اور بعد اذان کے درود بھیجے اور دعاء ماثورہ پڑہے حضرت کے فرمان بموجب

درود و دعا پڑہنے کی تعظیم تو بجا لاتے ہین حضرت ساری جہان سے افضل اور تمام کائنات سے معزز و مکرم ہین حضرت کا ادب اور تعظیم اور اطاعت ہر ایک مومن پر فرض ہی کون مومن مسلمان ہوگا جو حضرت کی تعظیم کرنے بد جانیگا بجز بدعتی و مشرک و بے ایمان کے مگر تعظیم کرنیکا طریق بھی شریعت کے حکم موجب ہو اپنی طرف سے تو تراش و بدعت نہو شریعت کا حکم اہل سنت و جماعت چار دلیلون سے لیتے ہین قرآن سے حدیث سے اجماع سے قیاس سے قرآن و حدیث کا حکم تو ظاہر ہی اجماع وہ ہی کہ کسی دینی امر پر سب صحابہ یا تمام مجتہدین متفق ہونا بلکہ اکثر اصحاب و تابعین کی سیرت و عمل بھی دین کے کامون مین حجت ہی لیکن بندرت یک دو صحابی کا قول و فعل جس پر دوسرے اصحاب رد و قدح کئے ہون اور اسکو عمل مین نہ لائے ہون حجت نہین ہوسکتا غرض کوی کام نادر طور پر کسی صحابی یا تابعی سے ہوگیا اور وہ کام دوسرے اصحابون مین مروج نہوا یا اسپر قرآن و حدیث و مجتہد کے صحیح قیاس سے سند نہ ملے تو ویسے کام پر عمل کرنا جایز نہین قیاس وہ ہی کہ اسکے شروط کے موافق جو اصول کے کتابون مین لکھے ہین کوی مجتہد قرآن و حدیث سے مسایل استنباط کرنا اور اس مجتہد کو تمام سنت و جماعت کے علما مسلم الاجتہاد ہی کرکے ماننا جیسا چارون مذہب کے امامان اور انکے شاگردان وغیرہ اگر غیر مجتہد کوی عالم اپنے قیاس و راے سے کوی مسئلہ نکالا یا اسکو مستحسن جانا تو وہ معتبر نہین پس جب کوی عالم کا قیاس دین مین معتبر نہو تو پھر عوام کے راے و قیاس کو کیا پوچھنا چاہئے اب یہان دیکھنا چاہئے بعضے لوگون مین حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی کا نام فاتحہ وغیرہ مین آیا تو کان کی لو لکی پکڑ کے بیٹھنا ادب کا طریق ہی سمجھتے ہین بعضے لوگ دوسرے بزرگون کو اور طرح سے ادب کیا کرتے ہین کوی سجدہ کرتا ہی کوی کلہ بر زمین رکھتا ہی کوی اور کچھ طور سے

ادب کیا کرتا ہی کوی مولود شریف کا حال بیان کرنے کے وقت جہان ذکر ولادت کا آتا ہی تب اٹھ کھڑا ہوتا ہی اور کہتا ہی شافعیون مین امام سبکی بھی کھڑے ہوتے تھے کوی اذان کے وقت نام مبارک آنحضرت کا موذن کہتا تو اپنے انگوٹھے آنکھ پر لگاتا ہی کوی کلمہ کے انگوٹھا یا انگلیان لگاتا ہی کوی اپنی انگلیان کو بوسہ دیتا ہی اسکی سند پوچھین تو کوی کوی عالم اور فقیہ ایسی کتابون مین ایسا کرنا بہت ثواب لکھے ہین کہتا ہی سنت وجماعت کے چارون ادلہ مین اسکا کچھ ٹھکانا نہین نہ احادیث مین اسکی صحیح روایت آئی ہی ورنہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین جو خیر القرون اور سبیل مومنین تھے اُن مین یہہ رواج پایا ہی ورنہ چارون مذہب کے مجتہدین کے قیاس سے نکلا ہی بلکہ بعض فقہا اسکو محدث یعنی بدعت بھی کرکے لکھے ہین پہر ایسے فعل کو جو سبیل مومنین کے رواج مین نہین اور مجتہدان دین سے ثبوت اسکا نہ پایا ہو کوی شخص نہ کیا تو کیا اسپر الزام لیا اگر تعظیم المغیر والے کی اذان مین الفاظ تسلیم ہی تعظیم مراد ہو تو پہر ابن عبد الوہاب پر ہی اعتراض کیا بلکہ سب صحابہ و تابعین ومجتہدین پر جو اسطرح کی تعظیم سرور دینی جوقتہ اذان سنکر نہین کیا کرتے تھے اعتراض ہوا تخصیص وہابیہ کی حسد وعداوت ہی یا دینی مسایل واصول سے جہالت و یا صحابہ تابعین ومجتہدان دین سے بغاوت۔

عقیدہ (۲۱) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف مین رسول بولے تو بس اور دوسری تعریف نہ کیا چاہئے۔

تنبیہ اقول دوسری تعریف نہ کیا چاہئے لکھا سو اپنی طرف سے بنا کر کیا ہی افترا ہی تقویۃ الایمان مین نہین ہی بلکہ مصنف خود تقویۃ الایمان مین اور اپنی دوسری کتابون مین بہت سے دوسرے الفاظ تعریف کے آنحضرت کی شان مین لکھا ہی

جیسا خدا کے حبیب انبیا اولیا کے سردار ہمارے پیغمبر ساری جہان کے سردار اللہ کے
نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا پیغمبر رحیم و کریم رسول اکرم صاحب مقام محمود مطلع جریدۂ اصفیا
مقطع قصیدۂ انبیا حضرت خاتم النبوۃ محبوب مطلق جناب خاتم الانبیا خاتم المرسلین وغیرہ
جب خود یہہ لکھے تو دوسرون کو منع کرنے کا کیا ذکر بلکہ یہہ بھی لکھا ہی کہ جو کمالات و خوبیان اللہ
نے حضرت کو بخشے ہین سو بیان کر دے سب رسول کہنے مین بھی آجاتے ہین کیونکہ بشر کے
واسطے سب سے بڑا اور نہایت کمال کا درجہ رسالت کا ہی اوسکے اوپر کوی درجہ نہین پس جب
کوی رسول ہی تو سب اوصاف و کمال جو بشر کو ہوتا ہی سو اس رسول کو ہین رسول اللہ کہے تو گویا
سب کمال کا لحاظ اسمین ہوا یہہ لفظ سب کمال کا جامع ہی اس لئے سب صحابہ آنحضرت کو یا رسول
اللہ کر کے خطاب کیا کرتے تھے پس اس بات پر اعتراض کرنا ایسا ہی جیسا کوی آدمی زید کو
کہے کہ یہہ انسان ہی حیوان ناطق ہی تو بیوقوف اعتراض کرتا ہی دیکھو اسکو جوہر ہی جسم ہی
نامی ہی متحرک بالارادہ ہی نہین بولا فقط حیوان ناطق کہا ای نادان جب وہ حیوان ناطق
کہا تو یہہ سب کہہ چکا کیونکہ جنس قریب و فصل کے ساتھ بیان کر دیا پھر تفصیل کرنے کی کچھہ حاجت
نہین اسیطرح رسول اللہ کہے تو گویا تمام صالحین متقین صدیقین اولیا اصفیا انبیا کا سردار و
پیشوا کہہ چکا پھر تفصیل کی احتیاج نرہی اگر جی چاہے تو بیان کرین وہ کب منع کیا ہی پھر
اسپر تہمت دافترا کرنا گویا روز کو شب بولنا اور نور کو ظلمت بولنا ہی ؏ چہ دلاور است
دزدی کہ بکف چراغ دارد ؎

عقیدہ (۲۲) محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی درود کی کتاب دلائل الخیرات پڑھنے
کو بدعت و بد جانتے ہین اور اسکو جلا دینا ثواب سمجھتے چنانچہ اصل وہابی جسکا نام عبد العزیز
ابن عبد الوہاب تھا مکہ پر غالب ہوا اسوقت کئے ہزار کتاب دلایل الخیرات جلا دیا ۔

تنبیہ اقول ابن عبدالوہاب اور اسکے تابعدار اگر ایسا نہین کئے ہین اور نہین جانتے ہین تو گناہ برگردن راوی و اگر کئے ہین اور جانتے ہین تو کسی تاویل و توجیہ سے کئے و کرتے ہین یا بے تاویل و توجیہ نجد والون سے تحقیق کرلیوین۔

عقیدہ (٢٣) محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حق مذہب والے سنت و جماعت کے علما وغیرہ کو قتل کرنا حلال جانتے ہین چنانچہ شرح درالمختار کے باب البغاوت مین لکھا ہے

تنبیہ اقول اگر بعد ارتداد حلال جانتے ہو تو درست ہی و اگر نہ بہت بڑا ہی بلکہ کفر ہی کیونکہ کسی مسلمان کے خون کو بغیر مرتد ہونے کے حلال جاننا کفر ہی لیکن کونسی صورت سے حلال جانتے ہین سو اہل نجد سے تحقیق کیا چاہئے۔

عقیدہ (٢٤) محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نور سے تمام عالم بن کرکے جاننا شرک ہی

تنبیہ اقول افترا ہی نہ ابن عبدالوہاب نے ایسا لکھا ہی و نہ اور کوئی اگر یہہ مسئلہ محمدیون سے جو کہ سے اہل سنت و جماعت ہین اور ہر ایک مسئلے کو قوی ہی یا ضعیف صحیح ہی یا غیر صحیح خوب تحقیق کرتے ہین سو دریافت کرنا منظور ہو تو اسکے اور راہ ہین نہین خواہ نخواہ تہمت کرکے دریافت کرنا کیا ضرور اب سنا چاہئے پوری عبارت اسکی انا من نور اللہ کل شی من نوری ہی یعنے مین اللہ کے نور سے ہون اور تمام شی میرے نور سے اسکو بڑے بڑے محدث حدیثون کے پرکھنے والے موضوع لکھے ہین یعنے لوگون کی بنائی ہوی آنحضرت سے یا اصحابہ سے منقول نہین اور چارون مذہب کے امام و فقہا بھی اُسکو نہین لکھے مگر بعض صوفیہ اپنے کتابون مین لکھے ہین شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوہ مین یون لکھے ہین انا من نور اللہ والمؤمنون من نوری اور یون بھی لکھے ہین انا من نور اللہ والمؤمنون منی لیکن انہون مومنون کا قید کئے ہین تمام شی نہین لکھے اور مراد نور سے ہدایت لئے ہین یعنے اللہ تعالی کی ہدایت اول

مجھے ہوی ہی میرے واسطے سے مومنون کو ہدایت ہوی اب رہا معنی تمام عالم نور سے ہین
لکھا سو اگر نور سے مراد یک جوہر یا جسم ہی اس سے آنحضرت بطور تجزی و تقسیم کیے ہوے
ہین اور آنحضرت کے نور سے تمام عالم بنے ہین سمجھین تو صاف شرک و کفر ہی کیونکہ اللہ تعالی کو ایک
شی مجسم و تقسیم پذیر ماننا پڑتا ہی یہہ خلاف ہی سنت و جماعت کے عقیدے کے اگر یہہ کہین کہ
وہ نور کیا ہی اور کسطرح ہی اللہ تعالی آنحضرت کے نور کو کسطرح بنایا اور حضرت کے نور سے تمام
عالم کیسا پیدا ہووے کوی نہین جانتا اسکا بھید اسیکو معلوم ہی تو خیر مضایقہ نہین لیکن فقہا و
محدثین کے پاس ثابت نہین سو بات کو اول تو اسکا معنی کوی جانتا پھر لوگون کو شبہہ مین
ڈالنے لے پھرنا کوی خدا یتعالی کو مجسم سے خیال کرنا و یا آنحضرت کو خدا کے یک جزو ہین کرکے
سمجھنا کوی حضرت کے نور سے تمام عالم بنا ہی تو عالم مین اچھی چیز بھی ہی بری بھی پاک بھی
ہی ناپاک بھی پھر بری و ناپاک چیز آنحضرت کے نور سے بنی تو اسمین حضرت کو کیا فائدہ کرکے
تصور کرنا غرض لوگون کا عقیدہ بگاڑنے کے سوا اور کچھ فائدہ نظر نہین آتا شاید یہہ کہوگے کہ
آنحضرت سب مخلوقات سے بڑے ہین اور سب مخلوقات حضرت کے طفیلی ہین سو لوگون کو
معلوم ہوجاوے بھلا تم ایسی بات کی جو متشابہات سی ہو تاویل و بناوٹ کرکے معلوم کرانے کے
آگے محکمات و بینات سے حاصل ہوا سو ہر ایک مومن مسلمان کا عقیدہ یہہ ہی کہ آنحضرت
آنحضرت سب مخلوقات سے افضل و بہتر ساری کائنات کے خلاصہ مرتبے مین بڑے ہین
کوی مرسل اولوالعظم اور ملک مقرب مرتبے و درجے مین آنحضرت کے برابر ہو نہین سکتا پھر
تمہاری یہہ بناوٹ و تکلف تحصیل حاصل ہی اس کے سواے ایسی بات جو متشابہ سی ہووے
اور خدا یتعالی کی ذات و صفات سے علاقہ رکھے اور اسکی تقدیس و تنزیہ کے خلاف ہو سکتا
شبہہ لوگون کے ذہن مین پڑے علاوہ ثابت الاصل بھی نہو محدثین و فقہا کے پاس

غیر معتبر و بے اصل ٹھہرے سو ویسی بات کو اعتقادیات کے سر پکا بنا کر لوگون کو اسپر اعتقاد رکھنے کی تکلیف دینا اور اسپر اعتقاد نہین رکھنے والے وہابیہ یعنے ابن عبد الوہاب کے تابعداروں سے ہوتے ہین بولکر عوام کو فریب دینا یہہ کس کا کام ہی بھلے انسان کا یا فریبی شیطان کا ؎ من آنچہ شرط نصیحت بود بتو گفتم ٭ تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

قول معترض مولوی سید محمد علی صاحب خود تقویۃ الایمان کی تکفیر کئے ہین نیز بدستور سب کو لازم ہی کہ تکفیر کرین۔

تنبیہ اقول بھلا مولوی سید محمد علی صاحب کسی ایک سبب سے تکفیر بھی کئے ہون سب کو کیا لازم ہی کہ بے تحقیق و بے ادلہ شرعی مسلمانون کی تکفیر کرتے پھرین ادلہ شرعی سنت و جماعت کے چار ہین قرآن حدیث اجماع قیاس بھلا مدراسی مولویون مین مجتہد کون تھا کہ جسکا قیاس قابل حجت ہو اور اجماع کہان کہ جسکا حکم عوام ماننا لازم ہو بلکہ مدراسی مولویون کے نسبت دو چند سہ چند کلکتے کے علما دو فتوے لکھے کہ تقویۃ الایمان کی کتاب موافق عقیدہ اہل سنت و جماعت کے ہی مدراس کے علما فقط نفسانیت سے تکفیر کئے ہین ناحق پر ہین جب مقدمہ ایسا ہو تو اب کون مسلمان صحیح الایمان ہوگا جو اکثر دیندار علما کی بات چھوڑ کر چند دنیا دار علما کی بات جو وہ بھی خالی حسد و نفسانیت سے نہین اختیار کرے اور آپ کو اس مہلکہ عظیم مین ڈالے سوا اس مریض کے کہ جسکا ایمان شرک و بدعت کی بیماری سے علیل ہوگیا ہی اور توحید و اتباع سنت کی غذا سے اصلاح اسکو مفید نہین پڑتی اور کوئی نہ مانیگا۔

قول معترض اگر رامپوری وہ فتوی تقیہ کی راہ لکھدیا ہی تو مذہب شیعہ اختیار کیا اور لایق مرشد ہونے کے نرہا اور اگر حقیقتاً لکھدیا ہی تو اسکے مریدون کو ضرور ہوا

کہ پیر کی تابعداری کریں اور تقویۃ الایمان کو پھینک دیویں اگر مصلحتاً لکھدیا ہی تو اسکے مریدون کو لازم ہی کہ بتبعیت پیر کے معتقد تقویۃ الایمان کو کا جانین نہ آپ خود معتقد بن جاوین اگر نواب مدظلہ العالی کی خاطر سے اپنے پیر بھائی کی تکفیر کرے تو وہ خود کافر ہوگیا اور مرشد ہونے کے لایق نرہا۔

تنبیہ اقول صواعق محرقہ مین لکھا ہی أَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ حُجْرٍ الْمَدَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَيْفَ بِكَ إِذَا أُمِرْتَ أَنْ تَلْعَنِيْ قُلْتُ وَكَائِنٌ ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَكَيْفَ أَصْنَعُ قَالَ الْعَنِّيْ وَلَا تَبَرَّأْ مِنِّيْ قَالَ قَالَ فَأَمَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَخُو الْحَجَّاجِ وَكَانَ أَمِيرًا عَلَى الْيَمَنِ أَنْ أَلْعَنَ عَلِيًّا فَقُلْتُ إِنَّ الْأَمِيرَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَلْعَنَ عَلِيًّا فَالْعَنُوْهُ لَعَنَهُ اللّٰهُ یعنے عبد الرزاق حجر مدری سے نقل کرتے ہین کہ کہا مدری نے کہے مجھے علی رضی اللہ عنہ کیسا ہوگا تجھے جب حکم ہوگا میرے پر لعنت کرنیکا بولا مین کیا یہہ ہونے والا ہی فرمایے ہان کہا مین نے پھر مین کیا کرون فرمانے کہ لعنت کر مجھہ پر اور مجھہ سے تبرا مت کر یعنے دل سے برامت بول حجر مدری نے کہا پھر حکم کیا اپنے کو یمن کا امیر محمد بن یوسف حجاج کا بھائی کہ علی پر لعن کرون پس مین کہا کہ علی پر لعنت کرنے امیر مجھے حکم کیا ہی پس اسپر لعن کرو خدا اوسپر لعنت کرے۔ بھلا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے پر لعنت کرنے کی رخصت حجر مدری کو دیتے سو اگر تم کہوگے تقیہ کی راہ سے تھا تو تم مردود شیعہ ہوا اگر کہوگے کہ حقیقۃ کی راہ تھا یعنے حضرت علی معاذ اللہ واجب اللعن تھے تو تم بددین خارجی بلکا فرہو اگر کہوگے کہ مصلحت کی راہ کرنے تھا کیونکہ لوگون کی آبرو جان و مال کے تلف کا اندیشہ تھا تو وہی مصلحت ایکا تاویل بیان کرنے کیا چیز مانع ہی یہہ بھی تو سید صحیح النسب حضرت علی کی اولاد تھے دینی

ضیق و تنگی مین گرفتار لوگون کی آبرو و نوکریان بچانے مین مجبور و لاچار ایک طرف سے صلح
حدیبیہ کے شروط پر صلح کے طلبگار مومنین کا فتنہ فساد مٹ جانے کی مصلحت درکار ہیں
ایسے مخمصے مین پڑکر اپنے جد امجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تبعیت کرکے لکھدئے ہون اور
اپنے مریدون کو بھی نوکریان آبرو عزت بچا لینے اور اپنی تکفیر بھی نوابون کے ساتھ ملکر کرنے
دل سے تبرا نکرنے رخصت دئے ہون تو کیا عجب آپ دلسے تبرا نکرنے کی دلیل یہہ ہی کہ جب
دوسرے روز مسجد مین جاکر دیکھے کہ صلح کے عوض سامان جنگ تیار ہی اور گیروے مولوی
صاحب شتر بے مہار ہوکر کچھہ کا کچھہ بغبغانے لگے اور توبہ کی تقریر شروع کرکر ذلت و ہتک کے
درپی ہوے تب صاحب موصوف جو حقیقت تھی بیان کردئے کہ مولانا اسمعیل شہید بڑے عالم دیندار
اور حافظ احادیث سنی ہزار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان پر قربان و جان نثار اور
انکے آبا و اجداد بڑے بڑے علماے نامدار اور پیشوایان ہدایت شعار ہوے ہین سو ایسے
بزرگ کے باب مین کچھہ شبہہ نظر آیا تو اسکی تاویل کیا چاہئے نہ تکفیر یہہ کہکر چلے گئے
بعد از گیروے مولوی صاحب کتابون کو حوض مین ڈالکر گمسند لاے آخر چند مولیان و مشایخان
تقویۃ الایمان کے مصنف کی تکفیر اور اسکی تعریف کرنے سے مولوی سید محمد علی صاحب واعظ
کی تکفیر کا فتوی لکھکر شہر بشہر روانہ کردئے جب کلکتے کے علما اس فتوے کو دیکھے تو دو متعدد
فتوے تقویۃ الایمان کی صحت پر اور وہ کتاب سنت و جماعت کے عقیدے کے مطابق ہونے
پر لکھکر مدراس کو روانہ کئے اور ان مکفرون کو الزام فاحش دئے انہین کے چند لوگ
فوراً نادم و پشیمان ہوے چنانچہ مولوی حسینی صاحب ایک بڑا خط معذرت کا لکھکر واعظ
موصوف کی خدمت مین روانہ کئے اور مفتی حسن علی صاحب موے تک اس بات سے نادم تھے
اور لوگون کے روبرو معذرت بیان کیا کرتے تھے قاضی ارتضا علی خان صاحب جب مکہ معظمہ

مین تشریف لے گئے تب حنفی مصلی پر بیٹھے اس بات سے نادم ہوے اور توبہ کئے کرکے کئی اہل ثقہ
گواہی گذارے اور مولوی جمال الدین صاحب بھی کئی برسون کے بعد ایک بڑے بزرگ کے
روبرو جو ہنوز زندہ ہین کہے کہ مین اس مقدمے سے بہت نادم ہون مجھے خان عالم خان
بہادر سے ملا دو وہ بزرگ دیکھے کہ واعظ موصوف اور مولوی اسلمی صاحب کے درمیان
تصفیہ کرنے سعی کئے سو کچھ فائدہ نہوا معلوم نہین نتیجہ اسکا بھی کسطرح ہوتا ہی اس لئے
دخل نہین دئے غرض ان لوگون کے ایسے ایسے حالات ہوے نادم بھی ہوے گذر بھی
گئے یہہ تکفیر کا مقدمہ چل کر جو تیس برس کا عرصہ ہوا اسوقت واعظ موصوف اور مدراسی مولیو
کے درمیان چلا سو قصہ من وعن تنبیہ الضالین والا لکمہ جسکا پھر احتیاج بیان کی نہی تب
موجود تھے سو لوگون مین مرگئے سو مرگئے باقی ہین سو انکو یہہ احوال کما حقہ معلوم ہی تو ای ہمی
کون ہی جو برسون کا گذرا ہوا مقدمہ از سر نو تازہ کر کر لوگون مین شر و فساد مچانے چاہتا
ہی ابرار کا رستہ چہوڑ کر اشرار کی راہ اختیار کی ہی اور آپ کو تکفیر کے خطرناک مہلکے مین ڈال
ہلاک کرنے چاہتا ہی تقویۃ الایمان کا مصنف تو تیرا زبردست عالم معقول و منقول مین منطق
و معانی حکمت و بیان فقہ و اصول حدیث و قرآن مین تھا اور اپنے معاصر و اقران سے گوی سبقت
لے گیا تھا اور دیندار ایسا تھا کہ خدا و رسول کا حکم بجا لانے مین اپنی جان تک دریغ نہیں کیا
اور دنیادار مردار خوار علما و فضلا کو داغ حسرت و ندامت دے گیا اسکے آبا و اجداد بھی کیسے
مشاہیر علما و فضلا سے اور مقتدایان راہ شریعت و طریقت سے ہوے ہین تو علم و فضل و دینداری
مین کیا پایہ رکھتا ہی اور تیرے باپ دادا کون ہین ذرا نام و نشان تو بتلا تا معلوم کرین
کہ تو بھی ایسے شخص پر جرح کرنے کے قابل ہی حقیقت اسکی یہہ ہی کہ جب کوئی آدمی راہ حق سے
منحرف ہوتا ہی تو خدا یتعالی کے غضب مین پڑتا ہی اسکی بصیرت پر غشاوہ آ جاتا ہی وہ حق کو

ناحق

ناحق اور ناحق کو حق بوجھنے لگتا ہی خدا کے دوست اسکو دشمن نظر آتے ہین انکی حق بات اسکو تلخ لگتی ہی پھر انکی توہین وتکفیر پر کمر باندہتا ہی اور طرح بطرح سے انکی ایذا کے درپی ہوتا آخر خود خسر الدنیا والآخرہ ہو کے چلا جاتا ہی۔

سوال معتبر مذہب حق اور مذہب باطل کی کیا پہچان ہی۔

جواب معتبر اگر تکرار و بحث مین قرآن و حدیث اور سنت و جماعت کے کتب عقاید و فقہ کی سند لاتا ہی اور قبول کرتا ہی تو معلوم ہوا کہ وہ بیشک سنی ہی اگر فقط قرآن و حدیث کر کے دم مارا اور ان کتب کے سند کو کان پر نہین لیا تو معلوم ہوا کہ وہ خارج سنت و جماعت ہی جیسا رافضیہ خارجیہ ان کتب کی سند نہ ماننے سے خارج سنت و جماعت ہوے اسیطرح وہابیہ بھی ان کتب کو سند نہ لانے سے خارج سنت و جماعت ہوے۔

تنبیہ اقول اسمین بڑا افرا و کذب و فریب کیا ہی افترا یہہ کہ وہابیہ ان کتب کو سند مین نہین لاتے کہا حال آنکہ ابن عبدالوہاب حنبلی المذہب تھا اور حنبلی مذہب کے دلایل اور ابن تیمیہ اور ابن القیم کے اسناد لاتا تھا کہ مشہور ہے اور ہند کے ملک مین رہنے والے محمدی جو کہ سنت و جماعت اور مشرک و بدعت ہین جنکو یہہ مفتری جھوٹھ موٹھ وہابیہ مین شامل کرنے سعی کرتا ہی سوا اپنے کتب کو سنت و جماعت کے چارون مذہب کے مجتہدین و مفسرین و محدثین کے اقوال سے عموماً اور حنفیہ کے اسناد سے خصوصاً استدلال کرتے ہین چنانچہ مائۃ المسایل اور اربعین ضیاء الایمان شرح تقویۃ الایمان وغیرہ سے ناظرین کو معلوم ہو جائیگا پھر سند نہین لاتے کہنا تہمت و افترا کے سوا اور کیا ہی۔ دروغ گو یم بر روے تو اسی کو کہتے ہین۔ کذب یہہ کہ فقط قرآن و حدیث کی سند لادین تو بس نہین لکھا حال آنکہ قرآن و حدیث دین کے اصول ہین اور فقہ انکی فرع

ہی

ہی خود فقہ محتاج ہی اپنے اصول و مستند کی سند بتلانے وگرنہ فقہ معتبر نہین عوام فریب شبہہ
ڈالا کہ بہتر مذہب والے بھی تکرار و بحث کے وقت قرآن و حدیث ہی کا دعوی کرتے ہین سند لاتے
ہین دیکھا چاہئے بہتر فریق جیسا رافضی خارجی حدیثون کی سند کہان لاتے ہین اور حدیثون کے راویون
کو جو صحابہ ہین کب مانتے ہین اگر وے ایسا کرتے اور حدیثون کو مانتے تو گمراہ کاہیکو ہوتے فریب یہہ
کیا کہ مذہب کے کتب کی سند لانا ضرور رہو لکے عوام کو مذہب کے نام سے من مانے بدعت و نو تراش کرتے
جانے اور شرک و بدعت کو بحال رکھنے کا رستہ کھولدیا مذہب کے نام کے چند دانے چھڑک دیکر
بدعتون کا جال لگا دیا بیچارے عوام جو مانند چڑیا و فاختون کے ہین اور مذہب کا پاس و تعصب تو ہر کدام
کے دلمین رہتا ہی مذہب کے دانے چگنے جاکر بدعت کے پھندے مین گرفتار ہو جاتے ہین پھر باہر
نکلنے نہین پاتے حاصل اس تقریر کا یہہ کہ عوام کو اتنی عقل و شعور کہان جو اپنے مذہب کے برابر طور سے
تحقیق کرین یعنے ان اُن مقدمات و مسایل مین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور انکے شاگردون
کا کیا مذہب تھا اگر شافعی ہی تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور انکے شاگردون کا کیا مذہب تھا تحقیق
کرین کیونکہ پچھلے پیٹ پالو ملا و مشایخان بہت سے بے اصل باتان و بدعتان کتابون مین جڑ دئے
ہین اس لئے بدعت کو سنت سے شرک کو توحید سے جدا کرنا مشکل ہی یعنے یہ احکام مجتہدان
مسلم الاجتہاد کے صحیح قیاس سے نکلے ہین یا اور کوی مولوی مشایخ اپنی رائے سے استخراج کئے ہین
سو تحقیق کرنا دشوار کیونکہ فقہاے متاخرین کے بہت سے استخراجات ہین جنکو اگلے والے بڑے
بڑے علما و فقہا جو مذہب مین بمنزلہ صرافون کے ہوے ہین سو اصول کی کسوٹی پر کسکر
کھرے نہ پا مدعتین داخل کئے ہین جب فقہا کے استخراج کا یہہ حال ہو تو دوسرے مولیون و
مشایخون کے باتون کا جو اپنے رائے مین اچھی معلوم ہوی سو چیز کو مستحسن سے کہے جانکر کے
لکھے ہین کیا اعتبار پھر انسے کم درجہ والے لوگ سناسنی قصے و باتان کتابون جڑے ہین

انکا ایسا ٹھکانا نہ جب کتنا ہو نہین اتنا گھال میل ہو تو بیچارے عوام یہہ بات از قبیل سنت ہی یا بدعت یہہ عقیدہ
توحید کا ہی یا شرک کا کیون پہچانا نہین رہا اب کوی جاننے والے لوگ جو قرآن وحدیث سے خوب
واقف ہین تفاسیر وشروح احادیث اچھی طرح ضبط کئے ہین فقہ واصول مین بھی مہارت تام رکھتے
ہین سو انکو سمجھانا قرآن وحدیث جو سنت وجماعت کے دو بڑے دلیل اور اصول ہین اجماع وقیاس
انکی فرع ہین اور انہی سے مستنبط ہین فرع کو اصل کے ساتھہ رجوع کرکے دیکھہ لو حقیقت معلوم ہو جاتی
ہی اور محدثین ومفسرین بھی سنت وجماعت کے مذہب والے حنفی شافعی حنبلی ہوے ہین تفسیرون مین
حدیثون کی شرحون مین کیا لکھے ہین مقابلہ کرو ہر یک مسئلے کو خواہ اعتقادی ہو خواہ عملی ٹھیک
کر لو کر کے سمجھادین تو بدعتون کی قلعی کھل جاتی ہی اور بدعتین جو سنت کے ساتھہ مشتبہ ہو کر
سنت کے نام کا نقاب منہہ پر ڈالے تھے سو انکا نقاب اٹھہ جاتا ہی سمجھکر یہہ فریبی بات کہا
کہ فقط قرآن وحدیث سے سمجھادین تو بس نہین اب ہم اسکے کید کو اور لوگون کے شبہون کو
دفع کرنے ایک سیدہا رستہ سنت وجماعت کا بتلاتے ہین کہ جس رستے پر سوا اہل سنت کے کوی
اہل بدعت نہین چلتے وہ مبارک رستہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم
اپنی زبان وحی ترجمان سے فرماتے کہ میری امت تہتر فریق ہوگی جو بسبب اعتقاد باطل و
عمل باطل کے ناری ہوگی انمین ناجی یک فرقہ ہوگا اس ناجی فرقہ کی علامت یہہ فرماے کہ اعتقاد
وعمل مین میری سنت اور میرے اصحاب کی سیرت کے تابع وپیرو ہوگا پس چارون مذہب کے یعنی
امام ابوحنیفہ امام مالک امام شافعی امام احمد حنبل اس سنت وسیرت کے تابع وپیرو ہوگئے
اس لئے انکا لقب اہل سنت وجماعت ہوا اور بہتر فریق تابع نہونے سے انکا نام اہل بدعت
و اہل ہوا ہوا اب اہل سنت وجماعت کو لازم ہی کہ ہمیشہ سنت وسیرت کے تابع رہین اور اپنے
اعتقاد وعمل کو سنت وسیرت سے ٹھیک کرلین خصوص جس مسئلے مین اختلاف ہو سو اسکو صحابہ

کی سیرت اور سلف کی چال سے موازنہ کرین جو موافق ہو اسکو قبول کرین جو موافق نہو سو اسکو ترک
کردین سر مو اس سے تجاوز نکرین اس سے تجاوز کرنا گویا سنت وجماعت کے رستے کو چھوڑ دینا اور خارج ہونا
ہی اور جو شخص اس راستے پر آپ بھی چلے اور دوسرون کو بھی بلاوے تو اسکو اپنا ہادی و پیشوا جانین
اور جو اس راستے پر نہ چلے یعنے سنت و سیرت کی پیروی نکرے اور سنت و سیرت کو اپنا تمسک و سند
نگردانے چپ منہہ سے سنی ہون سنت وجماعت والا ہون کہے تو اسکو ہادی نہ سمجہین بلکہ وہ
ایک ٹھگ ہی جو سنت وجماعت کی شاہ راہ چھوڑا دہ رستون مین لیجاکر رہزنی کرنے بدعتون کے
کانٹون بھراتون مین اور شرک کے کنوئون مین جھوک نے چاہتا ہی اب تفہیم المغتر والے سے اور
اسکے تابعین سے پوچھ لین کہ تم سنت وجماعت کے رستے پر چلنے یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی سنت اور صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی جماعت کے تابع ہونے راضی ہوتے ہو کہ نہین اور
دینی امور مین انکے اسناد جن پر بنیاد اہل سنت وجماعت کی ٹھہری ہی لیتے ہو کہ نہین اگر تابع ہوتے
ہین اور اسناد لیتے ہین تو سمجھ کہ یہ سنت وجماعت والے ہین اگر اعراض کرین راضی نہو وین تو جان
لو کہ یہ کتے بدعتی ہین چپ سنت وجماعت کا نام لیتے ہین مگر انمین اور فریق ضالین مین اتنا فرق ہی
کہ وے اپنے اصول و فروع علیحدہ کر ایکر جدا ہو گئے ہین لوگ انکے فریب و دہوکے مین نہین آسکتے
مگر یہہ ظالمان چپ نام سنت وجماعت کا لیتے سنت وجماعت کے اصول پر نہین چلتے اعتقاد و
عمل مین مبتدعین و مشرکین پر سبقت لیجاتے سنت وجماعت کے لوگون کو دہوکا دیکر انسے شرک و بدعت
کرواتے حقیقت مین فریق ضالہ سے یعنے رافضیہ و خارجیہ سے بدتر ہین ــ۵ زخم دندان
دشمنان تیز است ٭ کہ نمایند بچشم مردم دوست ٭ طرفہ یہہ کہ اولٹا چور کوتوال وانڈے
آپ ایسے رہکر کہرے سنت وجماعت و تارکان شرک و بدعت کو جو حتی المقدور اپنا اعتقاد
و عمل سنت رسول امین و سیرت صحابہ و تابعین و اجتہاد مجتہدان دین کے مطابق و پیرو ہونے پر

سعی کرتے اور خلاف سے احتراز کرتے سوا انکو وہابیہ ہین بزرگون کے منکر ہین بولکر ناحق بدنام کرتے
اور افترے و تہمتین کرنے خدا تعالی سے نہین ڈرتے خدا تعالی انکو ہدایت نصیب کرے **فائدہ**
انین مولویان کہلانے والونکا حال یہہ ہی کہ دو چار صرف و نحو کے رسالے اور ایک آدہ منطق کا رسالہ
اور کچھہ شرح وقایہ تہوڑا ہدایہ پڑہکر مولوی بن جاتے ہین علم تفسیر و حدیث سے انکو کچھہ بہرہ نہین
اسلئے عوام کے روبرو کہتے کہ قرآن و حدیث کو سمجھنا بہت مشکل ہی بڑے بڑے عالم و فاضل انکو نہین
سمجھہ سکتے یہی فقہ کی کتابین جسپر ہم چلتے جاتے بس ہین حقیقت اسکی یہہ ہی کہ فقہ بھی چارون مذہب
کے مجتہدان قرآن و احادیث سے استنباط کرکر بنانے ہین اول فقہ کے متون تیار ہوے بعدہ انکی
شرحین حاشئے فتاوے بنے پھر عربی فارسی سے فارسی ہندی مین ترجمے ہوگئے اسی بدستور
متون احادیث اول تیار ہوے محدثین پر خدا تعالی کی رحمت ہو ایسا سہل کردئے کہ انکے جدے جدے
ابواب بنائے حدیثون کے اقسام جیسے صحیح حسن غریب ضعیف مرفوع مقطوع مرسل صریح ماؤل
ناسخ منسوخ متواتر مشہور احاد سب کچھہ لکھہ دئے اور ہر ایک حدیث کا قوۃ و درجہ بھی بیان کردئے
اسکے بعد چارون مذہب کے علما اپنے اپنے مذہب کی رعایت سے انکی شرحین لکہی پھر عربی سے فارسی
مین فارسی سے ہندی مین ترجمہ ہوکر پڑہنا پڑہانا سیکھنا سکھانا سہل ہوگیا بجز عداوت و
جہالت کہالت و حسد کے اور عدم التفات کے کچھہ عذر باقی نرہا تفسیر و حدیث پڑہنے سے یہہ غرض
نہین ہی کہ فقہ پڑہنا چہوڑ دیوے یا مذہب کو ترک کرے معاذ اللہ ہمسے بڑے مفسرین و محدثین کیا
ارباب شریعت و کیا صاحبان طریقت سب حنفی شافعی مالکی حنبلی ہوے ہین خود طریقہ مجددیہ کے
پیشوا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث اور حضرت شاہ عبد العزیز
محدث طریقہ محمدیہ کے بڑے امیر المومنین امام حضرت سید احمد اور انکے خلفا مولانا محمد اسمعیل مولانا
عبد الحی مولوی سید محمد علی صاحب واعظ مولوی خرم علی مولوی کرامت علی صاحب وغیرہم یہہ سب

حنفی

حنفی المذہب تھے کتاب ایضاح الحق جو تصنیف ہے مولانا ممدوح محمد اسمعیل صاحب کی ہی سو حنفی المذہب کے
اصول و قواعد پر مبنی ہی غرض تفسیر و حدیث پڑھنے سے فقہ کو قوی و سند گردانا ہی نہ فقہ کو ترک کرنا
اور چھوڑ دینا ہاں اگر کوئی رائے و قیاس حدیث صحیح کے خلاف پڑے اور وہ حدیث ماؤل نہو معنی کی
صراحت رکھتی ہو اور منسوخ بھی نہو تو حدیث پر عمل کرے قیاس کو چھوڑ دیوے یہہ قاعدہ کلیہ اہل اصول
کا ہی کیونکہ سنت و جماعت کے چار دلیلوں مین قرآن و حدیث اصول مین اجماع و قیاس انکے فروع
فرع مین بھی جتنا قوت اجماع کو ہی اتنا قیاس کو نہین قیاس کا قوت ان تینون دلیلون سے بہت کم ہی یہہ سب
اصول کی کتابون مین لکھے ہین قیاس مین خطا کو بھی دخل ہی مجتہد کی رائے کبھی خطا پر ہوتی ہی کبھی صواب
پر المجتہد یخطی و یصیب لیکن خطا پر ہو تو بھی مجتہد کو کوشش کا ایک اجر ملتا ہی اگر صواب پر ہو تو دو اجر
بلکہ دس اجر ملتے ہین غرض حدیث اصل قیاس اسکی فرع رہنے سے عند المخالفت اصل پر عمل کرنا
فرع کو چھوڑنا لازم ہی یہی مذہب تھا سب صحابہ تابعین کا اور ائمہ مجتہدین کا چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمۃ
اللہ علیہ فرماتے مین اترکو قولی بخبر الرسول وخبر الصحابۃ یعنے جب حدیث او صحابی کا
قول ملے تو اسی پر عمل کرو میری بات چھوڑ دیو اسی پر مین سب اہل اصول اور فقہا و علماے محققین مع
حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی اپنے وصایا مین یہہ لکھے ہین **اول وصیت**
این فقیر چنگ زدن است بکتاب و سنت در اعتقاد و عمل و پیوستہ بتدبیر ہر دو مشغول شدن و
ہر روز حصۂ از ہر دو خواندن و اگر طاقت خواندن ندارد ترجمہ ورقی از ہر دو شنیدن و در عقائد
مذہب قدماے اہل سنت اختیار کردن و از تفصیل و تفتیش آنچہ سلف تفتیش نکردند اعراض نمودن
و بتشکیکات خام معقولیان التفات نکردن و در فروع پیروی علماے محدثین کہ جامع باشند
میان فقہ و حدیث کردن و دائما تفریعات فقہیہ را برکتاب و سنت عرض کردن آنچہ موافق
باشد در حیز قبول آوردن والا کالاے بدبریش خاوند دادن امت را ہیچ وقت از عرض مجتہدات

بکتاب و سنت استغنا حاصل نیست و سخن متقشفہ فقہا کہ تقلید عالمی را دستاویز ساختہ تتبع سنت را ترک کردہ اند نشنیدن و بدیشان التفات نکردن و قربت خدا تعالی جستن بدوری ایشان انتہی

یہہ بھی معلوم کیا چاہئے کہ تقویۃ الایمان کا بحث صرف توحید کے مقدمے مین ہی یعنے اللہ تعالی کو ذات و صفات و افعال مین یگانہ جاننا اسکے علم و ارادے قدرت تصرف مین اور الوہیت و ربوبیت کی شان مین کسی مخلوق کو دخل نہ دینا شریک نکرنا ایسا کرنے سے شرک ثابت ہوتا ہی توحید جاتی رہتی ہی مخلوق پرست مشرکون کا عقیدہ ہوتا ہی بولکر مصنف نے مسلمانون کی خیر خواہی کی ہی اور شرک سے بچنے کے واسطے اسکے اقسام تفصیل و تمثیل لکھ دیا ہی سو اسمین بزرگون کی تنقیص و توہین ہوتی ہی سمجھنا قصور فہم ہی یا عقیدۂ توحید مین خلل رہنے کا باعث کیونکہ تنقیص دو متجانس مماثل کے درمیان جو ایک نسبت ہی اسکو سلب کرنے یا گھٹانے سے ہوتی ہی مثلا کہین کہ زید عمرو سے ناقص ہی تو مراد یہہ ہی کہ شان زید جو مماثل عمرو کی تہی سو سب کی سب یا کچھہ کم ہوگئی جہان جنس مماثلت نہین وہان یہہ نسبت بہی نہین مثلا حیوان مین ماہیت انسانی نہین اور انسا نمین صفت ملکی نہین کہین تو حیوان و انسان کی تنقیص و توہین نہین اسیطرح اولیا مین انبیا کے کمال جیسا عصمت وحی و ملک کا آنا نہین بولین تو اولیا کی تنقیص نہین ہوتی علی ہذا القیاس اولیا انبیا ملائکہ مین الوہیت یا اسکے لوازم جیسا وجوب و قدم احاطہ علمی عموم قدرت و بی مثل و مانند ہونا نہین کہین تو اولیا انبیا ملائکہ کی تنقیص و توہین نہین ہوتی اسلئے کہ یے اللہ تعالی کے جنس مماثل نہین بلکہ اسکی ذات و صفات مین کسی نوع کی شرکت نہین رکھتے مماثل و برابر ہونیکا تو کیا ذکر پھر شان خالق کے روبرو مخلوق کی شان کو کتنا ہی کم جانین تو مخلوق کی تنقیص و توہین نہین ہوتی پس اب ناظرین انصاف آئین کو معترض کی تنبیہ دیکھنے سے تقویۃ الایمان کے بابیز کسی طرح کا شک و شبہ نرہیگا اگر معترض کو یا اسکے تابعین ابتر کو ہنوز اطمینان نہو کچھ شبہ و ہمیہ اور

وسواس

وسواس شرکیہ باقی ہو تو اسکی بھی تدبیر بتلاتے ہین کہ یہہ کتاب دہلی مین بنی ہی اور اسکا مصنف بھی
باشندگون سے دہلی کے تھا اہل دہلی کو اسکی حقیقت جیسی معلوم ہوگی دوسرون کو کم معلوم ہوگی دہلی کے
علما مین گئے سو گئے باقی ہین سو انمین مفتی صدر الدین صاحب صدر الصدور بڑے جید فاضل ہین اور
مولوی قطب الدین صاحب بڑے فقیہ صاحب تصانیف نامآور دن سے دہلی کے ہین اور مولوی نذیر حسین
صاحب بڑے عالم دیندار ہین اور بہت سے عالم و فاضل ہین انکو لکھہ کر حقیقت تقویۃ الایمان اور اسکے
مصنف کی تحقیق کرلین وسواس خناسی چھوڑ دین مسلمانان ایک دین و ایک آئین کہلا کر آپسمین نفاق و
نقاض کا ہیکو اگر ہمت و لیاقت علمی ہو تو پہلے غیر دین والون کے اعتراض کا جواب دو اور آپسمین جھگڑو گے
مسلمان کا کام یہہ ہی کہ اگر کسی بابمین کچھہ شبہ نظر آیا تو اپنے سے زیادہ جاننے والون سے تحقیق کرلے
فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کیا دنیا مین اپنے سے زیادہ جاننے والے خدا ترس
لوگ نہین ہین جنسے ضد و نفسانیت سے شرک و بدعت کرتے جانا شرک و بدعت کا عقیدہ رکھنا
اہل توحید و اہل سنت کا عقیدہ نرکھنا اچھے لوگ کو برے اور برون کو اچھے ٹھہرانا خدا تعالے
کے مغضوب ہونیکا سبب ہوتا ہی اسپر بھی ہماری تنبیہ سے متنبہ نہووین اور حق بات نہ سمجھین تو موت
قریب ہی قبر مین منکر نکیر سمجھا دینگے وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

تنبیہ

مغتر کے بہ نسبت سراج الہدایت والا کچھہ ایک بہتر ہی لیکن تقریر اسکی بھی سنت و توحید سے گریز کی اور
مغتر کے ساتھہ ملاپ آمیز کی ہی اسکا سبب یہہ اکثر لوگ آبا و اجداد سے بدعات کا مان کرتے کراتے مجبول
ہو گئے ہین بدعت بجاے سنت شرک بمنزلہ توحید ہو گیا ہی خالق سے بیگانے مخلوق سے یگانے
بلا و مصیبت مین ہمیشہ ناگوری میر انصاحب کا ث باوا پیر پہلوان مدار صاحب سالار صاحب کو پکارنیکے
خوگر اور بزرگون سے بلکہ جھنڈون شدون سے نذر و نیاز کرنے کروانیکے عادی اور قبرون پر
قرآن مجید اور مردون پر مولود شریف پڑھنے پڑھانے دسوین بیسوین چالیسوین کے کھانے جیتے

کرنے اور زیارت گھر تو — بھتانے پان سپیاری کھاکر دانتان رنگ لینے کی عادت رکھتے ہین سو
انکو مصیبت و بلامین خدا تعالی کے سوا اور کسیکو پکارنے ندا کرنے مفسرین محدثین فقہا بلکہ بزرگان
اولیا جیسا فریدالدین عطار لکھے ہین ؎ در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس ؛ زانکہ نبود جز خدا
فریاد رس ؛ ہر کہ خواند غیر حق را ای پسر ؛ کیست در دنیا ازو گمراہ تر ؛ اور نذر غیر اللہ حرام
لکھتے ہین وغیرہ ایسے مسایل انکے پیش کئے تو بے گھبرا کر اپنی عادت کو ترک کرنے نہین چاہتے
بمصداق ؎ خوی بد در طبیعتی کہ نشست ؛ نرود جز بوقت مرگ از دست ؛ لیکن عوام
کے روبرو اپنے اوپر کا الزام نکالنے کچھ ایک خجالت کے ساتھ غضب آمیز چہرہ بنا کر کہتے ہین کہ
یہ لوگان نئی نئی باتین نکالتے ہین وہابیان ہین بزرگون کے منکر ہین پھر عوام جواب دہی کے
واسطے تنگ کئے تو کچھ دلایل تو مل نہین سکتے ناچار سینہ زوری اور بھرتی کی تقریر کر کر حرام کو
حلال بدعت کو سنت عدم جواز کو جواز شفاعت کے وعدے کو اذن کے معنے مین لانے کوشش
کرتے اور ہاتھ پیر مارتے ہین کاغذون کو کتابان بنا کر سیاہ کرتے ہین لیکن مفید نہین پڑتے کیونکہ آنکھ
والون کے سامنے انکی باتین فقط سینہ زوری کے ہین بلا دلیل ہین سو ظاہر ہی انکے وسواس و
شبہونکا اور بد ذاتی و شرارتون کا رد تنبیہ الضالین باران رحمت شرح تقویۃ الایمان وغیرہ مین
بخوبی ہو چکا ہی پھر بار بار رد مردود دین کرنے جانا تحصیل حاصل اور یہ لوگ اپنی شرارتین چھوڑ کر
شرک و بدعت سے منہہ موڑ سنت خالصہ پر چلنے کی امید بھی نہین بلکہ قل موتوا بغیظکم
کے مصداق ہین طیش و غضب مین آ دینداروں کو وہابیان ٹھہرا شادیونمین کنگن سہرا
باندہنے کنچنیان نچوانے باجا گاجا ڈھول دہما بجوانے میراثنیان رکھنے اور رانجھو تانہ رسوم
و منترکانہ توتگے کرنے بچے پیدا ہودین تو چھٹی چھلا پیری بدی سر مین بزرگون کے نام کی
کاکل چوٹی رکھنے موت فوت مین تیجا ساتا دسوان بیسوان چالیسوان چھ ماہی برسی کر کر

مردہ

مردہ دوزخ مین جاے یا بہشت مین آپ چلو ا ناداپت کرنے غرض شادیون مین ہو یا موت مین اسلام کے کام مومنین کا فروں کے رسوم بھی ملاکر نیکی ترغیب عوام کو دیتے جاتے ہین جب کہ ایسے کام کرنے پر مصر ہین اور اسکو علامت سنت و جماعت کی ٹھہراتے ہین اور خالص اسلام کے کام کرنے اور ان رسوم کو ترک کرنے کو نشان وہابیت کا مقرر رکنے ہین تو پھر ایسے لوگون سے حق بات ماننے یا حق کے تابع ہونیکی کیا امید باقی رہی مگر یہ چند اوراق نظر بانصاف ناظرین منصفت آئین کے آگے گئے تا ہر دو جانب کی تحریر ملاحظہ فرماکے یعنے دلایل و براہین کس جانب مین ہین اور سینہ زوری کی تقریر آئین کس طرف ہی دیکھکر داد انصاف دیوین اور تابع حق کے ہو جاوین تو مولف کو بھی مصداق

اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ کچھ اجر ملیگا و ای اللہ تو ہمکو صراط مستقیم پر چلا اور سب بری راہ و رسوم سے گمراہی و ضلالت کے شرک و بدعت کے ہمکو دور رکھ اور اپنے رسول مقبول سید المرسلین شفیع المذنبین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع جیتے اور شفاعت مرنے پر ہمارے نصیب کر اور سیر صحابہ و تابعین واجتہاد مجتہدین کا ہمکو پیرو بنا اور ہمارا خاتمہ بخیر کر آمین یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

تاریخ طبع

ہو گئے حاسد کباب جل بھن کے	افترے بہترے کئے جن کے	رد مین سب افترے ہوئے برباد
اڑ گئے مثل روئی جب دھنکے	سال تاریخ تب کہا ہاتف	ہو پشیمان مفتری سن کے
قطعہ تاریخ	ایک میرے محب الیق و وجیہ	رد مفترین جو کئے توجیہ
اسکی تاریخ یون کہا ہاتف	کئے تفہیم کی بری تنبیہ	**ابیات**
وہ جو اسمعیل تھا عالی تبار	عالم و حافظ محدث نامدار	معدن فضل و شرف بحر علوم
ہادی دین مقتدای روزگار	بوحنیفہ کے تھا مذہب مین فقیہ	بے تعصب سنی تقوی شعار

اسنے کی تالیف ہندی یک کتاب
شرک کے اقسام بھی تفصیلوار
جنکے دیکھے لین شرک سے بچگا جانگیر
تہمتین اسپر کیا ہی نابکار

تقویت ایمان کی جس سے اسکا
ہند کے اکثر مسلمان خاص عام
سربسر اس سے ہوتے ہین قرار
اسکی تہمت کو اڑا کے برہوا

اسمین ہی توحید خالص کا بیان
دیکھ کر اسکو ہوے ہین دیندار
الغرض مدراس مین کوئی اندنون
اس رسالے کے مصنف ذی وقار

دیکھ رد تہمت کا سن ہاتف کہا
اب ہوا بے طور کاذب بیوقار

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ یہہ نسخہ بے نظیر تنبیہ المغتر ہمارے مطبع مین آیا تھا سو مطبوع ہو چکا فی الحقیقت یہہ نسخہ نادر موحدین کے حق مین شیر و شکر ہی مطالعہ اسکا اہل انصاف کو گویا سیر گلشن و باغ ہی ملاحظہ اسکا بی انصافون کے دل پر حسرت و داغ ہی اسکے مصنف نے جوابو نمین ایسی معقول توضیح کی ہی کہ جس سے عقیدہ حق اہل سنت و جماعت کا اور عقیدہ باطل اہل شرک و بدعت کا بالکل ممیز و ممتاز ہوگیا کسی نوع کا اشتباہ نرہا اور معترض نے جو اعتراضین و تہمتین تقویۃ الایمان کے چند فقرون پر اپنے عقیدہ شرکیہ سے کی تھی سو بھی توضیح مین ہبا منثورا ہو کے اڑگئین اور تقویۃ الایمان کی کتاب علماے کلکتہ کے فتوے بموجب سنت و جماعت کے عقیدے کے مطابق ہی یہ بھی ثابت ہوا کیونکہ سنت و جماعت کے امام و مفسرین و فقہا جیسا امام فخر الدین رازی ملا علی قاری مولانا جامی عقاید سنیہ والے اساس الاسلام کے مصنف بحر الرایق و تاتارخانیہ کے مصنف تفسیر جلالین تفسیر حسینی والے جنکے اسناد ہر موقع مذکور ہوچکے ہین سو یہی سب بھی عقیدہ مین مصنف تقویۃ الایمان کے برابر ہین تقویۃ الایمان کی کتاب تمام ہندوستان مین مقبول خاص و عام ہی اور عربستان مین بھی اسکا ترجمہ عربی مین ہو کر پسند علماے اعلام ہوا ہی تقویۃ الایمان سے توحید کا کمال اور شرک کا بالکل استیصال ہی توحید کو جلا زنگ شرک کو مصقلہ ہی سو ہر مومن موحد سنی پاک از شرک و بدعت کو چاہئے کہ اسکو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھے اور پڑھتے پڑھاتے رہے تاکہ اسیطرح کے

شرک کی کدورت آئینہ خاطر پر جمنے نہ پاوے اگرچہ شرک و بدعت پسند لوگ اسکے باتین نہایت کچھ کہا کرین یہ ناحق شناسان شپرہ صفت اسکے عالی مضامین توحید کو آفتاب سے روشن ہین دیکھ ہی نہ سمجھین تو اسمین آفتاب کا قصور کیا بقول سعدی علیہ الرحمہ ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

جواب علماے ہندوستان بر خوبی تقویۃ الایمان

کتاب تقویۃ الایمان کے بعض فقرات سے جب علمای کلکتہ تنقیص شان انبیا و اولیا و انکار شفاعت سید انبیا کا معنی نکرین اور اسکی نیک توجیہ بیان کرین اور مصنف کا بھی ارادہ اس سے تنقیص و انکار کا نہ ہے فقط اللہ کی عظمت و قدرت مقصود ہو تو بیشک اس کتاب کا مصنف اور معتقد اور علماے کلکتہ سب کے سب مسلمانان پاک اعتقاد اور گروہ اہل سنت و جماعت سے ہین پس اون کو انبیا و اولیا کی جاہ و شفاعت کے منکر کہنا پہنچتا نہین اور مذاہب اربعۂ اہل سنت و جماعت مین اہل قبلہ کی تکفیر ہرگز جایز نہین خصوصًا اس کتاب کے معتقدین جب انبیا و اولیا کی اہانت و انکار شفاعت سے احتراز کرین اور ان فقرون کی نیک توجیہ بیان مین لاوین اور سید انبیا علیہ و علیہم السلام کی جاہ و شفاعت کے ہم قایل ہین کہین پھر انکی تکفیر کرنا جہالت ہی یا عداوت باوجود ایسے اقرار کے جو شخص کہ ویسے نیک مسلمانون کو یا انکی تکفیر نہین کرنیوالون کو کافر کہیگا تو آپ کافر ہو جاویگا نعوذ باللہ منہا کذا صرح بہ جمہور فقہاء اہل السنۃ والجماعۃ

اصاب من اجاب ۔ ہذا الجواب حق لا ریب فیہ ۔ المجیب مصیب

١ محمد حسین
٢ عبد اللہ
٣ عبد الرحمن
٤ محمد علی
٥ معین الدین
٦ احمد علی
٧ احمد سعید
٨ وارث علی
٩ منور حسین
١٠ احمد حسین

۱۱ محمد قطب الدین	۱۲ سید محبوب علی	۱۳ کریم الله محمد	۱۴ سعید احمد	۱۵ احمد سعید	۱۶ محمد مخصوص الله
۱۷ حیدر علی	۱۸ مملوک علی	۱۹ محمد صدر الدین مفتی	۲۰ عبد الواحد	۲۱ عبد الرحیم	۲۲ عبد العلی
۲۳ رکن الله	۲۴ محمد خان	۲۵ احمد شاه	۲۶ حمید الدین	۲۷ عبد القادر	۲۸ عبد الرشید
۲۹ محمد فضیل الله	۳۰ سید علی	۳۱ الله داد خان	۳۲ اخلاص بیگ	۳۳ میر محمد علی	۳۴ کرامت علی
۳۵ سید جلال الدین	۳۶ اشرف خان	۳۷ عبد الحفیظ	۳۸ احسن الدین	لقد صح الجواب	۳۹ دارد امید شفاعت ز محمد اشرف
۴۰ حسن علی	۴۱ تراب علی	۴۲ محمد رفیع الدین	۴۳ محمد مراد	۴۴ محمد علی بن یحیی	۴۵ محمد سلیمان
۴۶ غضنفر علی	۴۷ غلام نبی	۴۸ نصیر الدین	۴۹ بکار خان	۵۰ محمد امجد علی	۵۱ محمد صالح
۵۲ سید احمد	۵۳ محمد فخر الدین	۵۴ عبد اللطیف	۵۵ محمد اسمعیل	۵۶ سید ابراهیم	۵۷ حفیظ الدین
۵۸ محمد قاسم	۵۹ میر حسن	۶۰ محمد رضا	۶۱ عبد الرزاق	۶۲ محمد حسن	۶۳ ناصر الدین
۶۴ عبد الغنی	۶۵ عبد المجیب	۶۶ محمد اسحق	عبد العزیز		

این جواب مطابق عقاید اهل سنت و جماعت است

۶۸ عبد الحلیم	۶۹ غلام نبی خان	۷۰ عبد الحق	۷۱ ہدایت خان	۷۲ تاج الدین
۷۳ قمر الدین خان	۷۴ عظیم الدین	۷۵ عبد الغفور	۷۶ اظہر الدین خان	۷۷ ضیاء الدین

علمای کلکتہ نے تقویۃ الایمان کی خوبی مین جو جو عبارتین لکھہ کر اپنی مہرین ثبت کین ہین انکا بھی ترجمہ بتفصیل مہور یہہ ہی

تقویۃ الایمان جو آیات محکمات اور احادیث صحیحہ سے مدلل ہی حقیقت مین ایمان کو تقویت دینے والی ہی اسکے منکرون کو کیا کہین سوا اسکے ہدایت کرنیکی الہی بخش انکو اور انکو راہ راست بتلا کر۔ کیونکہ وے نہین جانتے ہین

۷۸ علی

کتاب مرقوم عقاید اہل سنت کے موافق ہی

۷۹ عبد الباری

جو علم سے تھوڑا حصہ بھی رکھتا ہی کتاب تقویۃ الایمان جو پیشوایان اہلسنت و جماعت مذہب کے موافق ہی اسمین شک نکریگا۔ محمد عبد الواحد عفا اللہ عنہ

۸۰ ممتاز علی ۸۱ قیاس الدین ۸۲ عبد الجبار بہاری ۸۳ اسد اللہ

۸۴ محمد عیسی ۸۵ نور محمد

کتاب مرقوم اہل ایمان کی ہدایت کا سبب ہے اور اہل سنت و جماعت کے موافق

۸۶ عبد التبین سید بہادر علی

یہہ کتاب موحدون کے موافق ہی اگرچہ زنگ دل والے اسکا انکار کرین۔ محمد مراد عفا اللہ ذنوبہ

۸۷ محمد ۸۸

۸۹ غلام سبحان ۹۰ بدیع الدین ۹۱ ریاض الدین محمد

یہہ لکھا گیا صحیح ہی ۹۲ نصیر الدین محمد

۹۳ غلام حسین خان ۹۴ المکرم محمد ۹۵ عبد العلی

ابتک کسی کے دل مین تقویۃ الایمان مین کچھ برائی کا خطرہ نگذرا بلکہ مین سمجہا ہون کہ اسکو برا نہ جانیگا کوئی مگر جسکو شیطان نے وسوسہ مین ڈالا ہو

۹۶ وارث علی

۹۷ بدر الدین ۹۸ عبد المجید ۹۹ محمد سلیمان ۱۰۰ مولی بخش

یہہ کتاب کتاب و سنت کے موافق ہی جس نے اسکا انکار کیا گویا قرآن کا انکار کیا اور جس نے قرآن کا انکار کیا سو وہ بڑے عذاب کا مورد ہوا ہم اللہ سے امید رکھتے ہین کہ اسکو راہ راست بتلا دے

101 اور عذاب سے بچاوے عبد الجبار

کتاب تقویۃ الایمان حق ہی جسنے اس سے ہدایت
پایا سو بڑی مراد کو پہنچا اور جو کہ 102
اسکا خلاف کیا بڑا گمراہ ہوا عبد العزیز عفی عنہ

103 محمد علیخان صاحب بہادر 104 الراقم الاثم محمد اکبر شاہ عفی عنہ

یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا و ما یضل بہ الا الفاسقین
اس سے بہت لوگ گمراہ ہوتے ہین اور بہت سے ہدایت
پاتے ہین اور اس سے گمراہ نہین ہوتے مگر فاسقان

105 عرفان علی — 106 ذلک فضل اللہ

107 عبد الجبار — 108 امین الدین احمد

کتاب تقویۃ الایمان حق ہی جسنے اسکو دستاویز
ٹھہرایا سو وہ سیدہی راہ بتلایا گیا اور جسنے اسمین
شک کیا مقرر دین کے سوا اور کوئی راہ پکڑی 109 سید عبد الجلیل
یہہ مسئلہ صحیح ہی محمد بدیع الزمان

یہہ کتاب حق پر ہی جسنے اس سے راہ پائے سو
ہدایت پر ہی اور جو اپنی خواہش نفس کا تابع ہوا
سو وہ گمراہی مین پڑا 110 رمضان علی الحسینی
جاء الحق وزہق الباطل 111 سید رجب علی
یہہ جواب قرآن پاک سے موافقت رکہتا ہی
نہ مخالفت جسنے اسمین شک کیا گویا قرآنمین
شک کیا 112 خادم حسین
جو کہ حق ہی اسکی تابعداری کرنے کا وہ
بہت مستحق ہے 113 منصور احمد

114 محی الدین احمد — 115 سید محمد حسین

116 صیانت اللہ — 117 حسان علی الحسینی عفی عنہ

118 [illegible] محمد — 119 عبد الرب

120 محمد طیب — 121 ظہور علی

اسکے سوا اور بہت سے علمای دین اور مفتیان شرع متین نے جو خوبی تقویۃ الایمان اور جہاد مولانا
اسمعیل صاحب مین عبارات مطولہ تحریر فرماتے ہین اکثر ان مین سے منحی المومنین مطبوعہ لاہور
مین درج ہین جسکا جی چاہے دیکھ لے مگر یہان بعض کے اسماء مبارک تحریر ہوتے ہین ...

122 سید رحمت علیخان مفتی عدالت العالیہ سلطانیہ [illegible]

123 محمد تقی خان — 124 سید محمد نذیر حسین — 125 حفیظ اللہ — 126 محمد عبد الواحد

١٢٧ محمد اکبر علیخان

١٢٨ هو القادر الخالق الخبیر

١٢٩ محمد ہاشم

مولانا اسمعیل جو بزرگ ہے جو انکو کافر کہے وہ خود کافر ہے

کتاب تقویۃ الایمان لب لباب ہی قران اور حدیث کا منکر اور طاعن اسکا منکر ہی قرآن و حدیث کا

مولوی اسمعیل صاحب کے کافر کہنے والیکا کفر اسیکی طرف عائد ہی

مکفر مولوی اسمعیل صاحب کا خود کافر ہی

١٣٠ محمد عبدالکریم

١٣١ خادم حسین

١٣٢ محمد حسین

جو کچھ تقویۃ الایمان مین رئیس المحدثین تاج المفسرین جناب مولانا مولوی محمد اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ و علی اتباعہ نے لکھا ہی سب موافق کتاب و سنت ہی اور نصیحت المسلمین بھی اسیکے مطابق ہی

١٣٣ سید شہاب الدین

١٣٤ بخشش احمد

١٣٥ اسد علی

١٣٦ محمد عبدالرب

١٣٧ بارک اللہ محمد علی

١٣٨ فقیر سید حسن شاہ

سوال بعضے لوگ مولوی اسمعیل صاحب مرحوم و مغفور کو کافر جانتے ہین اور کہتے ہین کہ تقویۃ الایمان مین بعضے کلمات کفر ہین یہہ بات کیسی ہے

جواب مسلمانون کو کافر کہنا ایک وجہ سے کفر ہی ایک وجہ سے کبیرہ چنانچہ تفصیل اسکی کتب فقہ مین موجود ہی جہ جائیکہ ایسے مسلمان کو کافر کہنا کہ حافظ عالم اور حرمین شریفین کی زیارت کرنیوالا اور اپنا وطن خدا کی راہ مین چھوڑنیوالا سو جو کوئی ایسے شخص عالم فاضل متبع سنت کے حق مین بدظنی کرکے کفر کا اعتقاد کرے وہ آپہی اس بلا مین مبتلا ہی اور منکر ہی آیات اور احادیث کا بلکہ کسی مسلمان کی تکفیر درست نہین خاصکر بعد موت کے اور یہہ جو کہتے ہین کہ اسنے کلمات کفر کے تقویۃ الایمان مین کہے ہین سو محض غلط ہی اور بے سمجھی ہے بلکہ ان بزرگوار نے کمال توحید کا بیان کیا ہی اگر بنظر انصاف دیکھے اور جو کلام کسی بزرگ کا اپنے ذہن مین برخلاف شرع معلوم ہو تو اسکی تاویل صحیح کرنی چاہئے جیسے کہ قول مولانا روم کا ع

من ز قرآن مغز را برداشتم ٭ استخوان پیش سگان انداختم ٭

سو ایسے بزرگون کی تکفیر ادنی اہل علم نکریگا مگر وہی سفیہ و احمق جو انکے احوال سے واقف نہوگا یا دلمین فساد رکھتا ہوگا

اللّٰهم اجرنا من مضلات الفتن ما احییتنا آمین

چند مدت سے بعض موحدون مین دو چار مسایل کے بیچ اختلاف ہو کر مناظرے
و مناقشے مین مشغول ہونے سے ضروریات دین کی دعوت جو توحید و اتباع سنت کی
اور نہی امور شرکیہ اور بدعت کی نفی سو متروک ہو جانے سے دشمنان دین ایسا وقت غنیمت
جانکر لوگون کو دین حق سے روکنے اور دین باطل طرف میل کرانے کا بازار گرم کیا یعنے
رسالہ تفہیم المغتر کہ جسکا مصنف شیطانی فریب سے کتاب تقویۃ الایمان پر تہمتین و
افترے جمایا تھا اسکے دو معتبر رد بھی پیشتر ۱۲۹۴ھ مین ہو کر شایع ہو چکے تھے اور
گلزار ہدایت جسمین لوگونکو شرک و بدعت طرف میلان کرنے کی باتین ہین اسکا رد

باران رحمت

سینتیس برس کے آگے موحدون کے پیشوا مصداق العلماء ورثۃ الانبیا جناب خان عالم خان
بہادر نور اللہ مرقدہ کی جانب سے چھپا تھا سو اہل بدعت الحال ان دونون کتابون کو از سر نو
چھپوائے ہین۔ اسلئے اہل طریقۂ حقہ باشندگان بنگلور لشکر گاہ تنبیہ المغتر رد تفہیم و باران رحمت
رد گلزار ہدایت بار دیگر چھپوانا ضرور سمجھے اور بھی تمام ہند و سند کے علماء دیندار کتاب تقویۃ
الایمان مطابق کتاب و سنت ہونے اور اسکے منکران کفر و ضلالت پر ہونے دئے سو فتاوے
مع انکے مواہیر چھاپہ کروائے ہین تا کہ دیکھکر اہل بدعت و ضلالت اپنے کئے کرتے سے
باز آکر توبہ کرین اور راہ راست سنت و جماعت پر آجاوین۔ واللہ یہدی الی سواء السبیل

در مطبع اکرم المطابع معسکر بنگلور طبع شد
۱۳۰۲ ہجری

باکلمہ دین اسکے حلق کے نیچے نہ اترا ہوگا اللہ سب مسلمانون کو ایسی بدظنی سے محفوظ رکھے کذا فی رسالۃ المسمی تبلک عشرۃ کاملہ

۱۴۳	۱۴۲	۱۴۱	۱۴۰	۱۳۹
مولوی غلام محمد	مولوی عبد اللہ	مولوی غلام رسول	مولوی عبید الرحیم	مولانا احمد الدین [illegible]

مولوی محمد بشیر الدین قنوجی رسالہ اظہار الحق مطبوعہ دہلی مین فرماتے ہین ترجمہ اسکا یہہ ہے جوکہ عاملان تقویۃ الایمان کو کافر یا بدعتی جانتا ہی اور انکے پیچھے نماز درست نہین جانتا وہ شخص اہل سنت سے خارج اور لامذہب ہے اسکے پیچھے ہرگز نماز درست نہین اور امامت اسکی مذاہب اربعہ کے اتفاق سے روا نہین

الجواب صحیح والمجیب نجیح

۱۴۸	۱۴۷	۱۴۶	۱۴۵	۱۴۴
سید محبوب علی جعفری	ابو الفداء عبد الخالق [illegible]	سید محمد نذیر حسین	حفیظ اللہ	فقیر خواجہ [illegible] الدین احمد

مولوی کرامت علی صاحب جونپوری مرحوم اپنے رسالہ مقامع المبتدعین مین فرماتے ہین (ما ملخصہ) تقویۃ الایمان جو اقسام شرک کی تردید مین لکھی ہی بعض دنیادار عالمون نے اسکے مضمون کو اپنے راہ ورسم کے خلاف پاکر اسکا انکار کیا ہی اور بیہودہ اعتراض لگا کر تردید مین اسکے رسالے لکھے ہین اور اسکے مصنف مولانا محمد اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ پر بیہودہ تہمتین لگا کر اشتہار کیا ہی لیکن بمضمون لکل فرعون موسیٰ یعنے ہر فرعون کے واسطے ایک موسیٰ ہی علماء دیندار نے بھی ان مخالفون کے جواب مین بہت رسالے لکھے ہین اور بڑے بڑے معقول دلیلون سے انکے اعتراضونکا جواب ایسا دیا کہ وہ دندان شکن دیا انہی جب تنے بی عدد علمائے ہند و سند کلکتہ و پنجاب و دہلی اس کتاب مبارک کی اور اسکے مصنف کی تحسین کرتے

قطعہ تاریخیہ از جناب	ہین تواب بکفر اسکا خود کافر ہی فقط	عبد الحفیظ صاحب معجز

اِذَا مَا زِیْنَ التَّنْبِیْهُ طَبْعًا	بِزِیْنَۃِ مَنْ هُوَ الْبَرُّ الْقَدِیْرُ
فَنَادٰی هَاتِفٌ اَهْلًا وَّسَهْلًا	لِاَهْلِ الشِّرْكِ تَنْبِیْهٌ جَدِیْرٌ

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ○ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ ○ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

امابعد بندۂ حق گو راست جو سید **عبدالرحمن** محمدی الحنفی علی نوری کہتا ہی کہ ایک مدت سے سنے مین آتا تھا کہ قاضی الملک مفتی بدر الدولہ بہادر بڑے دیندار اور طریقہ محمدیہ کے مددگار اور محمدیون کے دوستدار اور حق گوئی مین استوار تھے اس لئے انکا جب ذکر مجالس و محافل مین چلتا زبان سے اَللّٰهُمَّ مَتِّعِ الْمُسْلِمِيْنَ بِطُوْلِ حَيَاتِهٖ نکلتا من بعد رسالہ جو قاضی القضاۃ ممالک محروسہ کمپنی مولوی ارتضا علی خان بہادر فاروقی کے فتوے پر لکھے ہین۔ دیکھنے مین آیا تو اس مین انصاف اور حق گوئی کی داد دینے اور انکے شبہات باطلہ اور بہتانات کاذبہ کو جو محمدیون پر کئے تھے ہوا پر اڑا دیئے ہین۔ اور انکے اعتراضون اور کنایون کو کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ کر دئے اور جہان کہین اُنکی کتابون کے عبارات جو استدلال کے واسطے لائے تھے اور اپنے دعوے کے ساتھ

منطبق

منطبق ہونے انکی ان بعضے عبارتون مین کچھ تصرف بھی کئے تھے سو انکے اُس جرأت کو بیان
کئے ہین۔ غرض اس رد فتوے مین طریقہ محمدیہ کی اور محمدیون کی تائید کئے ہین۔ اور امیر
المومنین حضرت سید احمد صاحب اور مولانا مولی العلما مولوی سید محمد علی صاحب کی بہت
سی تعریف لکھے ہین سو اس رد کے دیکھنے سے وہ علم الیقین جو تھا سو عین الیقین ہوگیا
اور وہ حسن عقیدہ جو انکے ساتھہ تھا سو اسکے مطالعہ سے دوبالا ہوا اور محمدیان سب کے
سب انکے خیرخواہ بن گئے لیکن زمانے کی نیرنگی دیکھنے کی ہے۔ کہ ان دنون جو ایک کتاب
گلزار ہدایت نام قاضی الملک مفتی بدرالدولہ بہادر معز الیہ کی بنائی ہوی ہماری
بستی مین دیکھی گئی سو صفت اسکی کیا کہون کہ جیون تیون آدہی تک حق باتین رد بدعت
مین کچھ ڈرتے ہوے درپردہ نوابیون کی خاطر کی رعایت بھی کئے ہوے لکھے ہین پھر
وہان سے نظر کئے تو مطلع صاف ہی۔ کہین ابن تیمیہ ابن القیم کے پردے سے محمدیون پر طعن
اور بہتان ہی۔ اور غیر اللہ پر قسمان کھانیکی تحریص ہے۔ اور کہین مخلوق کے لئے نذر کرنے
کی ترغیب اور کہین غیر اللہ سے بالاستقلال کی صورت سے مدد مانگنے کا اور مطلق فاتحہ
کا کھانا کھانیکا جواز اور کہین کچھہ گل کاری کہین کچھہ ہی۔ الحاصل اہل بدعت کو خوش
کرنے اور اپنے سے راضی رکھنے کے لئے تاویلات بارد سے بعضے کفریات کو حرمت کا
لباس اور بعضے محرمات کو کراہت کا اور بعضے مکروہات کو اباحت کا لباس پہناکے
زیور سے تسویلات فاسدہ توجیہات کاسدہ کے آراستہ کرکے عشاق فسق و بدعت کے
نظر مین جلوہ گر کئے ہین۔ چنانچہ آیندہ ان شاء اللہ المستعان اس بات کا اشارہ اسکے
محل مین کیا جائیگا لہذا اس نصف اخیر کے نظر کرتے اُس گلزار کو گلزار ہدایت بولنا
سہاتا نہین۔ بلکہ اُسکو گلزار خار دار کہئے تو بجا ہی۔ اور اتفاق حسنہ ہی۔ کہ اس گلزار

کی تاریخ بھی اسی فقرے سے نکل آتی ہی۔ اور اس کتاب کے حسب حال دو بیت بطریق
الہام وارد خاطر ہوئے سو لکھے جاتے ہین۔ **بیت** تیرا گلزار جیون گلاب کا پھول ؎
آگے گل تھ پیچھے خار دار ہی یہہ ؎ آدھے گلزار مین تو ہین کچھ گل ؎ بعد اسکے تو خار زار
ہی یہہ ؎ القصہ دل کو بہت برا معلوم ہوا کہ کیسا دیندار حق گو ایسا متعصب ناحق پسند
و حق پوش ہوا۔ افسوس ایسے جلیل القدر قاضی اور مفتی کا انجام ایسا ہوا یہہ فقط
تقدیر کا ظہور ہے حقیقت مین یہہ شامت ہی۔ اُس بیعت کی جو کسی فقیر بے علم سے
کی ہی۔ القصہ ایسا دیندار اسطرح کا ہو جانے سے دل پر بڑا غم ہوا سو کئی روز خواب
و خور ناگوار ہو گیا۔ اس اثنا مین ایک پرہیزگار محمد ہاشم سرہندی نام مدراس سے
وارد ہماری بستی کے ہوئے جب وہ مجھ سے ملے ہین انکے روبرو کمال افسوس سے ذکر کیا
کہ کیسا مفتی کہ جسکو مولی العلما مولوی محمد علی صاحب واعظ بی نظیر بر سر منبر علی رؤس الاشہاد
مفتی اسلام کا لقب بخشے تھے آخر اسطرح کا ہو نکلا تب وہ بزرگ نو وارد نے کہا
سچ یہہ تو یہہ ہی کہ وہ مفتی ویسے ہی تھے۔ بلکہ اُس کا گھر کا گھر ہمیشہ سے غیر تمند عزت طلب تھا
لیکن تھوڑے دنون سے ایک فقیر کشمیری کی صحبت بد طینت انکو بگاڑ دی بسبب علاوہ
یہہ ہوا کہ جیسا امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے ایک قرابت دار مروان نام
کے سبب سے فتنے مین پڑے۔ ویسا ہی قاضی الملک بہادر اپنے ایک قرابت دار رضید مسمی
خود کے فریب سے ایسے ناشایستہ امر کے مرتکب ہوئے۔ پھر یہہ عاجز اس بزرگ سے
پوچھا بھلا حضرتا یہہ تو کہو کہ رد بدعت کی کتاب مین محمدیون موحدون پر طعن کنائے
بہتان کرنے کا کیا سبب۔ اگر انسے عداوت ہوئی تھی تو اس مقدمات مین ایک مختصر
مستقل رسالہ لکھ سکتے تھے سو نہ لکھ کے اس گلزار کو انکے طعن و کنائے سے خار دار

کردیئے

کردئے سو اسمین کیا اندازہ ہوگا تو اس دیندار نے جواب دیا کہ اس کا سبب یہہ ہی کہ اہل
بدعت سب کے سب کیا عوام کیا خواص گا بڑ عن کا بر شرک و بدعت کرنے مین مبتلا
ہوگئے ہین۔ پھر بدعتیان رد بدعت کا ہیکو لینگے بلکہ جیسا شرک پسندان رد شرک کو
پانی مین ڈبو دیتے تھے ویسا ہی بدعت شعاران رد بدعت کو آگ مین ڈال کے جلا دینگے
وہی قرا بتدا۔ یہہ وہم انکے دل مین ڈال طعن وکنائے بہتانان تسہیلاً و سامحات کے
خار اس گلزار مین داخل کروایا تا اہل بدعت لَا لِحُبِّ مُعَاوِیَۃَ بَلْ لِبُغْضِ
عَلِیٍّ ان رسالون کے خریدار ہین کیونکہ بدعتیان مشرک شعار بدا طوار مین اور محمدیان
نیکو کردار مین نقاض و ناخوشی چلی آتی ہی۔ محمدیان شرک و بدعت کے اٹھانے مین
کوششین کرتے ہین اور انکے مخالفان شرک و بدعت کی اعانت و کمک مین جان
دیتے ہین۔ پھر ان دونون فرقون مین کاہی کو بناو ہوگا۔ البتہ ان مین دشمنی رہیگی
اس لئے انپر طعن وکنائے بہتانان رہین تو البتہ جا بجا انکو بدنام کرنے اور انکے باتون
کو توڑنے کے ارادے سے خواہ نخواہ خرید کرینگے۔ اسکو نقل مجلس بناینگے اہل
بدعت ویسا ہی حب بیت ان رسالون کو مول لئے پر یہہ نہ سمجھے کہ یُرِیْدُوْنَ اَنْ
یُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ۔ الحاصل۔ جو ہونا تھا ہوا
اب عوام کی دستگیری اور اصلاح ضرور ہوئی کیونکہ اس رسالے کے نصف آخیر سے
یعنے عوام جو محمدیون کے کوشش سے سیدھی راہ پر آگئے تھے اس گلزار کے نصف
اخیر پُر از خار کے سیر کرنے سے خار آلودہ شکوک و بے باکی ہوگئے سو کہنے اور جھگڑنے
لگے کہ غیر اللہ کی نذر شافعیون کے پاس اور غیر اللہ کی قسم کھانا اکثر حنفیون کے
نزدیک جائز ہی۔ پھر پیرون کے قدم کی قسم ہم کھایا کرینگے اور بزرگون کی منت

ماناکرینگے - اور پیرون کو سجدہ کرنا کفر نہین گناہ ہی ۔ ہم تو کچھ ایسے پرہیزگار نہین
جو ہم سے کوئی کام گناہ کا نہووے - محمدیون نے تو مولوی اسمعیل صاحب کے قول کو سنا
کرکے سجدۂ تحیت کو بھی کفر ٹھہرانے کے سبب ہم ڈر مرکے مرشدون کو سجدہ کرنا چھوڑ
دئے تھے - اور انکو ناخوش کردئے تھے - اللہ تعالی قاضی الملک مفتی بدر الدولہ بہادر کا
بھلا کرے اچھی کتاب بنائے - جس سے ہمنا تائید ہوئی اور محمدیان جو بزرگون سے
مقصد مراد مانگنے کا دروازہ بند ہی کرڈالے تھے مفتی صاحب نے اس دروازے کو
مفت مین کہولدئے نہ پیسا لئے نہ دمڑی - ہم بے فکر مقصد مراد بزرگون سے مانگا
کرینگے - اب کوئی کتنا ہی منع کئے تو ہم نہ سنینگے - اور فاتحہ کا کھانا کھانے کھلانے
کے واسطے محمدیان عجب عجب شرط وقید لگائے تھے کہ فاتحہ کا کھانا پکانا کھلانا ہم
سے چھٹ ہی گیا تھا - اب مفتی صاحب کے لکھنے سے معلوم ہوا کہ اسکو کھانے کھلانے
نیت آپ کھانے کی اور آشناؤن کو کھلانے کی اور کچھ اس سے فقیرون کو دینے کی
رکھنا تو بس ہی - باقی کوئی شرط وقید نہین اگر ہوتی تو انکو بھی بیان کرتے - محمدیان
بیچ ال سے لگائے تھے - کہ نیت برائی اور نام کی نہ رکھنا - اور قرض دام کرکے
نکرنا - اور حقدارون کا حق باقی رکھ لیکے یا سود کے پیسے سے فاتحہ کا کھانا نہ پکانا
اور دوسرے مہملات مشابہ کفار نہ کرنا - غرض ایسے شرطون سے دروازہ رواجی
فاتحہ کرنے کا بند ہی کردئے تھے - اللہ جزائے خیر دیوے مفتی صاحب کو کہ بہت
سہل کردئے - اور بہت سے کامون کو جو محمدیان شرک شرک بدعت بدعت بول کے
قرآن وحدیث سے اور مجتہدان اور غوث الاعظم کے قولون سے سندان بتلا کے
ٹھیرادئے تھے - اب حضرت مفتی صاحب کی عنایت سے معلوم ہوا کہ وہ کام

شرک

شرک نہین - بلکہ بعضے کام مین شرک کا ڈر ہی - اور بعضے ان مین مکروہ ہین - اور بعضے کام
حرام ہین - اور بعضے کام مجاز روا ہین - پھر عوام ایسے گول گول باتین سننے سے مغرور
ہوکر چھوڑ دیتے تھے سو کام کے مرتکب ہو گئے - اس لئے یہہ عاصی اس گلزار کے تھوڑے
خار دار گلون کو جو سرسری سیر مین نظر آئے سو نکال کے بروجہ تحقیق خار کو گل سے جدا
کیا اور اس گلزار کے خس خاشاک کو دور کیا - اور نام اس کا **باران رحمت** رکھا
تا ہر کوئی گلزار کے بنات نباتا کو صدق وصفا کے گہوارے مین پاوے ان شاء اللہ المستعان
دوسرے تیسرے غور وتامل کے سیر مین جو جو خار مغیلان نظر پڑینگے سو وے بھی اس گلزار
ہمیشہ بہار سے دور کئے جاوینگے - اور اس گلزار کے بعض مواضع مین سخت الفاظ
اور طعن وکنائے بہتانات کے ساتھہ مفتی صاحب کے قلم سے نکلے سو ویسے الفاظ
بمقتضائے مَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْہِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی
عَلَیْکُمْ کے باغبان گلزار کے حق مین خصوصا دوسرے نوابیون کے حق مین عوض
برتنا پہنچتا تھا لیکن ایک بار فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ پر کاربند ہوا
بیت دشنام خلق راندہم جز دعا جواب ؛ ابرم کہ تلخ گیرم وشیرین عوض
دہم ؛ اگر آئندہ پھر ایسے طعن وکنائے سخت وسست الفاظ صراحۃً یا کنایۃً وقوع مین
آوین تو بمؤدائے فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِہَا کے ایک کی جزا دس پاوینگے کیا مفتی صاحب
اس بیت کو سنے نہین **بیت** دہن خویش بدشنام میالا صائب ؛ کین زر
قلب بہر کس کہ دہی باز دہد ؛ ایک بات بول کے سو بات سننا - ہون دیکے خوردا
لینا ہی - عقلمندون کا تو یہہ کام نہین **بیت** اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است ؛ اور ایک طرفہ ماجرا سننے کا ہی کہ

گلزار ہدایت کے آخر مین تواریخ لکھے ہوے ہین سو ان مین سے کسی تاریخ
مین تخرجہ کئے ہین۔ وہابی کا سر کاٹ کے اور کسی مین وہابی گر گئت سے گئے یہہ عبرت
کا محل ہی۔ کہ وہابی اسکو کہتے ہین۔ جو نسبت رکھے عبدالوہاب کے ساتھہ۔ اور عبدالوہاب
تو نیک سیرت حلیم سلیم مفتی بدرالدولہ بہادر کے بڑے بھائی ہین۔ انکی طرف منسوب
ہین سو لوگ انکے صاحبزادے اور نوکر اور شاگردان ہین۔ پھر انکا سر کاٹنے کا
کیا سبب ہوگا۔ باطن مین انکے ساتھہ ان تاریخ گویون کو کیا دشمنی ہوگی۔ جو ایسی بری
تاریخ کہے۔ اور مفتی صاحب اسکو روا رکھے سو بہت تعجب ہی فَاعْتَبِرُوا یَا
اُولِی الْاَبْصَارِ۔ اب یہان سے مطلب لکھنا شروع کیا جاتا ہی ......

قول گلزار ہدایت یہہ عاصی فواید بدریہ مین نعل مبارک کی مثال بناکے
رکھنے مین برکات ہین کرکے لکھا سو اسکو بعضے ملحد جو اپنے تئین موحد سمجھتے ہین دیکھہ
کے انکار کرتے ہین **الجواب** جناب قاضی الملک مفتی بدرالدولہ بہادر نے اپنے
اس خار اعتراض کو آپ ہی اسی گلزار کے چھبیسوین خیابان مین کہ عبارت صفحہ
سے ہی۔ رد کرکے اور ہوا پر اڑا دئے ہین۔ جو کہے ہین کہ معلوم کیجئے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے جو آثار مشاہد ہین۔ اسکو تبرک کرنا کہنا یہان تک کہ کہا
منہی نہین۔ بلکہ مستحب ہے مگر فتنے کا یا عقیدہ فاسد ہونیکا اندیشہ ہو تو اس وقت منع
پہنچتا ہی انتہی دیکھو صاحبو کہ اصل تبرکات کو تبرک ٹھہرا رکھنے سے منع پہنچتا ہی
بولنا انکار ہوا کہ نہین پھر مناسب نہین کہنا۔ الحاد کیسا ہوا اگر الحاد ہو تو دونون
قول الحاد ہوے نہین تو دونون نہین ہوے۔ کیا قاضی الملک مفتی بدرالدولہ
بہادر جانتے نہین کہ امر نہ ماننے مین شرک جو طرفہ تحصیل رہا ہی سو اکثر عوام جھنڈوان

شدون

شہدون قبرون اور بزرگون کے تصویرون کو پوج رہے ہین یہان تک کہ کسی ایک
گھوڑیکا نعل لیکر اور اسکو پھولون سے سنوارینگا کہ امام حسین کے گھوڑیکی نعل کا
نمونہ ٹھہرا اسکو پوجنے لگے سوا اسکے آگے حاجت مراد مانگتے اور اسپر سہرا گہوارے
چڑھاتے اور اسکو بڑی تعظیم سے نعل حضرت نعل صاحب کرکے بولتے پھر ایسے فساد کے
زمانے مین آپ ہی کے فرمودہ موافق ہوایسے ڈر سے اصلی تبرکات کو تبرک ٹھہرا کر رکھنے
سے منع پہنچتا ہوگا پھر جعلی کو مبارک ٹھہرا کے جابجا شہرت دینا اور اسکو مقصود
پڑانے کا سبب ٹھہرانا کب جایز ہوگا اور بھی خود آپ اسی گلزار کے اٹھاویسون صفحے
مین لکھے ہین سو عبارت یہہ ہی کہ شہاب الدین خفاجی شفا کے شرح مین لکھا کہ انبیا
اور صلحا کے آثار اور جو چیز انسے تعلق رکھتی ہی اسکو تبرک کرنا جایز ہی مگر اسکے کرنے
سے فتنہ یا عقیدہ فاسد ہونیکا اندیشہ ہو تو نہ کیا جاوے حضرت عمر درخت کو کہ جسکے
پاس بیعت الرضوان ہوئی قطع کروا ڈالے سو اسی فتنہ پر حمل کرنا کیونکہ لوگ نئے مسلمان
تھے اسکو آپ نہ قطع کرواتے تو لوگ مفتون ہوتے انتہی ای منصفو یہہ انصاف کرنیکا مقام
ہی اور سرسری گذرنیکا نہین کیونکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے
کے عوام کا عقیدہ بگڑنے کے ڈر سے اصلی تبرک کو زایل کردیتے ہون تو اس تیرہوین
صدی مین جو مصداق ہی تَلْحَقُ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِکِیْنَ ترجمہ مل جاینگے کئے
قبیلے میری امت کے مشرکون کے ساتھہ کی سو عوام و خواص اس صدی کے شرک و بدعت
مین مبتلا ہوگئے ہین انکے عقیدے بگڑنے سے کسقدر نہ ڈرنا چاہئے پھر اگر کوئی مہدی
معین دین متین و خیرخواہ امت سید المرسلین آپ ہی کے لکھے موافق کہے کہ ایسے فساد کے
زمانے مین نعلین مبارک کی مثال کھینچکر رکھنا اور اسکے خواص تجربے کو بیان کرنا مناسب

نہین

نہین۔ تو وہ محمدی کیسا ملحد ہوا اور خفاجی شارح شفا جو اسی ڈر سے اصلی تبرک کو تبرک
نہ کیا جاوے کہا سو کیون نہ ملحد ہوا مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ترجمہ کیا ہوا تم کو کیسا فیصلہ
کرتے ہو۔ اور حضرت عمر پر جو عقیدہ بگڑنے کے ڈر سے اصلی تبرک کو زایل کر ڈالے۔ آج تک
کوئی کسی طرح کا حرف نہین رکھا۔ پھر جعلی تبرک کو اسی ڈر سے فقط مناسب نہین کہا سو
شخص منکر کیسا ہوا۔ ملحد کیسا بنا۔ بلکہ حضرت عمر کا پیرو ہوا۔ اِسوقت کے عوام خصوصًا
عورتان اس نقش نعلین کے پجاری بن گئے ہین سو کوئی تو اس نقشے کو دیکھتے ہی اُس پہ
آنکھ ملتی ہی۔ کوئی اسکو لیکے سر پہ دہر لیتی کوئی اسکو حجر اسود کے سیر کہا بوسہ دیتی کوئی
اسکو مصحف مجید سا معظم ٹھہرا کے بے وضو چھوتی ہی نہین۔ بلکہ حیض و نفاس والی اُسپر
اپنی چھاؤن ڈالتی ہی نہین۔ الحاصل اسکو تبرک جاننا ایک طرف رہگیا پوجے تک
نوبت پہنچ گئی۔ ای مسلمان بھایو خدا کے واسطے انصاف کرو کسی کی رعایت نکرو۔ کہ
لوگ اسکے پجاری بن جانے کے ڈر سے کہنا کہ نقش نعلین مبارک کھینچنا اور اسکی خواص و
تجربے کو شہرت دینا مناسب نہین سو وہ بات الحاد ہونے کے لایق ہی یا وہ جو
فساد زمانے کا اور مزاج عوام کی جان بوجھ کے ایسے کام کرکے لوگ اسکو پوجنے کا
سبب بنے اَلْاِنْصَافُ سِمَةُ الْاَشْرَافِ ترجمہ انصاف کرنی نشانی اشرافون کی ہی
طرفہ یہ ہی۔ کہ سراج العلما مولوی اسلمی صاحب نایتی نے اپنے سفینے کے چارسو تین
صفحہ مین مکہ معظمہ کے نقشے کو جسمین بیت اللہ کا نقشہ بھی رہتا ہی اور مدینہ منورہ کے نقشے
کو جسمین مسجد نبوی اور قبر مکرم کا نقشہ بھی رہتا ہی سو ان نقشون کو اور کربلا کے نقشے
کو جسمین امام حسینؑ کی قبر شریف کا نقشہ بھی رہتا ہی۔ سو ان جھنڈون کے
ساتھ دین کے برے بدعتون مین گنے اور ان سے پرہیز کرنا مسلمان کو لازم کہی ہی

چنانچہ

چنانچہ عبارت اسکی یہہ ہی کہ. در ملک ہند جنبندۂ مولا علی و قادر ولی و نقشہ کربلا و مدینہ
منورہ و کعبہ معظمہ و چشمۂ بی بی و کوہ مرتضی علی و قدم جبلی کہ منسوب بآنحضرت میکنند
ہمہ اش از منکرات و بدعات دینیہ شمردہ شوند پس مومن را احتراز کردن ازان لازم
ست انتہی اور نعلین مبارک کے نقش کا حکم بہی اس سے نکل آتا ہی کیونکہ وہ بہی ایک
متبرک چیز کی مثال اور نقشہ ہی تسپر کوئی آج تک انکو اس بات پر نہ ملحد کہا نہ منکر ٹہرایا
اگرچہ نظر کرتے اشتراک علت کے مولوی اسلمی صاحب نایتی بہی اس الحاد کے عموم مین
داخل ہوجاتے ہین اور خود قاضی الملک بہادر نایب مختار کی نیابت کے دنو نمین
جو ہر ربیع الاول مین بارہ دن مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے نقشے دار الآثار مین رکہا کرنے کا
معمول تہا سو ایک شب مدینۂ منورہ کے نقشے کو پانون لگائے ہوے بیٹہے رہے
چنانچہ سب حاضران مجلس اسپر گواہ ہین پہر بعضے لوگ اتنی بات پر آپ کو وہابی منکر
پیغمبر ٹہرائے تہے حالانکہ محل جسم شریف کا نقش بہی جو مکہ معظمہ اور بیت المعمور
اور عرش اعظم کے نقشون سے افضل ہی سو مدینۂ منورہ کے نقشے مین موجود تہا
باوجود اسکے یہہ دونون صاحبان اس نقش مکرم کی قولاً و فعلاً ایسی اہانت کئے
کہ بیان مین نہین آتی تسپر نہ اس بدر انور کو الحاد کا گہن لگا نہ اس سراج وہاج کو زندقہ
کا صدمہ پہنچا یہہ عجب زمانے کی الٹہی ہے کہ وہ معین دین متین خیر خواہ امت سید
المرسلین اتنی ذری سہل بات پر جو وہ بہی خیر خواہی سے امت کے تہی ملحد بنا یہہ
ویسی کہاوت ہی جو ایک مغل نے کہا تہا آنچہ بادشاہ میگیرد نذرانہ ست و آنچہ
وزیر میگیرد شکرانہ و آنچہ این غریب میگیرد رشوتانہ ست ہان اگر یہہ کہین کہ اس
باغبان گلزار کے ہوے کام کو مسلم نہ رکہنا ہی الحاد ہی یہہ بات جدی ہی اور

مشکاة مین ہی کہ ایکبار سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوہریرہ سے فرمائے ای ابوہریرہ
لیجا میرے ان دونون نعلین کو پھر جس سے تو ملے کہ وہ گواہی دیتا ہو یقین کے ساتھہ
اسپر کر سوائے خدا کے کوئی شخص بندگی لینے کے لایق نہین سو تو اسکو بہشت کی بشارت
دے پھر ابوہریرہ نے نعلین مبارک کو لئے ہوے جاتے تھے اثناے راہ مین حضرت
عمر سے مل گئے سو حضرت عمر نے پوچھے ای ابوہریرہ تو کس کام کو جاتا ہی تو انہون نے
ماجرا بیان کئے تو حضرت عمر نے کہے یہین سے تو پھر جا لوگ کو مت سنا تو ابوہریرہ
نے کہے انحضرت کا حکم تال کے تمہارا حکم ماننا مجھ سے نہوگا تب حضرت عمر نے ابوہریرہ
کو دھکا مارے اور اس کام سے منع کئے تب ابوہریرہ نے فریادی بن انحضرت کے
حضور مین آئے اور سارا قصہ سنائے تو انحضرت نے عمر فاروق سے سبب اسکا دریافت
فرمائے تو عمر فاروق نے عرض کئے یا رسول اللہ میرے ما باپ آپ پر قربان ہون
لوگ اسبات پر تکیا کر کے کہین نیک اعمال کرنا چھوڑین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم اس صواب دید کو انکے مسلم رکھے دیکھو صاحبو حضرت عمر نے پیغمبر خدا کے زمانہ
مبارک مین امت کی خیر خواہی کے لحاظ سے خاص نعلین مبارک کو جو ابوہریرہ کے
ہاتھہ مین حکم پہنچانے کی نشانی تھی سو نہ مانے اور انحضرت کے حکم کو رد کئے اور ابوہریرہ
کو جو پیغمبر خدا کی طرف سے پیغام رسان تھے دھکا مارے ابتک کوئی سنی حضرت
عمر کو نعلین مبارک کا منکر نہ ٹھہرایا اور حکم رسالت کا رد کرنے والا نہ کہا کیونکہ یہہ سب
امت کی خیر خواہی کے ارادے سے تھا پھر قاضی الملک بہادر کے کہے کا پاس نکرے
وہ بھی امت کی خیر خواہی کے ارادے سے تو ملحد کیسا بنے او منکر کیسا ٹھہرے اور
نادر تو یہہ ہی کہ جشن ولادت کے بدعت حسنہ ہونے پر بلکہ اسکے مستحب ہین پر جب پاک

صاف بُرے بدعتوں سے رہے تو سیکڑوں محدثوں مفسروں متکلموں اصولیوں فروعیوں
لکھتے ہوئے ہیں اور اسکے اثبات پر ایک دو حدیث بھی ذکر کئے ہیں اور اس جشن میں
بہت سے نیک کام بھی کرواتے ہیں۔ جیسے نماز پڑھنا روزہ رکھنا اور غریبوں محتاجوں
پر خیرات کرنا اور مسلمان بھائیوں کی ضیافت کرنا اور ذکر خدا تعالی کرنا اور قرآن پڑھنا
اور درود بھیجنا اور سچے احوال ولادت کا پڑھنا سننا اور معجزے کرامتیں سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرنا اور آنحضرت کی پیدایش پر خوشی کرنا اور مانند اسکے
نیک کام اس جشن مبارک میں ہوا کرتے ہیں سو ایسے جشن مبارک کو فاکہانی جو ایک
بڑا عالم ہے مالکی مذہب کا اسکو بُری بدعت کہا اور اسکی مذمت میں ایک مختصر
رسالہ بھی بنایا سو اس میں لکھا ہے کہ اس جشن کو بہت کھانے کے شوقیوں اور بطالوں
تراشے ہیں پھر اسکو کوئی عالم محدث اس انکار کے سبب نہ ملحد کہا نہ منکر ٹھہرایا اگرچہ
حافظ سیوطی اس رسالے کے رد میں ایک رسالہ بنائے اور اسکے دعوے کو ہوا پر اڑائے
اور اچھائی اس جشن کی ثابت کئے پر اسکے حق میں ایسے الفاظ رکیک نہ لکھے بخلاف
اس نقش کے کہ اسکو نہ حدیث سے نہ صحابہ نہ تابعین سے نہ کسی امام اہلبیت سے نہ کسی امام
صوفیہ کے حسن بصری سے غوث الاعظم تک سند ہے نہ قولاً نہ فعلاً اور نہ اسمیں وے
نیک کام جو جشن ولادت میں ہوا کرتے ہیں پائے جاتے ہیں لیکن اگر کوئی محمدی موحد
نظر کرتے فساد زمانے کے یہہ کام کرنا مناسب نتھا کہا تو ملحد کیا ہوا اور جانا چاہئے
کہ اس نقش کو چند مغربی مشرقی عالمان اپنی تیزی طبیعت سے تراشے ہیں سو انکی
تراش ایسی لازم الاتباع نہیں کہ جسکے انکار سے الحاد لازم آوے خصوصاً جب انکار
کسی دینی مصلحت اور خیر خواہی امت کے ارادے سے ہو تو وہ انکار میں عبادت اور

اللہ رسول کی خوشنودی کا کام ہوا کیا تم نہین جانتے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
عورتون کو نماز کے واسطے مسجد کو جانا روا رکھے تھے اور آنحضرت کے وقت مین یہہ کام
جاری رہا مین بعد جب لوگون کے مزاج مین فساد پیدا ہوا تب سے وہ کام جسکو سرور عالم
جائز رکھے تھے سو ممنوع ہوگیا۔ چنانچہ وہ منع اب تک باقی ہی پھر یہہ مغربی مشرقی مولویان
آپ لوگون کے پاس آنحضرت سے بڑے ہوے کہ جنکی تراش کو ایسے فساد کے زمانے مین
بھی عوام کا عقیدہ بگڑے تو بگڑے جاری رکھنا ضرور پڑا مَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ
اور نادر یہہ ہی کہ حضرت امام حسین کو اپنی دعوے کی تروار سے مارے گئے کرکے بولنے
والا اور انشاء اللہ انا مومن بولنے کے سبب شافعیونکی تکفیر کرنے والا اور قبرون کو سجدہ
کرنے والا اور مریدون سے سجدہ لینے والا اور فقط نکاح اپنی لڑکی کا کر دینے مین عیب اور
ہلکاپن سمجھنے والا اور پیغمبرون کو قلتبان کرکے بولنے والا اور اہل حدیث کی سی نماز مین انگلی
سے اشارہ کرنا حرام ہی کرکے بولنے والا۔ حالانکہ یہہ کام متواتر المعنی حدیثون سے ثابت
ہو چکا ہی اور کافرونکی مشابہت کے کام کرنے والا اور شادیون مین ہاتھہ پر کنگنہ منہہ
پر سہرہ باندھہ اور کئی برے کامون کے ساتھہ رسوائی مشہور ہونے والا اور سلام شرعی
کے درعوض عشق اللہ اور صدا را عشق بولنے والا اور حضرت بی بی کی صحنک اور رابعہ بصری
کی کھچڑی کے ساتھہ نفع و ضرر کا عقیدہ رکھنے والا وعلی ہذا القیاس بہت سے بدعت
کرنے والا آپکے پاس نہ ملحد ہوا نہ منکر رسالت کا ٹھہرا سو ویسے سرکشون گمراہون کی
تعظیم و تکریم کرتے چلے جاتے ہین یہہ بیچارہ محمدی موحد اتنی ذری بات پر وہ بھی نظر
کرتے فساد زمانے کے کہا سو ملحد اور منکر شفاعت کا آپکے پاس ٹھہرا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا
اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور جانیو مسلمانو کہ حدیثون مین آیا ہی کہ کنوا کھدوانے مین اور

بکریاں پالنے مین برکت ہی۔ جیسا جامع صغیر کے حدیثون مین آیا ہی لیکن قاضی الملک
بہادر نہ بکریان پالے نہ کنوا کھدوائے سو کیا سبب ہوگا اور نقش نعلین لکھنے مین
برکت اور حصول مقاصد ہی کر کے کسی حدیث ضعیف مین بہی نہ آیا لیکن اس بات پر
اسقدر غلو کئے کہ لوگون کو پوجے مین لگائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
اور ایک بات قابل یاد رکھنے کی ہی سُن رکھئے کہ کھینچ رکہنا اس نقش کا بیش از یز
نیست کہ بدعت مباحہ ہو کیونکہ بیجان کی تصویر کھینچنا اور رکھنا منع نہین لیکن غلو تعظیم
مین اور پرستش کے عارض ہونے کے سبب مباح جاکر حرام ہوسکے کُلُّ مَا یَجُرُّ
اِلَی الْحَرَامِ فَھُوَ حَرَامٌ ترجمہ جو چیز کہ حرام کی طرف کھینچ لیجاوے سو وہ بھی حرام ہے
اتفاقی قاعدہ ہی اور نقش نعلین کھینچ رکہنا دین کے کامون مین سے ہوتا تو صحابہ
تابعین تبع تابعین اور امامان دین کے اس کام سے محروم نہ رہتے بلکہ تکسیرات سے
ہو تو ہو جو کسی سورے یا آیات قرآنی کے عدد نکال ثلاثی رباعی یا خماسی مین بھر
رکھا کرتے ہین اور کبھو کبھو تجربے سے بعضے تاثیرات انکے تکسیرات کی کتاب مین
لکھ رکھتے کہ فلانی تعویذ رکھنے سے فلانا کام بن آتا ہی اور فلانی تعویذ رکھنے سے
دشمن مغلوب ہوجاتا ہی اور مانند اسکے سو یہ تاثیرات کبھو کبھو بعضے اشخاص
پائے اور تجربہ خواص ایسے چیزون کے ہمیشہ پائے جانا ضرور نہین اور کوئی شخص
ان تکسیرون کا یا اونکے تجربے خواص کا منکر ہوجاوے تو اوسکو منکر قرآن کا
یا آیات کا یا منکر سورے کا نہ کہینگے ایسا ہی نقش نعلین شریف کو سمجہنا چاہیئے۔

قول گلزار ہدایت امام نووی شرح مسلم مین لکھا ہی صحیح قول جسکو
امام الحرمین اور محققین اختیار کئے سو یہ ہی کہ سفر کرنا صلحا کی قبر کی زیارت کے واسطے

اوران جگہون کے جو فضیلت رکھتے ہین نہ حرام ہی نہ مکروہ **الجواب** مجھے اب تک
نہین معلوم ہوا کہ اس سفر کو نہ حرام ہی نہ مکروہ کہے سو لوگ اسپر کونسی حدیث
کو دستاویز کئے ہین کاشکے اس حدیث کو بھی ذکر کرتے تو خوب تھا انشاء اللہ
تعالی ویسی حدیث کبھی نہ ملیگی اگر فقط اپنی رائے سے یا کسی عالم کے قول یا فعل کو اسپر
سند کئے ہین جیسا خود مفتی بدر الدولہ بہادر نے سبکی کے اتّھنے کو سند کئے
نہین تو وہ ہم پر کسطرح حجت ہو سکے کیونکہ اس سفر کے حرام ہونے پر احادیث
صحیحہ صریحہ غیر منسوخہ وارد ہوے ہین ازانجملہ موطا کی حدیث ہی کہ لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ
اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِلٰى مَسْجِدِيْ هٰذَا
وَاِلٰى مَسْجِدِ اِيْلِيَا اَوْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ یعنے عمل مین نہ لایا جاوے سواری کا
اونٹ مگر تین ہی مسجدون طرف ایک تو مسجد حرام کی طرف دوسری میری
مسجد کیطرف جو یہہ ہی تیسری مسجد ایلیا کی طرف یا بیت المقدس کی طرف وازانجملہ
شیخین کی حدیث کہ لَا تُشَدُّوا الرِّحَالَ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَمَسْجِدِيْ هٰذَا یعنے کجاوے مت باندھو
مگر تین ہی مسجدون کی طرف ایک تو مسجد حرام دوسری مسجد اقصی تیسری
میری مسجد جو یہہ ہی - اور ایک حدیث مین یون آیا ہی کہ ابو ہریرہ ملاقات کیا
بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے سو کہے انہون نے کہان سے آنا ہوا تیرا تو کہا کوہ طور
سے تو کہے اگر تو جانے کے آگے مین تجھسے ملاقات کرتا تو تو ادھر نجاتا
کیونکہ مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہون کہ فرماتے لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ
اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ الحدیث دیکھو مسلمانون کو وہ طور وہ پہاڑ ہی کہ

جس پر حضرت موسی کے واسطے تجلی ربانی ہوی تھی باوجود اس شرف کے وہ جلیل القدر صحابی اسی حدیث کی سند سے اسکی زیارت کو جانے سے منع فرماتے اور قسطلانی بخاری کی شرح مین کہے اختلاف ہی سفر کرنے مین اُن تین مسجدون کے سواے دوسرے مکانون کی طرف جیسا صالحون کی زیارت کے واسطے جانا زندے ہون یا مروے اور دوسرے مکانون کی طرف جانا اور وہان نماز پڑہنا اور اُن کو تبرک ماننا سو کہے ابو محمد جوینی کہ یہہ سفر ظاہر حدیث پر نظر کرتے حرام ہی اور اسی بات کے قایل ہوے اور عالمون کی ایک جماعت بھی اسی بات کو اختیار کی ہی چنانچہ عبارت اسکی یہہ ہی کہ اُخْتُلِفَ فِی شَدِّ الرِّحَالِ اِلٰی غَیْرِھَا کَالذَّھَابِ اِلٰی زِیَارَۃِ الصَّالِحِیْنَ اَحْیَاءً اَوْ اَمْوَاتًا وَالْمَوَاضِعِ الْفَاضِلَۃِ لِقَصْدِ التَّبَرُّکِ بِھَا فَقَالَ اَبُوْ مُحَمَّدِ نِ الْجُوَیْنِیُّ یَحْرُمُ عَمَلًا بِظَاھِرِ الْحَدِیْثِ وَاخْتَارَہُ الْقَاضِیْ حُسَیْنٌ وَقَالَ بِہِ الْقَاضِیْ عِیَاضٌ وَطَائِفَۃٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالصَّحِیْحُ عِنْدَ اِمَامِ الْحَرَمَیْنِ وَغَیْرِہٖ مِنَ الشَّافِعِیَّۃِ الْجَوَازُ انتہی اور ملا علی قاری مشکوۃ کی شرح میں لکھتے ہیں قَدْ ذَھَبَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ اِلَی الْاِسْتِدْلَالِ بِہٖ اَیْ بِالْحَدِیْثِ الْمَذْکُوْرِ عَلَی الْمَنْعِ مِنَ الرِّحْلَۃِ لِزِیَارَۃِ الْمَشَاھِدِ وَقُبُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ یعنے گئے ہین بعض علما طرف مدینہ کو مستثنا کرکے متبرک جگہون اور علما و صالحین کی طرف سفر کرنے سے اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث حجۃ اللہ البالغہ مین لکھتے ہین وَالْحَقُّ عِنْدِیْ اَنَّ الْقَبْرَ وَمَحَلَّ عِبَادَۃِ وَلِیٍّ مِنْ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ

وَالطُّوْرِ وَکُلُّ ذٰلِکَ سَوَآءٌ فِی النَّهْیِ یعنے مطابق واقع کے مجھ پاس یہہ ہی
کہ قبر اور اولیاء اللہ مین سے کسی ولی کی عبادت کی جگہہ ہو اور طور یہ سب کے سب
انکی طرف سفر کرکے جانے کی منع کے باب مین برابر ہین - دیکھو مسلمان بھائیو
کہ امام الحرمین وغیرہ بے دستاویز کسی حدیث کے جواز سفر کو ان چیزون کیطرف
صحیح کہے اور ابو محمد جوینی اور قاضی حسین قاضی عیاض اور حجۃ البالغہ والے وغیرہ
احادیث صحیحہ کو دستاویز کرکے عدم جواز کو اختیار کئے اور اسکو حق کہے
اب ہم کو منصفون سے انصاف ہی کی توقع ہی اور یہہ بھی جانئے کہ اولیا کی
زیارت کے سفر کو حرام کہے سو علما ہی بڑے جلیل القدر ہین اور جایز کہے سو علما
ہی لیکن جو علما اسکی حرمت پر احادیث سند لائے ہین اور جو علما اسکے جواز
کو بے سند ذکر کئے ہین اور ظاہر ہی کہ دعوی بغیر دلیل کے کسی دیندار اور کوی عقلمند کے
پاس مقبول نہین حدیث مین بھی آیا ہی اَلْبَیِّنَۃُ لِلْمُدَّعِیْ یعنے دعوی کرنے
والے کو گواہ چاہئے جب گواہ نہو تو وہ دعوا نامسموع ہی اگر کوئی یہہ کہے کہ انکو
بھی احادیث سند ہو وینگے بغیر سند کے جواز کے قایل نہوے ہونگے تو ہم
کہتے ہین کہ فَاْتُوْا بُرْهَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اگر تم سچے ہو تو
تمہاری دلیل کو میدان مین لاو نہین تو اسکے جواز پر سند لائے تک وہ
حرمت جو حدیثون سے ثابت ہو چکی ہی اسکے قایل رہنا ضرور ہی احادیث
شریف کے آگے کسی کا قول ہو بالکل مقبول نہین ہوگا چنانچہ ایک حدیث مین
آیا ہی کہ عبداللہ ابن عباس کسی مقدمے مین کہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم فرمائے ہین تو اسکے جواب مین ایک دوسرے شخص نے کہا کہ ابوبکر

عمر ایسا کہے ہین تب عبد اللہ ابن عباس کہے کہ مین ڈرتا ہون کہین آسمان سے
پتھر نہ برسے مین کہتا ہون کہ رسول اللہ ایسا فرماتے ہین تو اسکے مقابلہ
مین کہتا ہی ابوبکر عمر ایسا کہے ہین دیکھو صاحبو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
فرمان عالیشان کے مقابلے مین شیخین جلیلین کا قول بیان کرنے مین عذاب
اترنے سے ڈرے پھر دوسرے کسی مولوی عالم کا قول حضرت کے فرمان کے
مقابلے مین ذکر کرنے سے کسقدر ڈرنا چاہئیے اور ملا علی قاری وجودیہ ملحدیہ کے
رد مین ایک رسالہ بنائے ہین سو اس مین لکھے ہین کہ اِذَا بَلَغَہُ الْحَدِیْثُ
یُعِدُّ نَفْسَہُ کَاَنَّہُ سَمِعَہُ مِنْ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی
اٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَلَا یَرْضٰی بَعْدَ تَحَقُّقِ اَمْرِہٖ اِلٰی تَقْلِیْدِ غَیْرِہٖ یعنی جب
اسکو صحیح حدیث پہنچی تو یون گنے کہ آپ گویا اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے سنا ہی پھر حضرت کا فرمودہ تحقیق ہونے کے بعد غیر کی تقلید سے
راضی نہووے ہان اگر گذارہ ہدایت والون کو بھی اپنی سند کے حدیثان یاد
ہون بیان کریں پھر جنکی سند کے حدیثان قوی تر ہووینگے انکا قول معتبر ہوگا
خواہ مانعین ہون یا مجوزین لیکن تمھارے بارہ تاویلون کو ہم نہین مانتے
نص کے مقابلے مین نص لاؤ نصوص صریحہ ہین جو دوسرے نصوص کے مخالف
نہون ایسے تاویلان کرنے لگین تو اکثر نصوص کو تاویلات کرکے انکو انکے
مقرری معنی سے پھیر سکتے ہین اور قاعدہ یہہ ہی کہ اگر کوئی نص دوسری
نص کی معارض ہووے تو ان دونون مین جو اپنے پاس قوی تر ہے
اسپر عمل کیا چاہئیے دوسرے نص مین ایسے مناسب تاویل کرے کہ دونون

اختلاف اٹھ جائے ایسا نہین کہ فتوی مین اپنے مطلب کے خلاف پڑتا ہی کرکے تاویل
اسکو بل کرے اس مین تو ادعاے نبوت کی بو پائی جاتی ہی اَلعیاذُ بِاللہِ خدا کی پناہ
چنانچہ امام شافعی اگر اپنے فتوے کو حدیث کے خلاف پاتے ہین تو اس فتوے
سے پھر گئے اور اس نص ہی کو اپنا فتوی ٹھہراتے اور امام ابو یوسف سے مرآۃ
الجنان مین نقل کئے ہین کہ کہے اپنے اخیر وقت مین پھر گیا مین ہر ایک فتوے سے
جو دیا تھا مگر اس فتوے سے نہین پھرا جو کتاب و سنت کے موافق پڑا بلکہ خود
جناب مفتی بدر الدولہ بہادر قاضی القضاۃ قاضی ارتضا علی خان بہادر فاروقی کے
فتوے کے رد مین لکھے ہین صاحب خزانہ کہ اقوال جمع می سازد قولی ذکر کردہ
ازان جواز سفر بمذہب حنفیہ متحقق نمیشود یعنے صاحب خزانہ جو قولون کو جمع کرتا
ہی سوا ایک قول ذکر کیا ہی کہ اس سے سفر زیارت کا جائز ہونا حنفیون کے پاس
نہین نکلتا الحاصل سفر زیارت قبور کے منع کے حدیثون مین بدون کسی قاعدہ
شرعی کے اپنے راے سے تاویل کرنا لایق نہین اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ جن
علما کے پاس زیارت کا سفر جایز ہی سو انکے پاس بھی اس ملک کے بزرگون کے
عرسون مین جانا بالکل جایز نہوگا کیونکہ ان دنون مین قبر کے اطراف اور قبر کے
نزدیک سیکڑون شرک و بدعت کے کام ہوا کرتے ہین سو یقینیات سے ہی
پھر ایسے کام جہان ہون وہان جانا روا نہین گو کہ آپ نکرین حدیث مین آیا ہی
مَنْ کَثَّرَ سَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنے جو شخص کسی قوم کے جماعت
کو بڑھاوے تو وہ انہین مین کا ہی کیا تم نہین جانتے کہ ولیمہ کی دعوت کو جانا سنت
[illegible] لکھے ہین کہ اگر دعوت کی جگہہ مین بدعت اور فسق کے کام جیسا

باجا نوبت ستار طنبور ڈھولک اور اسکے مانند بجتے رہین تو وہان کا جانا روا
نہین جیساکہ ہدایہ مین کہاکہ وَلَوْ عَلِمَ قَبْلَ الْحُضُوْرِ لَا یَحْضُرُ سَوَاءٌ کَانَ مُقْتَدًی
اَوْلَمْ یَکُنْ لِاَنَّہٗ لَمْ یَلْزَمْہُ حَقُّ الدَّعْوَۃِ یعنے اگر جانے کے پہلے جان چکا
کہ وہان ایسے مہملات ہین تو اس دعوت کو نجاوے برابر ہی کہ وہ لوگون کا پیشوا
ہو یا نہو کیونکہ اسپر دعوت کا حق لازم نہین ہوا اور کہا سیداسی کتاب کے
حاشئے مین کہ لِاَنَّ اِجَابَۃَ الدَّعْوَۃِ اِنَّمَا یَلْزَمُ اِذَا کَانَتِ الدَّعْوَۃُ عَلٰی
وَجْہِ السُّنَّۃِ یعنے کیونکہ دعوت کا قبول کرنا اسیوقت لازم ہوگا کہ وہ بروجہ
سنت ہوئی ہو۔ اور سلطان الاولیا شیخ عبدالقادر جیلانی غنیۃ الطالبین مین
فرماتے کہ ھٰذَا یَعْنِیْ لُزُوْمُ اِجَابَۃِ الدَّعْوَۃِ اِذَا کَانَ خَالِیًا عَنِ الْمُنْکَرِ
فَاِنْ حَضَرَتِ الْمُنْکَرَاتُ کَالطَّبْلِ وَالْمِزْمَارِ وَالْعُوْدِ وَالنَّایِ وَ
الرَّبَابِ وَالْمَعَازِفِ وَالطَّنَابِیْرِ وَالشَّبَّیْنِ وَالشَّبَابَۃِ وَالْجُفْرَانِ
الَّذِیْ یَلْعَبُ بِہِ التُّرْکُ لَا یَجْلِسُ ھُنَاکَ لِاَنَّ جَمِیْعَ ذٰلِکَ مُحَرَّمٌ
یعنے دعوت کی اجابت لازم ہوتا تب ہی کہ جب دعوت شریعت کے ناپسند چیزون
سے خالی رہے پھر اگر حاضر ہین شریعت کے ناپسند چیز جیساکہ ڈھول اور بانسلی
اور ستار اور شہنائی اور رباب اور اقسام کے ساز اور طنبورے اور شین
کہلانے والا باجا اور جفران کا باجا جیسے ترک باجتے ہین سو وہان نہ بیٹھے کیونکہ
یہ سب کے سب حرام ہین اور کہے امام غزالی منکرات ضیافت کے بیان مین
کہ وَمِنْھَا سَمَاعُ الْاَوْتَارِ وَسَمَاعُ الْقَیْنَاتِ اِلٰی اَنْ قَالَ فَلَا رُخْصَۃَ
فِی الْجُلُوْسِ فِیْ مَشَاھِدِ الْمُنْکَرَاتِ اور انہین مین سے ہی ستار کے

باجون کا اور سننا [illegible] والے زندیون کا راگ کہتا کہتا یہان تک کہا کہ پروانگی نہین ہی بیشک ان جگہون مین جہان شریعت کے ناپسند کام موجود رہین الحاصل اجابت دعوت جو سنت اتفاقی ہی اگر اس جگہہ شریعت کے ناپسند کام ہون تو اس سنت کا ادا کرنا ممنوع ہو جاتا ہی پھر دور دور سے زیارتون کو جانا جو اصل مین اتفاقی مسئلہ ہی علاوہ یہہ ہی کہ وہان شرک و بدعت کے کام بھی علانیہ ہوا کرین کب روا ہوگا پھر گلزار مین جواز سفر زیارت جو بے سند بات ہی ذکر کرنے سے شہوت پرستون شہدے مزاجون کو عرسون کو جانے [illegible] دستاویز ملی لیکن اسکے ساتھ اس بیان کو بھی مدلل ذکر کرنا ضرور تھا کیونکہ اکثر لوگ عرسون کو جاتے اور شرک و بدعت مین مبتلا ہوتے ہین لیکن کس طرح ذکر کرتے کہ اپنے کام بھی چلنا ہی یہہ گلزار یارون کے بھی قبول ہونا۔ **بیت** برائے خاطر یاران تو ان کشید شراب ۞ . . . .

قول گلزار ہدایت بعضے کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مستحب ہونا ازجملہ ان چیزون مین ہی کہ جنکا جاننا دین کی ضروری باتون مین ہی اور اسکا منکر کافر ہی۔ **الجواب** ملا علی قاری اس قول کو اور انکار زیارت کے قول کو افراط و تفریط یعنے حد سے بڑھ جانے اور حد سے گھٹ جانے مین گنتے ہین پھر یہہ دونون قول ساقط الاعتبار ہوے اور عبارت

ملا علی قاری کی [illegible] المضیہ مین یہہ ہی کہ وَقَدْ فَرَّطَ اِبْنُ التَّیْمِیَّةِ مِنَ

الْحَنَابِلَةِ حَیْثُ حَرَّمَ السَّفَرَ لِزِیَارَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

کَمَا اَفْرَطَ بَعْضُ الْفُضَلَاءِ حَیْثُ قَالَ کَوْنُ الزِّیَارَةِ قُرْبَةً

مَعْلُوْمَةً مِنَ الدِّیْنِ بِالضَّرُوْرَۃِ وَجَاحِدُھَا مَحْکُوْمٌ عَلَیْہِ بِالْکُفْرِ
یعنے حد سے گذشت گیا ابن تیمیہ حنبلیون مین سے جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
مقدس کے سفر کو حرام کہا جیسا بعضے فاضلون مین سے جو زیارت شریف کے
مقدمے مین بڑھ گئے ہین سو کہے کہ زیارت مقدس دین کے ضروری کامون مین
سے ہی اور اسکے منکر پر تکفیر کا حکم کیا جاویگا ای منصفو انصاف کرو کہ ملا علی قاری دونو
قولون کو افراط و تفریط مین گنا ایک قول کو دوسرے قول پر برتری نہین دیا
صاحب گلزار ایسے ساقط الاعتبار قول کو اپنا مختار ٹھہراتے سو اسمین ایک
انداز رکھے ہین کہ پہلے تو حافظ ابن تیمیہ کو زیارت مقدس کا منکر ٹھہرا چکے بعد
اسکے اس قول کو ذکر کئے تا بے سمجھ لوگ اسبات کو سند کر کے ابن تیمیہ کی
تکفیر کرین لیکن اسبات کا خیال نہین کئے کہ جمہور فقہا و محدثین جو زیارت مقدس
کو ضروریات دین سے نہین جانتے ہین سو اس قول کے روسے انکی بھی تکفیر یا
تجہیل ہو سکتی ہی ع شادم کہ از رقیبان دامن فشان گذشتے ؛
گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد ؛ مثل مشہور ہے غارت علی
الضَّرَّۃِ وَقَتَلَتْ بَعْلَھَا یعنے سوت پر حسد کر کے اپنے مرد کو مار ڈالی اور
فتاوی عالمگیری مین لوگون کے گرفت و گیر کے ڈر سے ایسی عبارت لکھا ہی
کہ جس سے فقط زیارت مقدسہ کا جایز ہونا صراحۃً اور اسکے واسطے سفر کرنا
کا جواز اشارۃً نکلتا ہی لیکن وہ حدیث جو مسجد النبی کی زیارت کے واسطے اسی
محل مین ذکر کئی گئی ہی سو اس سے منع بھی صاف نکلتا ہی چنانچہ اسکی عبارت
یہ ہی کہ فَاِذَا نَوٰی زِیَارَۃَ الْقَبْرِ فَلْیَنْوِ مَعَہٗ زِیَارَۃَ مَسْجِدِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ احد المساجد الثلثۃ التی
یشد الیہا الرحال وفی الحدیث لا یشد الرحال الا الی ثلثۃ
مساجد المسجد الحرام ومسجدی ہذا والمسجد الاقصی یعنے
جب کوی شخص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے تو اسکو چاہئے کہ اسکے
ساتھ مسجد النبی کی زیارت کی بھی نیت کرے کیونکہ مسجد نبوی ان تین مسجدون
مین کی ایک مسجد ہی کہ جنکی طرف فضیلت حاصل کرنے کے لئے سفر کرنا روا
ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ نہ باندہے جاوے کجاوے مگر تین مسجدون کیطرف
ایک مسجد حرام دوسری میری مسجد جو یہہ ہی تیسری مسجد اقصی دیکھو صاحبو اس
حدیث سے جو مذکور ہوی صاف سفر زیارت منع نکلتا ہی اور اسکے آگے کی
عبارت سے بجواز پر اسکے ضمن سے کراہت نکلتی ہی کیونکہ جب کہا کہ زیارت
مقدس کے قصد کے ساتھ مسجد نبوی کی بھی زیارت کا قصد کرے اس سے
اسنباط کا اشارہ معلوم ہوتا ہی کہ فقط زیارت شریف کی نیت کرنا کراہت
ہی اسواسطے اسکو بھی اسکے ساتھ شرط کے طور پر لگا دیا اور اسکے بعد وہ
حدیث جس سے زیارتون کے سفر کا منع نکلتا ہی ذکر کیا فہم من فہم
وجہل من جہل مقصود اس عاجز کا اس عبارت کے لانے سے یہی ہی کہ
جیسا شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کی تفسیق تضلیل کئے ہین ویسا ہی ایسے گول
گول باتان کرنے والے حنفیہ کی بھی تفسیق وتضلیل کرین او متعصبا غیرون
کی روح کو اسکا ثواب چڑہاوین **قول گلزار** ہدایت الحسن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے سفر کرنے کو کوئی منع نکیا مگر

ابن

ابن تیمیہ اور اسکے تابعین کہتے ہین زیارت کے واسطے سفر کرنا حرام ہے

الجواب یہان پہلے ایک ضروری بات سن لیجئے کہ حافظ مجتہد شیخ الاسلام ابن تیمیہ جو زیارت مقدس کے سفر کو حرام ہی کہا سو اسکی کونسی کتاب مین مذکور ہی سو بالکل معلوم نہوا مگر ایک دو شخص کا اسبات کو اسکی طرف منسوب کرنا اسکے حرام بولنے پر دلیل نہین ہوسکتی شاید حسد و عداوت سے اسپر بہتان کئے ہون یا بھول چوک کے اسکے نام سے لکھ دئے ہون پھر دوسرے لوگ ان ایک دو کے لکھے پر اعتماد کرکے اپنی اپنی کتابون مین اس انکار کی نسبت اسکی طرف کر بیٹھے سو شہرت ہوگئی جیسا متعہ کی حلیّۃ کی نسبت امام مالک کی طرف صاحب ہدایہ کے لکھنے سے شہرت پائی یہان تک کہ صاحب کنز اور نسفی اور صاحب عینی بھی اس سخن بے اصل کو تحقیق جانکر ذکر کئے ہین پھر ویسی ایک احتمالی بات مین ایک دو کے لکھے پر اعتماد کرکے حق اسلام لحاظ کرکے سفر زیارت مقدس کے تحریم کی نسبت ایسے بڑے محدث طرف کرنا دینداری سے بہت بعید ہی بالفرض اگر اس سے مجرد انکار ہی ثابت ہو تو اسکی تفسیق وتضلیل کیونکر ہو سکے ممکن ہی کہ اس بات کو خطائی الاجتہاد کہہ سکتے ہین سو وہ بھی دوسرے مذہب کی نسبت کرتے اسکے مذہب کی نسبت کرتے تو بالکل نہین کیونکہ وہ شاید یہہ انکار ظاہر فرمان پیغمبر خدا کی سند سے کیا ہوگا وہ تو حنبلی مذہب تھا اور حنبلی مذہب مین اکثر ظواہر نصوص پر عمل ہی۔ اور وہ حدیث جو اسکے فرضی انکار کو سند ہوسکتی ہی سو اسکو امام مالک اپنے موطا مین ذکر کئے ہین اور وہ یہہ ہے

کہ لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِلٰى مَسْجِدِيْ هٰذَا

وَاِلیٰ مَسْجِدِ اِیْلِیَا اَوْبَیْتِ الْمَقْدِسِ یعنے کام مین نہ لایا جاوے سواری
کا اونٹ مگر تین ہی مسجدون کی طرف ایک مسجد حرام دوسری میری مسجد
تیسری مسجد ایلیا یا بیت المقدس اور امام بخاری اور امام مسلم کی حدیث مین ہی

کہ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلیٰ ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِیْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ

الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی ان حدیثون سے یہی ظاہر ہی کہ سواے ان تین
مسجدون کے کسی دوسری جگہہ طرف سفر نکرے اسیواسطے بصرہ ابن
ابی بصرہ ابو ہریرہ پر طور کے جانے سے اعتراض کرکے کہے اگر مجھے تمھارے
جانے کے پہلے معلوم ہوتا تو تم کو نہ جانے دیتا کیونکہ آنحضرت تین مسجدون کے
سوا اور کسی جگہہ طرف فضیلت والے جان کے جانے سے منع فرماتے
ہین جیسا قسطلانی بخاری کی شرح مین اس قصے کو ذکر کئے ہین اور
اس منع کے عموم مین آنحضرت کی زیارت مقدس کا سفر بھی شاید ابن تیمیہ
کے اجتہاد مین داخل ہو مگر جن علما کے پاس کہ یہہ سفر جایز ہی سو دوسرے
احادیث کے سبب سے ہی جو اس سفر کو عموم منع سے خاص کئے ہین اگر دوسرے
احادیث انکے پاس ثابت نہوتے تو نظر کرتے پہلے حدیثون کے خواہ نخواہ
اس عموم منع کے دستے بھی قایل رہتے اور یہہ قایل رہنا کچھہ اہانت اور ہتک
کی راہ سے نہین ہی العیاذ باللہ بلکہ فرمان رسالت پناہی بجالانے کے قصد
سے ہی کیونکہ کوئی مسلمان آنحضرت کے موئے مبارک کی حقارت نہین کریگا
اگر کرے تو کافر ہنیگا پھر ذات شریف یا قبر شریف کی اہانت کا ہی کو کریگا جیسا
سجدے کے عموم منع کو خواہ سید المرسلین کو ہو یا آپ کے قبر شریف کو یا اور کسی مخلوق

کو اسکے عموم پر باقی رکھے ہین سو کچھ آنحضرت کی حقارت کی نیت سے نہین بلکہ آنحضرت
کے فرمان کے عموم کو خاص کرنے والے دوسرے احادیث کسی کے نزدیک
ثابت ہوتے تو البتہ اس عموم منع سے بھی سرور عالم کی ذات شریف کو یا قبر
شریف کو سجدہ کرنے کے لئے خاص کرتے کیونکہ سید المرسلین کی فرمانبرداری
عین رب العزت کی فرمانبرداری ہی ہے کہ قال اللہ تعالی مَن یُطِعِ الرَّسُولَ
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ترجمہ فرمایا اللہ صاحب نے کہ جو کوئی حکم مین چلے رسول کے
سو بیشک وہ حکم مین چلا اللہ کے۔ اور جنکے نزدیک وے حدیثان ثابت
نہ ہوتے سو وے لوگ اسی عموم منع پر رہتے پھر یئے دونون فریق خدا
و رسول ہی کے تابع ہوے ایک فرقہ دوسرے پر طعن کرنا صرف تعصب ہے
پھر اگر کوئی بیوقوف کہنے لگے کہ سرور عالم کی ذات شریف اور قبر شریف کو
عوام الناس کے برابر کر دئے کیونکہ جیسا عوام کے اور انکے قبرون کے لئے سجدہ
کو جایز نہین رکھے ویساہی آپ کے ذات مقدس اور قبر مطہر کے لئے سجدہ
کو جایز نہین رکھے پھر اس صورت مین اور قبرستان کے قبور اور آنحضرت
کی قبر شریف ایک درجے مین واقع ہوے تو اس کا جواب لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ
اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنے کے سوا اور کچھ نہین یہان بھی ایسا ہی جانا چاہئے کہ جواز
سفر زیارت قبر پیغمبر کے حدیثان ابن تیمیہ کے پاس ثابت نہوے ہونگے
یا وے حدیثان اسکے نزدیک مطعون و مجروح ہونگے اس لئے ابن تیمیہ آنحضرت
کے فرمان پر رہگیا اور عموم منع کے حدیثان جو اوپر مذکور ہوے صحیح اور مشہور
ہین جو حدیث اس قبیل کی ہوئی چارون امامون کے اصول کے قاعدے سے

۲ پر عمل کرنے مین ایمان اگر اس [illegible]

اسپر عمل کرنا واجب ہوتا ہی اور اس کا خلاف کرنا ممنوع اگر اسکے خلاف ہین ویسے ہی
قوت کے احادیث آئے ہون اور ان دونون کی تاریخ معلوم نہو تو دونون پر عمل کرنا
نہو گا کیونکہ ان مین ایک ناسخ ہوگی اور ایک منسوخ لیکن تاریخ معلوم نہونے کے
سبب سے کونسی حدیث ناسخ اور کونسی حدیث منسوخ ہی سو معلوم نہین اسلئے دونون پر
عمل نہین اگر تاریخ معلوم ہو تو پچھلی حدیث اگلی حدیث کی ناسخ ہوگی اور اگر ایک حدیث
یا حدیثان جو ان قوی اور صحیح حدیثون کے خلاف پر آئے ہین سو قوت اور صحت مین
انکے مقابل نہون تو بالکل ان قوی حدیثون کے عموم کے ناسخ نہین ہوتے لیکن
اگر وے لوگ کہ جنکے نزدیک ان مخالف حدیثون کا ثبوت ہوا ہی سو ویسے
حدیثون سے اس عموم کے بعض افراد کو مخصوص کرین تو ہو سکے پر اس عموم ماننے
والے پر طعن و مذمت متوجہ نہین ہو سکتی کیونکہ ان اگلے حدیثون کے قوت کی کوئی
حدیث انکے رد اور منسوخ کرنے پر ہرگز وارد نہین اگر آئے ہین تو بالکل انکے قوت
کی نہین لیکن کئی علما پچھلے حدیثون سے زیارت مقدس کے سفر کو ان حدیثون
کے عموم سے خاص کئے ہین پھر وے علما انکے حدیثون کے عموم کو ماننے والون
پر طعن کرین تو وہ طعن ان حدیثون پر ہوتا ہی نہ ان عموم ماننے والون پر اور
اصول مین قاعدہ مقرر ہی کہ ظاہر نصوص کے متمسک کو گمراہ نکہنا چاہئے اور کوئی
مسلمان تو کیا کوئی کافر کتابی بھی نہ کہیگا کہ کسی نبی کی قبر اس حیثیت سے کہ نبی کی
قبر ہی اسکی زیارت نکیا چاہئے یا اسکی زیارت کو بجا یا چاہئے پھر ابن تیمیہ جو
مسلمان اور مسلمان زادہ اور حنبلی مذہب اور حافظ اور مجتہد تھا ہرگز انکار کی
راہ سے نہ کہیگا کہ سید المرسلین کی قبر مبارک کی قبر ہی کر کے زیارت کے واسطے

سفر نکیا چاہئے یا اس قبر مکرم کی زیارت مقدس کو آنحضرت کی قبر معبر ہی کرکے سمجھا یا چاہئے بلکہ اگر کہا ہو تو یون کہا ہو کہ زیارت مقدس سنت ہی اور اسکے واسطے بالاستقلال سفر کرنا ان حدیثون کے عموم کے برخلاف ہی اسواسطے زیارت مقدسہ کو جانے والے کے لئے چاہئے کہ مسجد النبیؐ کی زیارت کو جانے کی نیت بھی کرے جب وہان پہنچے تو زیارت مقدس لازم ہو جاتی ہی اور احادیث شریف کے عموم کو بھی بجالانا وقوع مین آتا ہی اور زیارت مقدس کی سعادت بھی ملتی ہے اگر اس طور سے کہا ہو تو اسپر کونسی قباحت لازم آئی مگر ؎ بدنام کنندہ نیکونامی چند کا کچھ علاج نہین وَاِنْ سَلِمَ الْاِنْسَانُ مِنْ سُوْءِ نَفْسِهٖ فَمِنْ سُوْءِ ظَنِّ الْمُدَّعِيْ لَيْسَ يَسْلَمُ ترجمہ اگرچہ چاہے انسان بدی سے اپنی جان کی پس بدگمانی سے مدعی کی نہ بچیگا - یارو انصاف کرنے کا مقام ہی کہ جو شخص مسجد النبی اس حیثیت سے کہ وہ حضرت کی طرف منسوب ہی اسکی زیارت کے واسطے سفر کرنے کا قایل ہو پھر کیونکر قبر مبارک کی زیارت کے سفر کو کہ جس مین خود ذات شریف آسودہ ہی انکار کی راہ سے اسکے حرام ہونیکا قایل ہو گا اگر بالفرض حافظ ابن تیمیہ زیارت مبارک کے سفر کو آنحضرت سے انکار رکھکے منع کیا ہو تو وہ کیا بلکہ جو ایسے انکار کے ساتھ منع کرے سب کے سب کافر ہونگے اور جو اس مین شک کرے سو وہ بھی کافر ہوگا اگر احادیث کے ظواہر نصوص کے عموم کو سند کرکے منع کیا ہو تو آنحضرتؐ کے فرمان عالیشان کا عین فرمانبردار ہوا جیسا مسجد النبی کی زیارت کے سفر کے جواز کا قایل ہوکے ہمین مطیع سید المرسلینؐ ہوا اسپر کسی وجہ سے کسی کا طعن پہنچ سکتا نہین - اور حنبلیون کے پاس

تو اکثر ظواہر نصوص پر عمل ہی تاویل بتذرت کئے ہین اسیواسطے امام احمد کے
نزدیک جو شخص ایک وقت کی نماز عمدًا چھوڑے مرتد اور واجب القتل ہوتا ہی
اسباب پر احادیث شریف کے ظواہر نصوص کو سند کئے ہین ازانجملہ یہہ حدیث
ہی کہ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ ترجمہ جو شخص کہ چھوڑا نماز
کو جان بوجھہ کر سو بیشک وہ کافر ہوا - لیکن دوسرے امامان اسطرح کی حدیثون
مین تاویل کرتے ہین مگر ایک امام احمد اتنے اماموں کے برخلاف ظاہر حدیث
پر عمل کئے کہ جس سے لاکھون مسلمان کی جو نماز نہین پڑہتے یا کبھی پڑہتے کبھی
چھوڑ دیتے سو انکی تکفیر لازم آئی ہی لیکن کوئی امام انپر حرف نہین رکھا کہ تم کیون
ظاہر حدیث پر عمل کرکے اور اس مین تاویل کی گنجایش ہوتے پر بھی تاویل نکر کے
لاکھون مسلمان کو کافر ہانتے اور کسطرح کوئی شخص اجتہادی معاملون مین طعن
تشنیع کرسکیگا مگر وہی کریگا جسکو اصول سے کچھہ خبر نہین الحاصل حافظ ابن تیمیہ
بھی اگر سچ مچ حدیثون کے عموم کو سند کرکے زیارت مقدس کے سفر کو منع کیا
ہو تو اسپر طعن کرنا گویا سید الاولین و الآخرین پر طعن کرنا ہی کیونکہ وہ حضرت کے
فرمان پر عمل کیا اور وے حدیثان جو مجوزین کے پاس ثابت ہوئے سو اسکے
نزدیک نہین ثابت ہوئے ہونگے یا مطعون و مجروح ہونگے اور ویسے معاملے
حنفیون اور شافعیون مین بہت سے چلے ہین جیسا رفع یدین کے باب مین
امام شافعی کے پاس کے تین سو حدیث و آثار تک ثابت ہوئے ہین لیکن حنفیہ
ان سب کو اسقاط دئے کتنے حدیثون مین تاویل کئے کتنے حدیثون کو منسوخ ٹھہرائے
اور کتنون کو بے اصل اور اپنے پاس جو احادیث کہ اسکے خلاف ہین ثابت

ہوسے

ہوے انہین پر عمل کئے گو کہ شافعیون کے پاس ان حدیثون کا حال ویسا ہی ہی جیسا
رفع یدین کے حدیثون کا حال حنفیون کے پاس کوئی انپر اس طور کا طعن نہین
کیا اگر کوی انپر اعتراض کیا ہی تو اور طور سے کیا ہی چنانچہ ابتداء الواقف فی الاقتدا
بالمخالف مین حنفیون کے پاس ثابت ہوے سو حدیثون کے رد پر حافظ ابن تیمیہ
کے شاگرد ابن القیم کے قول کو سند کیا ہی عبارت اسکی یہہ ہی کہ اِعْلَمْ اَنَّ الْمَنْعَ
مِنَ الرَّفْعِ سَدٌّ بَابَ السُّنَّةِ مَعْنًى لِاَنَّ رَفْعَ الْيَدَيْنِ مِنَ السُّنَّةِ
الثَّابِتَةِ فِي الْكُتُبِ الصِّحَاحِ بِاَحَادِيْثَ كَثِيْرَةٍ بَلَغَتِ التَّوَاتُرَ
الْمَعْنَوِيَّ وَعَدَمُ ثُبُوْتِهِ عِنْدَ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ لَا يَرْفَعُ سُنِّيَّتَهُ
اِذْ غَايَتُهُ لَمْ يَثْبُتِ الْاَحَادِيْثُ عِنْدَهُ وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَ اَسَاطِيْنَ
الْحَدِيْثِ وَحُفَّاظِ الْاِسْلَامِ رَوَاهُ وَصَحَّحَهُ كُلُّ جِهْبِذٍ اِمَامٍ فَقَدْ قَالَ
اِبْنُ الْمَدِيْنِيِّ حَقٌّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَرْفَعُوا اَيْدِيَهُمْ وَقَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ
نَصْرٍ اَجْمَعَ عُلَمَاءُ الْاَعْصَارِ عَلٰى مَشْرُوْعِيَّةِ ذٰلِكَ اِلَّا اَهْلَ الْكُوْفَةِ
وَقَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي الْمَنَارِ اَحَادِيْثُ الْمَنْعِ مِنْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي
الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ كُلُّهَا بَاطِلَةٌ مَكْذُوْبَةٌ عَلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَا يَصِحُّ شَيْءٌ مِنْهَا
ثُمَّ سَاقَ جَمِيْعَهَا بِالتَّفْصِيْلِ وَبَيَّنَ عِلَلَهَا وَقَالَ صَاحِبُ
الْقَامُوْسِ فِي سِفْرِ السَّعَادَةِ صَحَّ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ
ثَلٰثُمِاَئَةِ حَدِيْثٍ وَاَثَرٍ یعنے جان رکھیو کہ نماز مین ہاتھہ اٹھانے کو منع کرنا
حقیقت مین سنت کے دروازے کو بند کرنا ہی کیونکہ دونون ہاتھون کا

اٹھانا ایسی سنت کے قسم سے ہی جو ثابت ہی حدیثون کی صحیح کتابون مین بہت سی
حدیثون سے جو معنی کی جہت سے متواتر ہونے کے درجے کو پہنچے ہین اور امام
ابو حنیفہ کنے انکا ثابت نہونا اسکے سنت پن کو اٹھا نہین دیتا نہایت اس مقدمے
کی یہہ کہ اُن کے وے حدیثان ثابت نہوسے تھے بات تو یہہ ہی کہ حدیث کے
علم کے ارکانون پاس اور حدیث کے حافظون کے پاس ثابت ہو چکا ہی اور ہر
پرکھنے والے پیشوانے اسکی روایت کی اور صحیح ٹھہراچکا سو ابن المدینی نے کہا
کہ مسلمانون پر لازم ہی کہ ہاتھ اٹھایا کرین اور محمد بن ابی نصرہ نے کہا کہ زمانون
کے عالمون نے اسکی مشروعیت پر اجماع کیا ہی یعنے اکٹھے ہوکے کہہ گئے
ہین کہ نماز کے بیچ رکوع مین جانے کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے
وقت ہاتھ اٹھایا کرنا شریعت سے ثابت ہی مگر کوفے والے حمیت یعنے وے
لوگ ایسے ہاتھ اٹھانے کے قایل نہین اور ابن القیم نے اپنی کتاب منار مین
کہا کہ نماز کے بیچ رکوع مین جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے منع کے حدیثین
جو جھوٹھ موٹھ باندہے گئے ہین پیغمبر خدا پر سو اُن مین کوی بھی صحیح نہین پھر ان سب
کی حدیثون کو تفصیلوار لا کے انکی علتین بیان کین اور کہا صاحب قاموس نے
سفر السعادت مین کہ نماز مین ہاتھ اٹھانے کے مقدمے مین تین سو حدیث اور
اثر صحیح ہوے ہین انتہی متعصب شافعیون سے عجب ہی کہ کبھی تو حنفیہ اور انکے
تابعین کو مالکنا یہ حضرت کی سنت کے دروازے کو بند کرنے والے ٹھہراتے
اور جب کسی مسئلہ کا جواب با صواب اپنے سے بن نہ سکے تو ابن القیم کے قول
کو جو حنبلی مذہب تھا حنفیہ کے رد پر سند لاتے اور کبھی تو اپنا مطلب فوت ہونے

کے

کے خوف سے جسکے قول کو سند گردانتے اسکے قول کو جب حاجت ہو دوسرے
کتاب میں نثار دکردیتے جیساکہ قاضی الملک مفتی بدرالدولہ بہادر نے فواید بدریہ مین
ابن القیم کے قول کو دستاویز کئے ہین چنانچہ عبارت اسکی یہہ ہی یہود کہتے
ہین کہ ذبیح اسحاق علیہ السلام تھے اور ہمارے بعضے علما بھی ایسا ہی کہتے ہین
لیکن یہہ قول ضعیف ہی اور ابن القیم اپنی کتاب زادالمعاد مین اس قول کو دس
وجہ سے رد کئے ہین انتہی لیکن گلزار مین ابن القیم پر ہیبت سے اعتراضین کئے
ہین بلکہ بالکنایہ تضلیل تک اسکی نوبت پہنچائے فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی
الْاَبْصَارِ ترجمہ اب سوچہ لو ای آنکہ والو۔ الحاصل جو احادیث کہ تواتر معنوی
کو پہنچ چکے سوان سب حدیثون کو حنفیہ اتہادے اور اسکے برخلاف حکم کئے
بقول ابن القیم جہوٹے حدیثون کو سند کرتے ہوے بلکہ بعضے حنفیہ یہان تک
غلو کئے کہ ہاتھہ اٹھانے سے نماز جاتی ہی کہے پہر ایسے لوگ کو نہ کوئی ملحد کہا
نہ گمراہ کیونکہ یہہ اجتہادی مقدمہ تہا اور ابن تیمیہ تواتر معنوی کے حد کو پہنچے سو
حدیثون کو تو نہین اٹھایا اور تین سو حدیثون کا خلاف نہ کیا جیسا حنفیہ کئے بلکہ
اگر زیارت کے سفر سے منع کیا سو بات سچ ہی تو صحیح قوی حدیثون پر عمل
کیا دس پانچ حدیثین جو قوت مین انسے کم ہین سو انکو اٹھادے یہہ لکہا ہوا
اگر وے احادیث اسکے پاس ثابت ہی نہون تو کسی حدیث کو اٹھایا بھی
نہین پہر اسپر اسقدر یورش کرنے کا سبب بالکل معلوم نہین ہوا شاید
ابن تیمیہ کو برا ٹھہرا کے محمدیون کو اسکے تابع بنا کے محمدیون کو بدنام کرنا منظور
تہا سو ایسا اسکئے لَا لِحُبِّ مُعَاوِیَۃَ بَلْ لِبُغْضِ عَلِیٍّ اور اسیطرح حنفیہ کے

متاخرین جو وہ درود ٹھہرائے اسپر انکو کوئی صریح حدیث سند نہین اور پانی کے
مقدمے مین امام مالک کو جیسی قوی حدیث سند ہی امام شافعی کو نہین باوجود
اسکے کوئی شخص حنفیہ کے متاخرین کو اور امام شافعی کو ان قوی حدیثون پر
عمل نکرنے کے سبب سے گمراہ نکہا اور حنفیون کے فقہا تنہا عورتون کی جماعت کو
مکروہ تحریمی لکھے ہین حالانکہ حدیثون سے جواز بلا کراہت ثابت ہوتا ہی چنانچہ
فتح القدیر اور ارکان اربعہ مین اس مقدمے کو بڑی تحقیق سے لکھے ہین اور کوئی
شخص ان فقیہون کو حدیثون کا خلاف کرنے کے سبب سے مخالف سنت نہین کہا اور
ہمارے تینون امام بحق محمد بولنے کو کہ جس مین جاہ کا معنی پایا جاتا ہے اپنی
راے سے صاف مکروہ لکھے ہین جیسا شرح الازہرین مذکور ہی حالانکہ حدیثون
مین اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ وَبِحَقِّ اَنْبِيَاءِكَ آیا ہی اس بات
کے سبب کوئی انپر طعن نکیا کہ یہہ حق تو حق تفضلی ہی اور معنی حقیقی کو کچھ دخل
نہین بلکہ اسکا معنی بِجَاهِ اَنْبِيَاءِكَ وَبِحُرْمَتِ اَنْبِيَاءِكَ ہی اور نماز مین التحیات
پڑہنے کے وقت انگلی سے اشارہ کرنا متواتر المعنی حدیثون سے ثابت
ہو چکا چنانچہ ملا علی قاری تزئین العبارۃ فی تحسین الاشارۃ مین اسکا بیان
تفصیلوار کئے ہین سو اسکی عبارت یہہ ہی کہ بِالْجُمْلَةِ فَهُوَ مَذْكُوْرَةٌ فِي
الصِّحَاحِ السِّتَّةِ مِمَّا كَادَ اَنْ يَّصِيْرَ مُتَوَاتِرًا بَلْ يَصِحُّ اَنْ يُّقَالَ اِنَّهٗ
مُتَوَاتِرُ الْمَعْنٰى یعنے حاصل یہہ کہ اشارہ کرنیکی حدیثان صحاح ستہ مین
اور دوسرے حدیثون کی کتابون مین مذکور ہی قریب اسکے کہ وے
احادیث متواتر ہو وین بلکہ صحیح بات یہہ ہی کہ کہا جاوے کہ اس بابت کی

حدیثوں مین معنی کے رو سے تواتر ہی با این کیدانی والا کہتا ہی کہ حرم الاشارۃ بالسّبابۃ کاہل الحدیث یعنے محدثین اشارہ کئے سیر لکھا اشارہ کرنا حرام ہی اللہ اکبر سرور عالم کے فعل کو جو احادیث متواتر المعنی سے ثابت ہو چکا بغیر دستاویز کسی حدیث کے کیدانی والا حرام کہہ دیا تسپر کوی اسکو نہ کافر کہا نہ منکر نہ ملحد نہ بے دین بلکہ اسکی طرف سے معذرت کرنے والے یہی معذرت کئے کہ شاید اسکو اشارے کے احادیث نہ پہنچے ہونگے بیچارہ حافظ ابن تیمیہ اگر سفر زیارت کا انکار کیا ہوا احادیث صحیح صریح کے سند سے تو کیا ہوا اور دس پانچ حدیث جو جواز سفر پر دلالت کرتے ہین سو اسکے پاس ثابت ہوے نہو نگے یا مطعون و مجروح ہونگے بل ہے لوگون کی جراءت کہ اسکو بے یار و مددگار دیکھ لیکے اسکے حق مین نالایق الفاظ کہنے لگے اور حق اسلام خوب بجا لائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قول گلزار ہدایت بندہ عاصی کہتا ہی سبکی کا اٹھنا اسکے جواز پر دلالت کرتا ہی **الجواب** کسی کام کو سبکی کا کرنا اس کام کے جایز ہونے پر دلیل نہین ہوسکتی پھر قابل پیروی کرنے کے کب ہوا امام غزالی نے فرمایا لَا یَجُوْزُ اَنْ یُقَلِّدَ الْاِنْسَانُ فِی الدِّیْنِ اِلَّا مَنْ هُوَ مَعْصُوْمٌ وَهُوَ صَاحِبُ الشَّرِیْعَۃِ اَوْمَنْ شَهِدَ لَهٗ صَاحِبُ الشَّرِیْعَۃِ بِالْخَیْرِ وَهُمْ اَهْلُ الْقُرُوْنِ الثَّلٰثَۃِ یعنے جایز نہین کسی آدمی کو کہ تقلید کرے کسیکی دین کے مقدمے مین مگر جو معصوم ہو وہ صاحب شریعت ہی سو اسکی تقلید کرے یا اسکی تقلید کرے کہ جسکی بہتری پر خود صاحب شریعت گواہی دیئے ہو وین جیسے تینون زمانے والے صحابہ تابعین تبع تابعین اور سبکی تو نہ معصوم ہین

نہ ان تینون زمانے والے ہین کے پہر مجردان کے اٹھنے کو جو دین مین تازی بدعت ہی جواز کی دلیل ٹھہرا کے آپ ہی اٹھنا علم کی بات نہین اسپر علاوہ یہہ ہی کہ ابن حجر مکی اپنے فتاوے مین اور شیخ نور الدین علی شبر املسی مواہب اللدنیۃ کے حاشیہ مین اس اٹھنے کو بدعت بے اصل ٹھہرائے ہین چنانچہ اس بات کو خود جناب مفتی صاحب نے اسی گلزار مین نقل کئے ہین اور ابن حجر مکی اس اٹھنے کو بدعت بے سند ٹھہرا کے کہے کہ خواص کو لایق ہی نہین کہ ایسا کرین کیونکہ عوام اسکو مستحب سمجہہ لینگے انتہی اور نفس الامری مستحب کو لزوم کے طور پر کرنے سے عوام اسکو سنت سمجہنے کا ڈر ہو تو مکروہ ہونا چاہئے جیسا در المختار مین کہا وَسَجْدَةُ الشُّكْرِ مُسْتَحَبَّةٌ بِهِ يُفْتَى لٰكِنَّهَا تُكْرَهُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ لِاَنَّ الْجَهَلَةَ يَعْتَقِدُ وْنَهَا سُنَّةً اَوْ وَاجِبَةً وَكُلُّ مُبَاحٍ يُؤَدِّيْ اِلَيْهِ فَمَكْرُوْهٌ بلکہ مولوی اسلمی صاحب ایتی کے سیفین کے قول کے موافق کہ استحباب مکروہ کفر است یعنے مکروہ کو مستحب سمجہنا کفر ہی نہ اٹھنا ہی ضرور ہو کیونکہ جب علما اور قاضیان اٹھنے لگین تو اسکو عوام مستحب بلکہ سنت اور واجب سمجہنے کا ڈر ہی جب اسکو مستحب یا سنت جانینگے تو کفر مین پڑینگے کیونکہ بدعت کو مستحب جاننے اور جو شخص انکے کفر مین پڑنے کا سبب ہووے سو اس کا حکم کچہہ چہپا نہین بلکہ کسی کام مین سنت پن اور بدعت پن کے وجوہ پائے جاوین تو اسکو چہوڑ دینا لازم ہی چنانچہ ملا علی قاری کہے ہین اَلْفِعْلُ اِذَا دَارَ بَيْنَ السُّنَّةِ وَالْبِدْعَةِ فَالتَّرْكُ اَوْلٰى لِاَنَّ تَرْكَ الْبِدْعَةِ وَاجِبٌ فَتَحْصِيْلُ الْوَاجِبِ اَوْلٰى مِنْ تَحْصِيْلِ السُّنَّةِ یعنے جب کوئی کام سنت اور بدعت مین دائر

پھرے تو اس کا چھوڑنا بہتر ہی کیونکہ بدعت کو چھوڑنا واجب ہی سو واجب کو حاصل
کرنا سنت کو حاصل کرنے سے بہتر ہی اور یہہ اٹھنا نہ سنت ہی نہ مستحب بلکہ جمہور کے
قول سے بدعت اور سبکی کے فعل کے دستاویز سے باغبانِ گلزار کے عندیہ
مین مباح پھر قاضیون اور مفتیون کو اس کا چھوڑنا ہی لازم ہوا اور یہہ بھی جاننے
کہ باغبان گلزار کے لکھے سے لازم آتا ہی کہ یہہ اٹھنا بدعت و ضلالت ہی کیونکہ
انہون ہی جمہور کے قول سے اسکی بدعت پن کو ثابت کئے اور سبکی کے فعل سے
اسکی اباحت کو پھر جو کام بدعت اور اباحت مین مارا مارا پھرے سو بدعت ضلالت
(مباح کرنا ۱۲)
نہو تو کیا ہو اور شیخ ابن الہام نے فتح القدیر مین کہا مَا تَرَدَّدَ بَيْنَ السُّنَّةِ
وَالْبِدْعَةِ فَتَرْكُهُ لَازِمٌ لِاَنَّ تَرْكَ الْبِدْعَةِ لَازِمٌ وَاَدَاءُ
السُّنَّةِ غَيْرُ لَازِمٍ یعنے جو کام مارا مارے پھرے سنت مین اور بدعت
مین سو اسکو چھوڑنا لازم ہی کیونکہ بدعت کو چھوڑ دینا لازم ہی اور سنت کو ادا
کرنا غیر لازم پھر جو چیز بدعت اور جواز مین مارا مارے پھرے سو اس چیز کا
چھوڑنا بطریق اولی لازم تر ہوا خصوصاً جب جواز اس چیز کا کسی عالم کے ایکبار
کرنے سے ثابت ہوا ہو نہ دوسری کوئی دلیل سے اور بدعت پن اسکا
محققین کے اقوال سے اور عموم احادیث سے ثابت ہوا ہو تو اسکو چھوڑنا
نہایت لازم تر ہوا پھر کوئی اسکے کرنے کو نہ چھوڑے تو بدعتی بنا اور اسمین
اور بھی بہت سے مناقشے ہین کہ جس نے باغبان گلزاری کے لکھے سے جمہور علما
کی جو اس اٹھنے کو بدعت ٹھہراتے ہین تفسیق و تضلیل لازم آتی ہی بلکہ ایک
طور سے حضرت کی تعظیم کا انکار بھی لازم آتا ہی اور اس اٹھنے کو قرآن شریف

لانے کے وقت اٹھ کھڑے رہنے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہی کیونکہ
اگر قرآن کے لے آنے سے لوگون کے اٹھ کھڑے رہنے پر سرور عالم کی تشریف لانے
اٹھ کھڑے رہنے کو قیاس کئے ہوتے تو ہو سکتا کیونکہ اس صورت مین حسی
عیانی کا قیاس حسی عیانی پر ہوتا ہی یہان تو ایسا نہین بلکہ قرآن کو حس و عیان
مین کسی کے پاس لے آنے پر تولد شریف کا وقت خیال مین لانے کو قیاس کرکے
حسی معاملے مین اٹھ کھڑے ہونے پر خیالی معاملے اُٹھ کھڑے رہنے کو قیاس کئے
ہین خیالی مقدمے کا قیاس عیانی مقدمے پر کیونکر صحیح ہوگا مثال اسکی ایسی ہے
کہ ایک شخص کسی بزرگ کے سچ مچ تشریف لانے سے لوگ انکی خدمت بجا لانے
کو دیکھکے دوسری جگہہ اپنے خیال مین اس بزرگ کے تشریف لانے کا تصور
باندھکے خدمت کرنا شروع کرے تو البتہ عقل و نقل مین کوی شخص اس
قیاس کو مسلم نرکھیگا اس بابت مین اسکی اقتدا تو کاہیکو کریگا اور قرآن
شریف کی تعظیم کے واسطے اٹھنے کا مقدمہ بھی اختلافی ہی کوی مستحب کہا کوی بدعت
چھتیس نوع کے آخر مین اتقان کے ہی جو حافظ سیوطی سے ہی قَالَ عِزُّ
الدِّینِ ابْنُ عَبْدِ السَّلَامِ فِی الْقَوَاعِدِ اِنَّ الْقِیَامَ لِلْمُصْحَفِ بِدْعَۃٌ
لَمْ تُعْہَدْ فِی الصَّدْرِ الْاَوَّلِ یعنے کہا سلطان العلما عز الدین ابن عبد السلام
قواعد کے کتاب مین کہ اٹھنا قرآن مجید کے واسطے بدعت ہی کہ مشہور نہین صدر
اول مین اور ان دونون مین مارے پھرنے کے حکم کو ہم قریب بیان کرچکے
اب یہان ایک سمجھنے کی بات ہی کہ جب کوی مصحف لاوے تو بیٹھے ہوے لوگ
اسکی تعظیم کے واسطے اٹھنے کو بعض علما مستحب لکھے ہین نہ قرآن لایا نہ قرآن آیا

کہین تو ایسا ہی سرور عالم کی ذات شریف عرصۂ وجود مین اگر عالم و عالمیون کو
نورانی کرنے کے وقت آپکی تعظیم کے ارادہ سے اٹھتے تو ہو سکتا تھا لیکن آپ
پیدا ہوے یا حضرت آمنہ آپ کو جنے کرکے کوی شخص زبان سے نکالتے ہی
تعظیم کے واسطے اٹھنے کی بات ہی سو عقل و نقل کے خلاف ہی جیسا قرآن لایا
یا قرآن آیا بولتے ہی اٹھنا عقل و نقل کے خلاف ہی اسکے سوا تمام دن مین متعدد
مجلسون مین دس بار اسبات کو ذکر کرین تو اٹھتے نہین سال کو ایکبار نواب ہی
کی مجلس مین آپکی تعظیم کے واسطے اٹھنا دوسرے دفعات مین نہ اٹھنا اسکو کیا کہئے
کیا حضرت کی تعظیم نواب ہی کی مجلس مین سال کو ایکبار کرنا ہی اور دوسرے اوقات
مین نکرنا ایسا اٹھنا تعظیم کی علامت ہو تو لازم یہہ تھا کہ جب ایسا ذکر آوے اٹھا کرین
جیسا آپ کا مبارک نام جب سنین تو درود پڑہنا ہی مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ
اب کے بعض بے علم ہندی خطیبان جمعہ کا خطبہ پڑہتے پڑہتے سید العالمین اور خلفاے
راشدین کی مبارک ذکر کرکے بادشاہ کی دعا کا مضمون پڑہتے وقت نیچے کی سیڑہی
پر اترکے بادشاہ کو دعا دیکے پھر اوپر کی سیڑہی پر چلے جاتے ہین اسکا سبب
پوچھے تو کہتے ہین کہ تعظیم کی نیت سے یعنے جس محل مین سرور عالم اور آل و
اصحاب کے مبارک نام لیتے ہین اس محل مین بادشاہ کا نام لینا ایک نوع کی برابری
ہوتی ہی یہہ بے ادبی ہی اس لئے ہم اترتے چڑہتے ہین حالانکہ وہی خطیبون نے
ایک ہی جانے پر بیٹھے ہوے خدا یتعالی کا نام پاک اور سید المرسلین کا مقدس
نام لینے اور بادشاہ کا بلکہ فرعون و دجال کا قصہ بھی وہین بیٹھے ہوے بیان
کرنے انکو ضرور تھا کہ خدا و رسول کا نام لئے سو جگہہ سے سرک کر دوسری جگہہ پر بادشاہ

وغیرہ

وغیرہ کا نام لیوین یہان تو برابر کر دیتے جہان لغو حرکت کرنا ممنوع ہی وہان اترتے
چڑہتے عجب دینداری ہی عجب دانائی دوسری بات یہہ ہی کہ یہہ اترنا چڑہنا
حسن ادب ہی تو سواے اجاڑ ہند کے اور اقلیم کے مسلمان عالمان محدثان
فقہا خطیبان سب کے سب تارک ہوتے ہین حسن ادب کے العیاذ باللہ بیت
بکہ بودم وباکہ پرداختیم ٭ کجا بود اشہب کجا تاختیم ٭ الحاصل یہہ سب علمی تقریر
تہی اب ہم اس سے تنزل کرکے حسن ظن سے کہتے ہین کہ سبکی نے جو کسی وقت اٹہے
تہے سو شاید یہہ کام انسے غلبۂ حال مین ہوا ہوگا جیسا ایک صحابی غلبۂ حال مین اکیبارٗ
قبر شریف پر اپنا منہہ رکہہ دئے تہے اور مغلوب الحال معذور ہی کہ لَا یُوَاخَذُ
اَلْعَاشِقُ بِمَا صَدَرَ مِنْهُ ترجمہ نہین پکڑا جاتا ہی عاشق اسپر جو اس سے صادر ہو
پہر انکا فعل عوام سنت یا مستحب سمجہنے کے خوف سے نہ سند کرنے کے قابل ہی پیروی
کے لایق اور یہہ بہی جاننا چاہیے کہ حضور شریف مین ذات مقدس کے لئے اٹھ کہڑے
ہونا صحابہ کی عادت نہ تہی اور تولد شریف کا ذکر آیا تو اٹھ کہڑے ہونے کی عادت
نہ صحابہ کی تہی نہ تابعین کی نہ تبع تابعین کی نہ اہل بیت کے اماموں کی نہ چار مذہب
کے اماموں کی اور حسن بصری سے لیکے غوث الاعظم تک کی تہی اور نہ انکے بعد
کے اولیا اور علما اور محدثون اور مجتہدون کی بلکہ جناب مفتی صاحب ہی کے لکہے
سے علما تو اسکو بدعت بے اصل ٹہرا چکے ہین پہر ایک سبکی کا اٹھ کہڑے
ہونا جو ہزارون اماموں کے اقوال و افعال کے برخلاف ہی دین کے کامون مین
حجت نہین ہو سکتا اور سید المرسلین صلعم کی تعظیم جو عین ایمان ہی اور دین کے مقوم
سو اس تعظیم کے آداب اللہ اور اسکے حبیب فرمائے موافق کیا چاہئے نہ اپنے

دل سے کیونکہ اپنے دل سے ایک کام تراشکے بدون غلبۂ حال کے اسکو عمل مین لانا
اور اسکو دین کے ادب مین داخل کرنا نئی شریعت نکالنا ہی فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی
الْاَبْصَارِ **قول گلزار ہدایت** لیکن ابن القیم نے ایک چیز کو جو چہوڑ دیا
اس کا سبب معلوم نہوا نماز کے رکوع سجود قیام کی تقسیم کیا نماز کے قعود کو کیا واسطے
چہوڑ دیا دو زانو بیٹھنا بھی نماز کے ہیئتون مین ایک ہیئة ہی اسکے قول کے نظر کرنے
استاد کے روبرو دو زانو بیٹھنا بھی شرک ہوا شاید اپنا استاد ابن تیمیہ
اس امر کو اپنے واسطے ٹھہرایا ہی کرکے اسکو چہوڑ دیا۔ **الجواب** سرور
عالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم رکوع سجود قیام ہیئة نماز سے غیر اللہ کے لئے منع
فرمائے سو ابن القیم بھی آنحضرت کے فرمان عالیشان کے دستاویز صحیح سے
انہین کا مونکو منع لکھا حضرت علیہ الصلوٰة والسلام کسی کے سامہنے دو زانو
بیٹھنے سے منع نہین کئے سو ابن القیم بھی آنحضرت کی پیروی کرتے منع نہین لکھا ہی
ایسی بات کے لکھنے سے جو اسپر اعتراض کئے سو حقیقت مین اعتراض اسپر
نہین کئے بلکہ در پردہ آنحضرت پر کئے ای مسلمان بھائیو اب اس مقدمے کو تفصیل
وار بیان کرتا ہون کان لگاکے سنیو کہ عبادت کے کام تین قسم پر ہین تذلیلی
تروبیفی ترویحی تذلیلی کامون کا مثال سجدہ دعا رکوع اور ہاتھ باندھکے
تصویر کے سیر نکھا کھڑے رہنا اور ایک مخصوص گھر کو قبلہ ٹھہرا کے اسکے آس پاس
پہرنا۔ تروبیفی کامونکا مثال غسل وضو نماز روزہ حج زکوٰة اور عید الضحی کی نماز کے
واسطے نہر چلے جانا۔ ترویحی کامونکا مثال نماز مین دو قعدے بیٹھنا افطار
کرنا اور افطار کرنے مین تعجیل کرنا اور سحر کرنا اور سحر کرنے مین تعجیل کرنا اور

گر مبوت کے ظہر مین ابراد اور مطلق صبح مین اسفار اور تراویح کے دو دوگانون کے درمیان
آرام پانا اور عید الفطر کی نماز کو کھانا کھا کے اگر جی چاہے تو نفل نماز بیٹھ کے پڑہنا
لیکن تذلیلی کام بندگی کے اقصی الغایت مین واقع ہوے ہین اور تزویجی کام وسط نہایت درجہ"
مین ہین اور تزویجی کام بہت درجے کے درجے مین ہین اسواسطے تزویجی کوی کام
کی صورت ایک بندہ دوسرے بندے کا ادب کرتے ہوے بجا لانے سے کچھ
قباحت نہین آتی اسیواسطے احادیث مین ان کامون کا غیر کے واسطے کرنے
منع نہین آیا برخلاف تذلیلی اور تزویجی کامون کی دوسری بات یہہ ہی کہ کسی بیٹھے
کے روبرو بیٹھے تو اس حالت خاص مین اسکے ساتھہ صورت مین برابری مقابلہ ہوتا
ہی گو کہ رتبے مین برابر نہو لیکن کسی بیٹھے کے سامہنے کہڑے رہے تو ظاہر ہی کہ
کھڑے رہنے کی حالت مین تساوی نہین پھر جب اس بیٹھے ہوے کے حکم پر یا
اسکی خوشنودی اس مین جانکر ذلت کے مقام مین کھڑا ہو رہے تو البتہ تساوی کی
حالت سے دور بندگی کی حالت سے نزدیک ہی پھر جب نماز کے طور پر کھڑے ہو وے
تو بندگی کی صورت مین کھڑا ہوا ہی یہہ عبادت صوری بھی بندے کی طرف سے
اللہ ہی کا حق ہی سو اسکو بندہ بندے کے واسطے کرنا روا نہین جیسا ملا علی قاری عین
العلم کی شرح مین لکھا سو عبارت اسکی یہہ ہی کما لا یجوز ان یسجد احد لاحد
لا یجوز ان یرکع وکذا القیام علی ہیئۃ الوقوف فی الصلوۃ
یعنے جیسا کوی شخص کسی غیر اللہ کے واسطے سجدہ کرنا جایز نہین ویسا ہی جایز نہین
رکوع کرنا اور ایسا ہی نماز کی ہیئت پر کھڑے رہنا جایز نہین مگر کھڑے ہو کے
ساتھہ کھڑے رہنا تساوی کی حال کی نسبت سے کچھ قباحت نہین مگر بطور نماز

کھڑے رہنے سے وہی اگلی قباحت لازم آتی ہی لیکن جب تک کوئی کھڑا رہے اور
۲ دوسرا شخص اسکے حضور مین بیٹھے ہی نا تو اسکے کئی صورتین ہین ایک تو وہ کہ کھڑا
ہوا شخص سرکش ہوا اور یہہ بدعت اپنے تکبر اور دوسرے کی ذلت کے لئے ٹھہرایا
ہو تو اسکے حق مین بدتر گناہ ہی حدیث قدسی مین آیا کہ اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِیْ وَ
الْعَظْمَةُ اِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ فِيْهِمَا اَلْقَيْتُهُ فِیْ نَارِیْ اور بدعت
کی رعایت کرنے والونکی حالت مختلف رہیگی پھر اسی کی موافق مباح اور مکروہ
سے لیکے حرام شرک تک ہو سکتا ہی دوسری صورت یہہ کہ وہ کھڑا ہوا شخص
دین کے بزرگون سے ہووے نہ جبارون مین کا اور اسکے پاس کوی بدعتی نشست
برخواست کا قید نہووے لیکن اس شخص کو کھڑا ہوا دیکھ کے آپ سے آپ اسکے
روبرو بیٹھنے کو مروت نجانتے اور قانون ادب بزرگان دین سے دور جانتے
ہووین تو اسکا کچھ مضایقہ نہین ہی تیسری صورت خوشامد ہی اسکی بدی ظاہر
ہی جب یہہ معلوم ہو چکا باقی باتون کو اسی پر قیاس کرنا آسان ہو گیا اور رکوع ذلت
مین قیام سے بڑھکر ہی جیسا سجود کا حال رکوع سے بڑھکر اسواسطے غیر اللہ کی تعظیم کے
لئے سجود بالکل جایز نہین اور قعدے کو سجود اور رکوع اور قیام بہیئۃ نماز کے برابر نہ
گننے کا طعن جو ابن القیم پر ہوا ہی سو فقط اسپر نہین دور تک پہنچتا ہی کیونکہ ان سب
فقہا اور محدثین کو بھی شامل ہی جو رکوع اور سجود اور قیام بہیئۃ نماز کو غیر اللہ کے
واسطے کرنے کو فسق سے لیکے شرک تک گنے ہین اور مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ
النَّاسُ قِيَامًا ترجمہ جسکو خوش لگے کہ لوگ اسکے سامنے تصویر کیطرح کھڑے
رہین، تو بنالیوے اپنا ٹھکانا دوزخ مین، کی حدیث کی سند سے بیٹھے ہوئے کے

ساجھنے اسکی تعظیم کی نیت سے دست بستہ کھڑے رہنے کو حرام لکھہ دئے ہین لیکن
کہیں نے انہین سے دوزانو بیٹھنے کو کسی کے ادب کے ارادے سے مکروہ بھی نہین لکھا سو ان
سب پر یہہ طعن ہو سکتا ہی بلکہ اس طعن کا منہہ وہان تک کھلا ہی کہ کیون سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع اور سجود اور قیام بہیئۃ نماز سے جو نماز کے ارکانون سے
ہین غیر اللہ کی تعظیم کے واسطے ہووے تو منع فرمائے اور قعدہ بھی جو نماز کے رکنون مین
سے آخری رکن ہی اسکو اللہ ہی کی عبادت کے واسطے خاص نکئے اور غیر اللہ کی
خدمت مین ویسا جلسہ کرنے سے منع نہین کئے بلکہ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کبھو کبھو اصحاب کے ساتھہ بات چیت فرمانے کے وقت دوزانو بیٹھا کرتے تھے
اور صحابہ حضرت کے حضور بھی کبھو کبھو دوزانو بیٹھا کرتے تھے بلکہ حضرت جبرئیل ایکبار
سرور عالم کے سامھنے دوزانو بہیئۃ نماز بیٹھے ہین جیسا فتح الباری مین حدیث جبرئیل
کی شرح مین مذکور ہی اور عبارت اسکی یہہ ہی فی روایۃ لسلیمان التیمی فی
حدیث جبرئیل حتی اتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحضر من
الصحابۃ یعلم الناس لا یردونہ ثم لیس علیہ شعثاء السفر
ولیس من البلد فتخطی حتی برک بین یدی النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کما یجلس احدنا فی الصلوۃ القصہ کسی پر طعن ایسا نکیا
چاہئے جو دور تک پہنچے ان سب تحریرون سے یہہ ظاہر ہوا کہ ایسا بیٹھنا ان کامون مین
سے نہین جو اللہ کی تعظیم کے واسطے شریعت مین متعین ہوئے ہین جیسا رکوع اور سجود
اور ہاتھہ باندھے ہو فروتنی کے ساتھہ کھڑے رہنا ہی لیکن اللہ کے سامھنے ایسا
بیٹھنے والے کی نیت اسکی عبادت کی رہتی ہی اور استاد وغیرہ کے سامھنے

اسکی تکریم اور اپنا حسن ادب ظاہر کرنے کا ارادہ رہتا ہی نیت جدی رہنے سے یہان اباحت آگئی بخلاف سجود رکوع قیام دست بستہ کے کہ ہرچند نیت کسی کی عبادت کی نرہے پر غیر کی تعظیم کے واسطے کرنا ممنوع ہی اور اسکی مثال شکر گذاری ہی کہ وہ اللہ کی عمدہ عبادت ہی اور بندے کی شکر گذاری اسکے احسان کی جزا ہی۔ اگر کوئی کتابی مزاج کہنے لگے کہ تمھارے پیغمبر جو فرماتے کہ مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ یعنے جو بندے کا شکر نکیا وہ اللہ کا شکر نہ کیا سو لوگ اپنی شکر گذاری کیا کرنا کرکے فرماتے ہین تو اسکا جواب **ع** جواب جاہلان باشد خموشی

نکتہ جاننا چاہئے کہ سجود رکوع قیام ہیئت نماز اللہ کے سوائے دوسرے کسیکی خدمت مین کرنے کے لئے شرع مین ذکر نہین آیا یعنے کسیکو سجدہ کرو یا رکوع کرو یا اسکی خدمت مین دست بستہ کھڑے رہا کرو کرکے نہین آیا بلکہ یہ کام اللہ کے واسطے کرو کرکے آیا کہ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ وَارْکَعُوْا ترجمہ کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے۔ اور سجدہ کرو اللہ کو اور رکوع کرو۔ یہہ اس بات کی طرف اشارہ ہی کہ دو زانو بیٹھنے کی صورت مشترکہ افعال سے ہی نہ مخصوصہ اعمال سے حاصل یہہ کہ شریعت مین جن کامونکا غیر اللہ کے ساتھ کرنا شرک کرکے آیا ہو سو اسیطرح ماننا چاہئے اور جسکی اجازت آئی ہی سو اسکو اسیطرح یہ سمجھے اپنے قیاس ناقص کو اور عقل نادرست کو ایسے مقدمات مین دخل دیکے غیر جایز کو جایز جایز کو غیر جایز نہ ٹھہرائے **ع** بے حکم شرع آب خوردن خطا ست ٭ دگر خون بفتوی بریزی روا ست ٭ **قول گلزار ہدایت** اور ایسا ہی سلاطین وغیرہ کے

روبرو بے ضرورت تکبر اور نخوت کی راہ کرتے کھڑے ہونا حرام ہونے مین ہم کو کچھ
کلام نہین **الجواب** اس قول مین تکبر اور نخوت کی نسبت ان لوگون کی طرف
معلوم ہوتی ہی جو بادشاہون کے روبرو کھڑے رہا کرتے ہین حالانکہ وے بیچارے
تو بہت ڈرتے ہوے عاجزی اور ذلت کے ساتھ کھڑے رہتے ہین سو انکو
تکبر و نخوت سے کیا علاقہ بلکہ تکبر و نخوت کی نسبت بادشاہون کی طرف کیا چاہئے
کیونکہ وے لوگ بڑے تکبر و نخوت و غرور فرعونی سے مسند عزت و افتخار پر گاؤ
تکیہ لگا کے بیٹھے ہوے دوسرے غربا اور مساکین کو اپنے روبرو کھڑے رہنے کا
دستور ٹھہراتے ہین۔ **قول گلزار ہدایت** ہم کو سخن اسمین ہی جو
ابن القیم نے کہا کہ انکار یعنے سجدہ رکوع قیام کا مجرد فعل کفر ہی **الجواب**
ابن القیم مطلق قیام کو کسی کام کے واسطے ہو یا مجرد حد رکوع تک جھکنے کو کسی
وجہ کرتے اور کسی سبب کرتے ہو کب حرام کہا جو مجرد قیام اور رکوع اور سجود
کو کفر بولنے کی نسبت اسکی طرف کئے بلکہ وہ تو ان تینو کامون کو کفر یا حرام کہا ہی تو
تضمنی یا تصریحی قیدون کے ساتھ کہا ہی چنانچہ اسکا قول جو ہدی خیر العباد مین
ہی سو یہی ہی کہ صَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّهْيُ عَنِ الْقِيَامِ وَهُوَ
جَالِسٌ كَمَا يُعَظِّمُ الْأَعَاجِمُ بَعْضُهَا لِبَعْضٍ اِلٰى اَنْ قَالَ فَكَيْفَ اِذَا
كَانَ الْقِيَامُ تَعْظِيمًا وَعُبُودِيَّةً لِغَيْرِهِ یعنے صحیح ہوا سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ منع فرماتے کھڑے رہنے سے جب آپ تشریف رکھے ہوئے ہون
جیسا کہ کوئی عجمی کسی عجمی کے لئے کھڑے رہا کرتا ہی کہتا کہتا یہان تک کہا کہ پھر اللہ
کے غیر کی تعظیم اور بندگی کے لئے کھڑے رہنے کا حال کیونکر ہوگا یعنے بدتر ہوگا

دیکھو صاحبو ابن القیم تو یہان قیام کو عبودیت کے قید سے مقید کیا اور دوسرے مقام
مین کہا کہ اَشرَفُ العُبُودِیَّةِ الصَّلٰوةُ وَقَد تَقَاسَمَهَا المُتَشَيِّخُونَ وَ
المُتَشَبِّهُونَ بِالعُلَمَاءِ وَالجَبَابِرَةِ فَاَخَذَ المُتَشَيِّخُونَ اَشرَفَ مَا فِيهَا
فَهُوَ السُّجُودُ وَاَخَذَ المُتَشَبِّهُونَ بِالعُلَمَاءِ مِنهَا الرُّكُوعَ فَاِذَا لَقِيَ بَعضُهُم
بَعضًا رَكَعَ لَهُ كَمَا يَركَعُ المُصَلِّي لِرَبِّهِ سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَاَخَذَ الجَبَابِرَةُ
مِنهَا القِيَامَ فَيَقُومُ الاَحرَارُ وَالعَبِيدُ عَلٰى رُؤُسِهِم عُبُودِيَّةً لَهُم
وَهُم جُلُوسٌ وَقَد نَهٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَن هٰذِهِ الاُمُورِ
الثَّلٰثَةِ عَلَى التَّفصِيلِ یعنے اور عبادتون مین سے اشرف اور بڑی عبادت
نماز ہی سو اسکو بانٹ لئے جہوٹے مکری مشایخ اور عالمون کے بھیس والے اور
متکبر امیران سو جہوٹے مکری مشایخ اس مین کی بڑی بزرگ چیز کو جو سجدہ
ہی اپنے واسطے ٹھہرا لئے اور عالمون کے بھیس والے اسمین رکوع کو اپنے لئے
ٹھہرا لئے پھر جب انمین کا ایک دوسرے سے ملتا ہی تو رکوع کرتا ہی اسکو برابر ویسا ہی
جیسا مصلی اپنے رب کے لئے رکوع کرتا ہی اور متکبر امیران اس مین سے قیام
کو اپنے لئے ٹھہرا لئے سو وے بیٹھے رہتے ہین غلامان اور ازادان انکے روبرو
انکی بندگی اور تعظیم کے قصد سے کھڑے رہتے ہین حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم ان تینون کامون سے تفصیلوار منع فرماتے ہین اب انصاف کرو مسلمان
بھائیو کہ ابن القیم کی کونسی عبارت مین مجرد سجود و رکوع قیام کفری کرکے آیا ہی
بلکہ وہ تو کسی مقام مین ضروری قید کو نہین چھوڑا خصوصًا قیام کو کتنا بڑا قید لگایا
جو کہا کہ فَیَقُومُ الاَحرَارُ وَالعَبِیدُ عَلٰی رُؤُسِهِم تَعظِيمًا وَعُبُودِيَّةً

لَهُمْ وَهُمْ جُلُوْسٌ لیکن طرفہ ماجرا یہہ ہی کہ جہان گلزار مین ابن القیم کے پورے
قول کا ترجمہ مذکور ہوا ہی سوا اس فقرے کے ترجمہ کو چہوڑ دکے ابن القیم پر اعتراض
کئے ہین کہ اس نے مجرد ان کامون کے کرنے کو کفر ٹہرایا شاید یہہ کاتب کا قصور ہے
خدا جانے کہ کاتب سے پہر کہان کہان ایسا قصور ہوگیا ہی شاید یہہ کاتب وہی
کاتب ہی جو قاضی القضاۃ مولوی ارتضا علی خان بہادر فاروقی کے فتوے کو لکہا
جسکا رد قاضی الملک مفتی بدر الدولہ بہادر نے کئے ہین اور کئی مقام مین نسبت تصرف
کرنے کی غیر کے عبارتون مین انکے طرف کئے ہین سو وہ قاضی صاحب ان تمام تصرفات
کو کاتب کے سر پر مار دئے ہین اب یہہ قاضی صاحب بہی ویسا ہی کرینگے خیر در ہر صورت
غلطی تو ہوگئی کاتب سے ہو یا مولف سے اب یہہ بہی جاننا ضرور ہی کہ اگر ابن القیم
مجرد سجود اور رکوع اور قیام بہیئۃ قیام مصلی کو کفر کہا ہوتا تو کیا برا تہا کیونکہ اسکا
مقصود لوگون کو جو ان کامون کے کرنے پر اصرار کر رہے ہین ڈرا دہا کے روکہ
رکہنا ہی اور یہہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خیر خواہی ہی کیونکہ لوگ گناہ
کرنے سے نہین ڈرتے اور گناہ کو سہل سمجہ کے ان پر اصرار کرتے اگر انکو فلانا کام حرام
ہی مت کرو کرکے کہے تو جواب دیتے ہین کہ ہم تو معصوم نہین جو صغیرہ اور کبیرہ گناہ
سے بچین اور ہم سے ایسے حرام کام اور بہی شیطان کے فریب سے ہوا کرتے ہین خدا
غفور رحیم ہی خدا تعالی لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ فرمایا ہی آخر اپنے حبیب کے
طفیل سے معاف کریگا پہر ایسونکو فلانا کام حرام ہی کرکے کہنا عبث ہی کسی حرام
کام کو کفر ہی مت کرو کرکے کہین تو شاید نکاح ٹوٹنے کے ڈر سے نہ عذاب آخرت
کے اندیشے سے چہوڑین تو چہوڑین اور ایسے محل مین کفر سے مراد کفران نعمت کہنا

ـــــ ۱ ناامید مت ہوؤ اللہ کی مہر سے ۱۲

بھی صحیح ہی کیونکہ اہل علم کے پاس قضیہ مقرری ہی کہ اَلْمَعَاصِیْ بَرِیْدُ الْکُفْرِ اور انہین وجہون سے
بعضے گناہونکا نام حدیثون مین بھی کفر کرکے آیا ہی ازانجملہ حدیث مین جامع صغیر کے ہی

قَبُوْلُ الْقَاضِیْ الرِّشْوَةَ کُفْرٌ یعنے قبول کرنا قاضی کا رشوت کو کفر ہی حالانکہ رشوت
لینا قاضی کا کفر نہین بلکہ کبیرہ ہی لیکن اسکو کفر کرکے فرماے وازانجملہ یہہ حدیث ہی کہ

لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَاءِکُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْهِ فَهُوَ کُفْرًا اَوْ فَقَدْ کَفَرَ
یعنے جو شخص جان پہچان کے اپنے کو اپنے غیر باپ کی طرف منسوب کرے تو وہ کفر کیا
یا مقرر کافر ہوا اگر تامل کی نظر سے دیکھو تو معانی کے تیکے پر نذر ہوکے ظلم و بدعت
کرنے چلے جانا کفر سے کیا کم ہی اس مین معصیت کو ہلکی جاننا صاف ظاہر ہی اِسْتِخْفَافُ
الْمَعْصِیَتِ کُفْرٌ عقاید مین امر مقرری ہی ہم فرض کئے کہ کسیکا سجدہ کرنا غیر اللہ کو یا
رکوع کرنا یا دست بستہ خشوع خضوع سے غیر اللہ کے روبرو کھڑے رہنا پہلے بار حرام
ہوگا لیکن اسکو سبک سہل جان کے بار بار عمل مین لاتے جانا کیا کفر کے قریب یا
کفر نہوگا ایسا کرنے والون کے پاس یہہ حرام تو سہل ہوگیا ہی بلکہ حلال کے قریب یہہ
کیا کچھہ کفر سے کم ہی بلکہ اسوقت کے مشایخون کے بھیس والون کنے اور انکے صادق
الاعتقاد مریدون کے پاس پیرون کو سجدہ کرنا جایز بلکہ سلام علیک بولنے سے بہتر
ہی جیسا آزاد فقیران اور مداریان سلام علیک کے عوض مین عشق اللہ اور دم مدار بولنا
بہتر جانتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ سلام علیک شریعت والونکا طریقہ ہی فقرا کا طریقہ عشق
اللہ ہی اور دم مدار بولنا ایسا بولنا تو صاف کفر ہی العیاذ باللہ اسیطرح ریا کا نام
اور غیر اللہ کے قسم کا نام حدیثون مین شرک اور کفر کرکے آیا ہی ازانجملہ یہہ حدیث ہی کہ

مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰهِ فَقَدْ کَفَرَ یعنے جو کوئی قسم کھایا اللہ کے سوا کسی اور کی تو

مقرر وہ کفر کیا ۔ اور ایک حدیث مین فَقَدْ اَشْرَكَ آیا ہی اور علی العموم جاہل لوگ
اور علی الخصوص مشایخون کے بعیض لوگ کے مریدان پیرون کی قسم بلکہ انکے قدمون کی
قسم کو نیا ہنا اللہ کی قسم سے ہو کر جانتے ہین پھر اگر کوی عقلمند عالم سرور عالم کی اُمت
کا خیر خواہ اس مصلحت کے واسطے بعضے بنابر الشیوع گناہ کو لوگ اس سے بچنے کے لئے
اس ارشاد سے جو پہلے مذکور ہوا کفر یا شرک کہا تو کیا برا کہا وہ تو لوگون سے گناہ کے
کام چھڑانا چاہا واہ کیا انصاف ہی کہ وہ عالم تحسین و آفرین کے سزاوار ہونا تھا
سو جا کے نفرین کے لایق بنا اور بڑے بڑے علما بہت سے مقید مقدمون کو
کسی مصلحت کے واسطے مطلق ذکر کرتے اور مراد اس سے مقید رکھتے ہین جیسا عقاید
کا اجماعی مسئلہ ہی اِسْتِحْلَالُ الْمَعْصِيَةِ صَغِيرَةً كَانَتْ اَوْ كَبِيرَةً كُفْرٌ
یعنے گناہ کو حلال جاننا خواہ صغیرہ ہو خواہ کبیرہ کفر ہی دیکھو صاحب نفس الامر مین
مطلق گناہ کو حلال سمجھنا کفر نہین تھا پھر اگر غصے سے یا تعصب سے اعتراض کرنا چاہیے
تو عقاید کے اِس مسئلے پر بھی اعتراض کر سکتے ہین کیونکہ مطلق معصیت کو حلال
جاننا کفر نہین بلکہ گناہ کے بعضے افراد کہ جنکو حلال جاننا کفر ہی سو وے گناہ ہین کہ جنکا
گناہ ہونا قطعی دلیل سے ثابت ہوا اور اسیطرح عقاید کی کتابون مین مطلق حرام کو حلال
جاننا کفر ہی کرکے بھی ذکر کرتے ہین کہ اِذَا اعْتَقَدَ الْحَرَامَ حَلَالًا كَفَرَ اس سے
بھی مطلق حرام کو حلال جاننا کفر ہی کرکے نکلتا ہی حقیقت مین ایسا نہین بلکہ مراد
اس سے مقید حرام ہی وہ وہ حرام ہی کہ جسمین دو بات پائے جاوین ایک تو یہہ کہ
اسکی حرمت اسکی ذات سے ہو نہ کسی امر عارض سے دوسری یہہ کہ اس کا حرام ہونا
یقینی دلیل سے ثابت ہوا ہو نہ ظنی سے جیسا ملا علی قاری اس مقدمے کو منح الازہر

مین ذکر کئے ہین سوا اسکی عبارت یہ ہی کہ منہا اِسْتِحْلَالُ الْمَعْصِيَةِ صَغِيْرَةً
كَانَتْ اَوْ كَبِيْرَةً كُفْرٌ اَیْ اِذَا ثَبَتَ كَوْنُهَا مَعْصِيَةً بِدَلَالَةٍ قَطْعِيَّةٍ وَ
كَذَا الْاِسْتِهَانَةُ بِهَا كُفْرٌ بِاَنْ يَعُدَّهَا هَيِّنَةً سَهْلَةً وَيَرْتَكِبُهَا مِنْ
غَيْرِ مُبَالَاةٍ بِهَا وَيُجْرِيهَا مَجْرَى الْمُبَاحَاتِ فِي ارْتِكَابِهَا وَفِي الْفَتَاوٰى
اَنَّهُ اِذَا اعْتَقَدَ الْحَرَامَ حَلَالًا فَاِنْ كَانَ حُرْمَتُهُ لِعَيْنِهِ وَقَدْ ثَبَتَ
بِدَلِيْلٍ قَطْعِيٍّ يَكْفُرُ وَاِلَّا بِاَنْ يَكُوْنَ حُرْمَتُهُ لِغَيْرِهٖ اَوْ ثَبَتَ بِدَلِيْلٍ
ظَنِّيٍّ لَا يَكْفُرُ یعنے حلال جاننا گناہ کا چھوٹا ہو یا بڑا کفر ہی جب اسکا گناہ ہونا
قطعی دلالت سے ثابت ہوا ہو اور اسکے استہانۃ بھی کفر ہی اس وجہ سے کہ اسکو
ہلکا اور سہل سمجھے اور اس سبب سے بے پروا ہو کر اسی کام مین لانے لگے اور مباح کاموں
کے جاری رکھنے کے طور پر اسکو جاری رکھے اور بحر الرائق مین کہا اَنَّ مَنْ اَعْتَقَدَ
الْحَرَامَ حَلَالًا اَوْ عَلَى الْقَلْبِ يَكْفُرُ اِذَا كَانَ حَرَامًا لِعَيْنِهِ وَثَبَتَ
حُرْمَتُهُ بِدَلِيْلٍ مَقْطُوْعٍ بِهٖ اَمَّا اِذَا كَانَ حَرَامًا لِغَيْرِهٖ وَثَبَتَ بِدَلِيْلٍ
مَقْطُوْعٍ بِهٖ اَوْ حَرَامًا لِعَيْنِهٖ وَثَبَتَ حُرْمَتُهُ بِاَخْبَارِ الْاٰحَادِ لَا يَكْفُرُ
اِذَا اعْتَقَدَهُ حَلَالًا ان سب بیانون سے معلوم ہوا کہ مقید کو مطلق کی صورت
مین ذکر کرنا کسی مصلحت کے واسطے شارع علیہ الصلوۃ والسلام کی اور سلف و خلف
کی عادت ہی پھر ایسی بات پر اعتراض کرنا نہیں پہنچتا بلکہ بہت بیجا ہی اور اسکے سوا
ہمارے بعضے فقہا نے مدار مطلق سجدے کو بھی کفر ہونے مین جیسا کہ الاز ہرلینیہ
محیط اور ظہیریہ سے نقل کیا کہ مَنْ سَجَدَ لِلسُّلْطَانِ بِنِيَّةِ الْعِبَادَةِ اَوْ لَمْ
يَحْضُرْهَا كَفَرَ اِلَى اَنْ قَالَ وَفِي ظَهِيْرِيَّةٍ قَالَ بَعْضُهُمْ يَكْفُرُ مُطْلَقًا

هٰذَا اِذَا سَجَدَ لِاَهْلِ الْاِكْرَاهِ مِثْلِ الْمَلِكِ عِنْدَ اَبِي حَنِيْفَةَ اَوْ كُلِّ قَادِرٍ

عَلٰى قَتْلِ السَّاجِدِ عِنْدَ اَبِي يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ اَمَّا اِذَا سَجَدَ بِغَيْرِ الْاِكْرَاهِ

يَكْفُرُ عِنْدَهُمْ بِلَا خِلَافٍ یعنے جو شخص سجدہ کرے بادشاہ کو عبادت کی نیت سے ہو یا کچھ نیت دلمین حاضر ہی نہو تو کافر ہوا کہتا یہانتک کہا کہ ظہیریہ میں ہی کہ کہے بعضے فقہاؤن نے مطلق کافر ہوتا ہی سو بات تب ہی کہ سجدہ کرے جبر کرنے والون کو جیسا بادشاہ ہی ابو حنیفہ کے نزدیک یا ہر قدرت رکھنے والا سجدہ کرنے والے کے قتل پر نزدیک ابو یوسف اور محمد کے لیکن جب سجدہ کرے بغیر جبر کے تو ان سب کے نزدیک بلاخلاف کافر ہوتا ہی اور نصاب الاحتساب مین کہا کہ

اِنَّ هٰذِهِ اَيِ السَّجْدَةَ عِبَادَةٌ خَالِصَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى فَمَنْ اَتَاهَا لِغَيْرِ اللّٰهِ

يَكْفُرُ لِاَنَّهُ اَشْرَكَ بِهٖ تَعَالٰى مقرر کہ یہہ یعنے سجدہ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی پہر جو شخص اسکو غیر اللہ کے سامنے بجا لاوے کافر ہووے کیونکہ وہ اسکو اللہ کا شریک کیا اور مولوی اسلمی صاحب نا یتی کہ جنکی تعریف مین گلزار ہدایت کے آخر میں دفترا فاضل کرکے لکھا گیا ہی سوا اپنے سفینے مین مطلق سجدے کو خواہ عبادت کی راہ سے یا تحیت کی راہ سے ہو کفر ہی کرکے لکھے ہین چنانچہ انکی عبارت اس کتاب کے تین سو چو تیسوین صفحے مین یہہ ہی واز جملۂ او ست سجدہ کردن غیر خدا تعالیٰ را از مخلوقات اگرچہ پیغمبر ہم باشد یا قبر شریف ایشان و ہرچند کہ از جہت تعظیم و تحیت بود انتہی اور اسی صفحے مین مطلق سجدے کے کفر ہونے پر ایک حدیث بہی ذکر کیگئی ہی کہ مَنْ سَجَدَ لِبَنِيْ اٰدَمَ فَقَدْ كَفَرَ یعنے جو شخص بنی آدم کو سجدہ کیا سو وہ مقرر کفر کیا یا کافر ہوا اور اسی کتاب کے تین سے بین تیسوین صفحہ مین

ہی بعد ذکر کرنے اسی حدیث کے جو مذکور ہوی پس سجدہ کردن عوام بمرشدان خود
یا بہ بستر خویش یا بہر کسی کہ تعظیمش واجب باشد چون مادر و پدر کفر بود بہر وجہی کہ کنند
اگرچہ جبہہ بزمین نرسد یعنے پھر کفر ہی سجدہ کرنا عوام کا مرشدون کو اپنے یا بستر کے
اپنے یا ہر کسیکو جسکی تعظیم کرنا واجب ہوے جیسا مان باپ کفر ہی کسی وجہ سے کرے
یعنے عبادت کی نیت سے کرے یا تحیت کی اور اگرچہ پیشانی زمین کو نہ لگے جیسا بعضے
پیرون کے مریدان ہتھی پر سجدہ کیا کرتے ہین لیکن مولوی اسلمی صاحب سے بڑا عجب تو یہہ
ہی کہ خود آپ ہی اپنی کتاب مین اسطور سے لکھتے ہوے اور اسپر سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کو سند لاتے ہوے گلزار پر کہ جسمین ماں باپ کے اور مرشدون
کے سجدے کو جو تحیۃ ہو کفر نہین کرکے لکھے ہین سواسکی صحت پر بھی اپنی مہر کر دیتے
نہ اپنی محاسن شریف سے شرمائے نہ اپنے لکھے کا پاس کئے نہ سید الاولین والآخرین
کی حدیث شریف کی رعایت کہ جسکو آپ ہی سند لائے واہ واہ مولوی صاحب
آفرین مولوی صاحب شاباش مولوی صاحب کیون نہ ہو گے مولوی صاحب کہ
آپ سے کیسے ایک مخلوق کی خاطر سے اپنے قول کو آپ ہی جھٹلا دئے اور سرور
عالم کی مقدس حدیث کو اٹھا دئے کچھ پاس نہ کئے سراج العلمائی کا خطاب آپ ہی
کو سہاتا ہی اور چراغ کے پیچھے اندھیرا آپ ہی پر صادق آتا ہی لیکن یہہ بڑا ظلم ہوا کہ
عوام بیچارے تردد مین پڑ گئے کہ آپ پہلے کہے سو بات کو ہم سچ جانین یا پچھلے
سے کہے سو بات کو مانین سچ ہی کہ وَمَا أَفْسَدَ الدِّينَ إِلَّا الْمُلُوكُ ۝ وَ
رُهْبَانُهُمْ ثُمَّ أَحْبَارُهُمْ یعنے دین کو نہین بگاڑے مگر بادشاہان اور بادشاہون
کے مشایخان اور سلطانی عالمان اور ایسے ہی عالمون کے حق مین یہہ حدیث

آئی ہی کہ وَیْلٌ لِاُمَّتِیْ مِنْ عُلَمَاءِ السُّوْءِ یعنے خرابی ہی میری امت کی
برائی کئے عالموں سے اسپر علاوہ یہہ ہی کہ مولوی صاحب موصوف گلزار کی تعریف
مین ایک عبارت لکھے مین سواسمین ہی یہہ رسالہ شریفہ مقبول تر ہی خدا کے
درگاہ مین اور نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کہنے کہنے بہانشک
کہے کہ جسکے لکھنے سے اصلاح عوام امت ورد اختلاف محمدین کا حاصل ہوا
انتہی ای مسلمان بھائیو پہلے یہہ جانیو کہ مولوی صاحب کو اس پیرانہ سری تمیز
جو حواس ظاہری باطنی مین خلل آنے کا موسم ہی غیب کا علم کہان سے آیا جو
اس کتاب کو خدا و رسول کے پاس مقبول تر ہی کرکے دعوا کئے اور مصنف کی
نیت جو امور قلبیہ سے ہی کسطرح معلوم ہوی کیونکہ ہر کار خیر درگاہ الٰہی اور بارگاہ
رسالت پناہی مین مقبول ہونے کے لئے خلوص نیت شرط ہی وہ تو ایک باطنی
امر ہی سوائے علام الغیوب کے کسی کو خبر نہین اور بہت سے کام ہین کہ جنکی صورت
بروجہ شرعی رہتی ہی پر نیت مین کچھہ خلل رہنے کے سبب سے مردود درگاہ باری
ہوجاتے ہین جیسا حدیث مین آیا ہی کہ ایک سخی کو اور ایک مولوی کو اور ایک شہید
کو دوزخ مین جانے کا حکم ہوگا - تو ہر ایک انہین سے اپنے اعمال کی خوبی
بیان کرنے لگیگا تب حق تعالی فرمادیگا یہہ سب سچ ہی لیکن تمھاری نیت خالص
نتھی اسواسطے تمھارا ٹھکانا دوزخ ہی چلے جاؤ - پھر فرشتے انکو اوندھے منہہ ڈال
گھسیٹتے ہوے لے جاینگے اور بھی حدیثین اس مقدمے مین آئے ہین - جب بات
ایسی ہی تو یہہ کتاب اللہ و رسول کنے مقبول تر ہی سو کسطرح معلوم ہوا جیسا نماز
کو کسیکے کہہ نہین سکتے کہ اللہ و رسول کنے مقبول تر ہی اسیطرح ہر عمل خیر کو اور تصنیف

کتاب کی جو وہ بھی اعمال خیر مین سے ہی اسکو کسطرح مقبول نہ ہی کہہ سکینگے اور وہ
جو لکھے کہ اس رسالہ سے ردِّ اختلاف ملحدین کا حاصل ہوا واہ زاد کیا پہلی بات
لکھے کہ آپ پہلے سجدۂ تحیت کو کفر اور نقشۂ مدینہ منورہ اور کعبہ معظمہ کو دین کے تبرے
بدعتو نہین لکھے تھے پھر گلزار ہدایت پر بھی کہ جسمین سجدۂ تحیت کا کفر نہین اور
نقشہ نعلین کا رکھنے مین برکت ہی کرکے لکھا ہوا ہی مہر کئے فی الحقیقت آپ کا
رد ہوا آپ ہی کا اختلاف اُٹھہ گیا الحاصل اتنے علما مطلق سجدے کو کفر بولتے
ہوے ان سب کو چھوڑ دیکر بیچارے ابن القیم پر حالانکہ وہ اپنے کلام مین کسی حکم
کو چھوڑا نہین با این اسپر اتنی یورش اور غضب کسواسطے کئے سو معلوم نہین ہوا
قول گلزار ہدایت اگر مطلق سجدہ کفر ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم معاذ کے منع پر اکتفا نفرماتے بلکہ تجدید ایمان کرواتے انتہی **الجواب**
ابتداے اسلام مین شرع کے احکام زیادہ پھیلے اور ہر ایک پر کھلے نتھے اسواسطے
بہت لوگون کو کہ جنسے ایسے کام سرزد ہوے ہین منع ہی پر اکتفا فرمائے نہ تجدید
ایمان نہ استغفار اس سے کروائے اس سے یہہ لازم نہین آیا کہ درے کام نہ شرک
رہین نہ گناہ کیا تم نہین جانتے کہ ایک روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک
باندی سے پوچھے کہ اللہ کہان ہی وہ آسمان کیطرف بتلائی آنحضرت اسی بات
سے اسکے اسلام پر حکم کئے اسکی برائی بھی نہین بتلائے حالانکہ یہہ بات تجدید
ایمان کروانے کی اور استغفار پڑہوانے کی تھی یہہ حدیث مشکوۃ مین مذکور ہی
اسیطرح ایک صحابی مَاشَاءَ اللّٰهُ وَمَاشَاءَ مُحَمَّدٌ کہے یعنے جو چاہے
اللہ اور جو چاہے محمد تو آپ فرمائے اَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰهِ نِدًّا قُلْ مَاشَاءَ اللّٰهُ

وَحْدَهٗ یعنے کہا تو مجھے اللہ کا شریک ٹھہرایا کہہ جو کچھ اللہ چاہے فقط دیکھو صحابہ کو
اس کلام کو شرک کرکے نام رکھتے ہوئے نہ تجدید ایمان کروائے نہ استغفار پڑہوائے
اور اسی قبیل کی ہی وہ روایت جو خود گزرا رہا ہے مذکور ہی کہ صحیح حدیث مین
آیا ہی کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حنین کیطرف جانے کے وقت ایک بیر کے
درخت پر گذرے دیکھے تو مشرکان اس درخت کی تعظیم کرتے ہین اور اپنی ہتیار
اسپر لٹکاتے ہین سو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کئے یارسول
اللہ اِجْعَلْ لَنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ یعنے یارسول اللہ ہمارے لئے ایک درخت
مقرر فرماؤ کہ اسپر ہم ہتھیار چڑہایا کرین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرمائے اللہ اکبر یہہ بات تو ویسی ہی جو موسی کی قوم کہی تہی اِجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا
كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ یعنے بنادے واسطے ہمارے ایک معبود جیسے کہ انکے واسطے
معبودان ہین۔ سو تم اپنے آگے جو لوگ ہوے ہین انکی طریق اختیار کروگے انتہی
دیکھو مسلمان بہائیو کہ سرور عالم ان صحابیون کو فرمائے کہ موسی کی قوم اپنے لئے
معبود بنادو کہے سو کیا تم بہی کہے ہو تسپر نہ انسے تجدید ایمان کروائے نہ استغفار
اس سے یہہ نہین لازم آیا کہ اسطرح کہنا نہ کفر ہی نہ گناہ پہر وہ ملازمہ جو گزرا رہا روایت
مین ٹہہرایا گیا سو باطل ہوا اور مکے کی لڑائی مین کافرون کے غلبے کے ساتھ
صلح ہوا تو ایک صحابی کہے یا رسول اللہ مَا شَكَكْتُ مُنْذُ اَسْلَمْتُ اِلَّا
هٰذَا الْيَوْمَ نہین شک لایا مین نے جب سے کہ مین مسلمان ہوا ہون مگر آجکے
روز۔ تب آپ انکا شک دور کئے نہ تجدید ایمان کروائے نہ استغفار پڑہوائے
حالانکہ نبوت مین شک لانا کفر ہی یہہ قصہ بغوی مین مذکور ہی اور دوسری بات

یہہ ہی کہ ایک حدیث مین آیا کہ جب کسی صحابی نے سجدہ کرنے کا اذن مانگے تو آنحضرت وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوْا نَبِيَّكُمْ یعنے بندگی کرو تمہارے پروردگار کی اور بزرگی کرو تمہارے پیغمبر کی اور یہہ بات ظاہر ہی کہ لوگ اپنے مرزبان کو سلام کے عوض سجدے کرتے سو دیکھہ کے سجدہ کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس صحابی کا اذن مانگنا دلالت کرتا ہی کہ وہ سجدہ سجدۂ تحیت تھا کیونکہ وے لوگ اپنے مرزبان کو خدا جان کے سجدہ کئے ہوتے تو وہ صحابی آنحضرت سے ویسے سجدے کا حکم نہ مانگے ہوتے کیونکہ غیر اللہ کی عبادت کرنے کو چھوڑانا دین کی اول ہی باور اسلام مین بہت ظاہر ہین سو چیزو نین سے ہی ایسے جلیل القدر صحابی پر اسبات کا پوشیدہ رہنا محال عادی ہی اسکے سوا سے حدیث اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ كَمَا يُسَلِّمُ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ اَفَلَا نَسْجُدُ لَكَ یعنے مقرر ایک مرد عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر ہم سلام کرتے ہین ایسا جیسا ہمارے مین کا ایک شخص دوسرے پر سلام کیا کرتا ہی کیا آپ کو سجدہ نکرین ہم در عوض سلام کے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہی کہ صحابہ تحیت کے سجدے کا حکم چاہے نہ عبادت کے سجدے کا لیکن سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلق سجدے کو جو اپنے لئے ذوی العقول سے صدور پائے عبادت کی جنس سے ٹھہرا کے فرمائے کہ وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوْا نَبِيَّكُمْ اس سے معلوم ہوا کہ شریعت محمدی مین تحیت کا سجدہ غیر اللہ کو کرنا خواہ وہ نبی ہو یا ولی کوئی عبادت کی جنس سے ہی اسیواسطے سرور عالم تحیت کا سجدہ کرنا چاہے سو لوگون کو وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوْا نَبِيَّكُمْ فرمائے

قول گزارہ ہدایت

ابن تیمیہ جو کہا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھہ جاہ نہین آپ سے توسل کرنا جائز نہین

الجواب سید الاولین والاخرین کا مرتبہ بلند اور آپ کی شان بلند جو رب العزت
تعالی شانہ کے پاس ہی سو کسی نبی ولی کو نہین اور وہ کسی کا ذکر کیا ذکر یہہ بات امور قطعیہ اجماعیہ
اور ضروریات دینیہ سے ہی پھر اس شان و مرتبے کے گھٹانے یا انکار کرنے سے
بدتر کفر لازم آوے اس طور کی توہین و تنقیص کی بات آج تک جاہل بدایون
اور گمراہ گانجہ کشون کے زبان سے بھی نہ نکلی ہوگی بلکہ کسی کلمہ گو کے دلمین بھی خطور نکی
ہوگی پھر ایسی بری بات کو بغیر دلیل قطعی کے کسی مجتہد فی الاحادیث والاحکام کیطرف
منسوب کرنا دینداری سے بمراحل دور ہی اور دین کا اتفاقی قاعدہ ہی کہ کفر یا کبیرے
کی نسبت کسی مسلمان کیطرف عموماً اور کسی محدث مجتہد فی الاحکام والاحادیث کی
طرف خصوصاً جب ایسی بات کا صدور اس سے ہوا سو کسی دلیل یقینی سے ثابت
نہوا ہو تو کرنا ہرگز روا نہین ہی پھر اس صورت مین انکار جاہ اور انکار توسل کی نسبت
لاکہہ ہر حدیث نوک زبان پر رکھنے والے کیطرف جو بڑی دیری کا مسلمان
تھا اور مذہب مین حنبلی بے دلیل قطعی کے کرنا کب روا ہوگا اور جناب مفتی صاحب
کاشکے اسکی کتاب کا حوالہ دیکے اسکی عبارت کو لکھے ہوتے تاہم دیکھتے کہ کس سبب
پر لکھا ہی اور کونسی جاہ کا اور توسل کی کونسی قسم کا انکار کیا ہی یا کیا ہی نہین غلطی سے
لوگ ایسا سمجھ لیتے ہین یا عناد و حسد سے اسپر بہتان باندہتے ہین اور اس سے شافعیون
کو عداوت ہونیکے اسباب بہت سے ہین ازانجملہ یہہ ہی کہ اسکا شاگرد ابن القیم جو وہ بھی
بڑا محدث تھا اور اپنے زمانے مین نظیر نہین رکھتا تھا سو اپنے استاد حافظ
ابن تیمیہ کے حکم سے ایک رسالہ مضبوط قلعہ آہنی سا شافعیون کے خطائی دلائل
کو اور انکے خطائی استنباطی مسایل کو شکست کرنے اور ہوا پر اوڑانے مین ایسی

تحقیق و استنواری سے بنایا کہ کوی پہلوان دلاور شافعیون مین سے اُٹکب اسکو
ہلا نہ سکا ڈہلانو کیا دیکا چنانچہ سنا گیا ہی کہ وہ رسالہ قاضی ارتضا علیخان بہادر دفار وقی
کے کتب خانہ مین موجود ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال پھر متعصب شافعیان شرمندہ
ہوکر شاگرد و استاد سے بڑا حسد پیدا کئے یہہ سب ایک طرف شیخ الاسلام حافظ
ابن تیمیہ خود بھی شافعیہ کے قلتین کے حدیثون اور بسم اللہ جہر سے پڑہنے کی دلیلو
کو اور انکے دوسرے خطائی مسائل اور دلایل کو ایسے قوی وجہون سے اور مضبوط
دلیلون سے رد کیا ہی کہ شافعیونکو سر اٹھانا مشکل پڑا سو اسکے نام سے دشمنی
بلکہ چڑ ھہ پیدا کئے جیسا اس زمانے مین ایک شخص ہوا کہ اسکے سامہنے میتہا لیلا فق
کہے تو چڑ ھہ کر گالیان دیتا تھا ویسا ہی سب لوگ بھی ابن تیمیہ کا نام سنتے ہی چڑنے
لگے اور انمین جو بڑے تعصب والے تھے سو اُسپر ایسے بہتان باندہے اور مذہب کے
تعصب کے سبب سے تعصب والون سے عجب نہین کہ کسی پر ناحق بہتان باندہین یا اسپر انکار
کرین اسیواسطے جب خلیفۃ اللہ و خلیفۃ الرسول حضرت مہدی کا ظہور ہوویگا تب ایسے
ہی متعصب علما حضرت مہدی موعود پر انکار کرینگے کیونکہ حضرت مہدی ہر مذہب کے خطائی
مسائل کو اور خلاف واقع تاویلون کو اٹھا دے کے اسکے در عوض اللہ کے پاس جو
حق ہو سو بیان کرینگے آخر کا و سے متعصب علما شمشیر کے ڈر سے طوعًا و کرہًا اطاعت
کرینگے جیسا یہہ مقدمہ فتوحات مکیہ مین ہی جسکا ترجمہ مولانا ملک العلما عبد العلی انصاری
فتح الرحمان المشہور بہ برزخ مین کئے ہین جب خلیفۃ اللہ خلیفۃ الرسول کے ساتھہ
متعصب علما ایسا سلوک کرین پھر بیچارے ابن تیمیہ کے ساتھہ کیا کچھہ سلوک نکرینگے
اور تعصب والے علما کا حسد و عناد کچھہ آج کل سے نہین زمانون سے چلا آتا ہی اسیواسطے

مالکی مذہب مین لکھا ہی کہ لَا یَجُوزُ شَہَادَۃُ الْقَارِیْ عَلَی الْقَارِیْ یعنے الْعُلَمَاءُ
لِاَنَّھُمْ اَشَدُّ النَّاسِ حَسَدًا وَتَبَاغُضًا یعنے جایز نہین قبول کرنا گواہی کو
ایک عالم کی دوسرے عالم کیونکہ وے سب لوگون سے زیادہ حسد اور عداوت کرنے
والے ہین اور امام شعرانی کے طبقات کبری مین جو بڑے بڑے علما مین حرص اور جلاپا
تھا اور حرص کے مارے بعض بعض کو آفتون اور بلاؤن مین پھسائے بلکہ کتنون کے جان پر
لانے اور کتنون کو شہر بدر کروائے سو خوب تفصیلوار بیان ہی ازانجملہ یہہ ہی کہ بعضے
علما حسد سے حکیم ترمذی پر بہتان باندہے کہ اسنے انبیا پر اولیا کو فضیلت دیا ہی
حالانکہ وہ دین پناہ بزرگ اس بات سے مبرا تھے اور اسی بہتان کے سبب اس بزرگوار
کو ترمذ سے ہانک دئے اور انکی کتابون کو جمع کرکے دریا مین ڈلوا دئے اور امام
ابو بکر قابلسی جو بڑے عالم اور زاہد تھے اور امر معروف اور نہی منکر کے بجالانے مین
کسیکی پروا نہین رکھتے تھے سو حاسد علما انپر اقسام کے بہتان باندہے اور انکی
بے دینی پر بادشاہ کے پاس گواہی دیکے جیتے جی انکا پوست نکلوانے بولے
اور فتوا دئے حاسد علما امام غزالی کی تکفیر پر اور انکی کتاب احیاء العلوم کو جلانے کا
حکم کئے اور مشہور ہی کہ قاضی عیاض مالکی بھی انہین عالمون کے ہین جو احیاء علوم
کے جلانے پر فتوا دئے اور وے علما جب امام غزالی کی تکفیر اور انکی کتاب کے جلانے
سے فراغت پا چکے پھر قاضی عیاض کی طرف متوجہ ہوے سو انکو مشہور کئے کہ یہہ یہودی
بن گیا ہی پھر آخر خلیفہ مہدی کے ہاتھ جان سے مارنے بولے یہہ تھوڑے حکایتین
جو تم نے امام شعرانی لکھے سو ہین لیکن حاسد علما کیسے کیسے فتنہ انگیزیان کئے اور
دیندار مقدسون پر کیسے کیسے بہتانان باندہے جسکو مین اپنے آنکھون سے دیکھا ہون

سو مجملاً بیان کرتا ہون سنیو ای منصفو کہ ایک عالم دیندار فاضل عالی تبار حامی کتاب و سنت
ماحی رسوم بدعت خیر خواہ مومنان واعظ حدیث و قرآن محسود اماثل مغبوط افاضل
متحلی بفضایل و فواضل متخلی عن الرذایل فرزند رسول جگر بند بتول مجمع سیرت حسین و
حسن پیرو رسول ذو المنن مجمع کمالات صوری و معنوی واقف رموزات خفی و جلی
مولانا و اولینا مولی العلما مولوی سید محمد علی قدس سرہ روح اللہ روحہ و
اعاد الینا فتوحہ جب مدراس کو فنا کو تشریف لائے ہزارون آدمی انکے ہاتھ پر بیعت
کئے اور اپنی اپنی طاقت اور حوصلہ کے موافق تبعیت سنت اور ازالۂ رسوم و بدعت
پر قایم ہوے اور فسق و فجور سے توبہ کئے یہانتک کہ انکی ہدایت کی گرمی بازار سے
سیندہی فروشون اور کنچینو نمین بوم پڑگئی چنانچہ کلکٹر کی کچہری اور نواب مختار کے
سرکار کا دفتر اس دعوے پر گواہ ہی الغرض جیسا روز بروز انکے ارشاد و ہدایت
کا بازار ترقی پانے اور خلایق کے پاس انکا مرتبہ بڑہنے لگا ویسا ہی مدراسی عالمونکا
چرس اور جلاپا بہی ترقی کرنے لگا آخر الامر جہوٹے قسمان کہا کے نائب مختار نواب عظیم
جاہ بہادر کو اس سید واعظ سے پہیرے اور اپنے سے جسقدر برائی ہوسکی اس جگر
رسول نور چشم بتول غریب الدیار سے کئے جسکا مادۂ تاریخ یہہ ہی کہ ع
یاد مظلومی امام حسین ؓ حتی کہ اس سید کو قتل کرنے کا فتوا بہی دئے اگر مغلائی
کی حکومت کا دورہ ہوتا تو امام حسین کو شہید کئے سے بکہا شہید کر ڈالتے اللہ جل شانہ
اپنے حبیب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے طفیل سے ہمکو اور سب مسلمانون کو
شیطان کے فریب سے اور حاسد علما کے مکر سے اپنی پناہ مین رکھے ای شافعیو کیا تم
نہین جانتے کہ خطیب بغدادی نے امام الائمہ ابو حنیفہ پر کیسے کیسے بہتانان باندہا

اور کیسے کیسے نالایق باتان اس جناب کے حق مین لکھا کہ جنکے سننے سے کان کو گھن سمجھے اور طبیعت کو کراہت آوے اور جھوٹے جھوٹے خوابان کہ جنسے اس امام بحق کی برائی نکلے سو تراش کے بے نام شخصون کے نام سے مشہور کر دیا اور انکے خاصے شاگردون کے حق مین بھی نالایق باتان برے عالمون کے نام سے لگا دیا چنانچہ امام یافعی مراۃ الجنان مین کہا کہ نقل کیا خطیب بغدادی نے برے برے عالمون سے ابو یوسف کے حق مین ایسے ایسے باتان کہ جنکے سننے سے کانون کو کراہت آوے عبارت اسکی یہہ ہی نَقَلَ

اَلْخَطِیْبُ الْبَغْدَادِیُّ فِیْ تَارِیْخِهٖ فِیْ اَبِیْ یُوْسُفَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَمُحَمَّدِ ابْنِ اِسْمٰعِیْلَ الْبُخَارِیِّ وَاَبِی الْحَسَنِ الدَّارِقُطْنِیِّ اَلْفَاظًا یَنْبُو السَّمْعُ عَنْهَا فَتَرَکْتُ ذِکْرَهَا الحاصل جب ایسے ایسے برے علما حسد و عداوت سے ایسے کام کئے اور ایسے بہتانان باندہے ہون پھر حافظ ابن تیمیہ پر بھی ایک دو مولویان بہتانان باندہے ہون تو کیا اچنبا ہی من بعد اور دس پانچ علما انکے لکھے پر اعتماد کرکے اپنے اپنے کتابون مین حافظ ممدوح کی شکایت و شکوے مین قلم فرسائی کئے تو عجب نہین انہم غلطا آنہم غلط خیر اب راقم سطور حسن ظن سے اور ایک بات لکھتا ہی کان لگا کے سنیو کہ وے مولویان جو کچھ حافظ مجتہد ابن تیمیہ کے حق مین لکھے سو شاید خطای بشری سے لکھے ہونگے نہ قصد نفسانی سے کیونکہ ویسا برا حافظ کفر بکنے سے یا کبیرہ کا مرتکب ہونے سے ان مولوی صاحبونکا سہو کرنا بہت آسان ہی کیونکہ برے برے علما سے ایسی خطا ہوی ہی چنانچہ ملا سلام اللہ موطا کی شرح مین لکھے ہین کہ کہے امام نووی کہ امام ابو حنیفہ کے پاس کسبنے کا کپڑا اپہننا مباح ہی حالانکہ انکے پاس منع ہی چنانچہ عبارت اسکی یہہ ہی قَالَ النَّوَوِیُّ بِهٖ

اَیْ بِاِبَاحَۃِ الْمُعَصْفَرِ قَالَ الشَّافِعِیُّ وَاَبُوْحَنِیْفَۃَ اِلٰی اَنْ قَالَ ھٰذَا

اَلْعَبْدُ حِکَایَتُہُ الْاِبَاحَۃِ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ لَا یُوْجَدُ فِیْ کُتُبِ الْمَذْھَبِ

یعنے کُسم سے رنگے ہوئے پہننے کے اباحت کے قایل ہو امام شافعی اور امام ابو حنیفہ بعد اسکے کہے ملا
سلام اللہ کہ اباحت کی روایت جو ابو حنیفہ سے کہتے ہین سو انکے مذہب کے کتابون مین
نہین ہی اوسیطرح صاحب ہدایہ جو بڑا فقیہ اصولی حنفی ہی سو ہدایہ مین متعہ کی حلیت کی
نسبت امام مالک طرف کیا حالانکہ انکے پاس متعہ حرام ہی پھر بعض علما اسکے لکھے پر
اعتماد کرکے اس بے اصل بات کو سچ مان کے اپنے کتابون مین لکھ دیئے پھر اگر حافظ
ابن تیمیہ پر کوئی مولوی جھوٹھ موٹھ کوئی بات خطائ بشری سے لگا دیا تو کیا عجب
اور یہہ بھی جانئے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے خدا داد کے انکار کرنے
کی نسبت مجتہد فی الحدیث والاحکام کیطرف کوئی عقل سلیم رکھنے والا نہین کریگا
اور کوئی اس بات کو باور نکریگا یہہ تو بڑی بھاری بات ہی چھوڑ دو بلکہ اگر کوئی کہے
کہ فلانا مفتی فلانا قاضی می فروشی یا زناکاری اختیار کیا ہی تو کوئی باور نکریگا ہان
اگر یہہ کہے کہ فلانا قاضی مفتی شادیون مین منہہ پر سہرہ باندھ کے شب گشت نکلے
یا دروازے پر تورن لٹکائے تو باور آویگا کیونکہ ان رسمون کو کرنے کا رواج
تمام ہند مین ہی آپکے مشائخ اور علما سب کرتے آتے ہین وے مفتی قاضی بھی
ان رسمون کو کئے ہونگے لیکن انکی طرف می فروشی یا زناکاری کی نسبت کئے
تو بالکل باور نہ آئیگا جب انکے حق ان باتون کو قبول نکرین تو حافظ ابن تیمیہ کے
حق مین انکار رجاہ کی بات کسطرح قبول پڑیگی اور یہہ بھی نہین معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ
مطلق توسل کا منکر تھا یا مخصوص اس تیسری قسم کا جو باغبان گلزار کی تراش ہی

اور اسیطرح مطلق جاہ کا منکر تھا یا مخصوص اس جاہ کا کہ جس سے خدا کے خصوصیت مین
شرکت لازم آوے یا خدا کو اپنے دباؤ مین رکھے اور جس کام پر اپنا دل آوے
خدا کے ارادے کو اس کام کیطرف پھیر دے معاذ اللہ ایسے جاہ پر غلط سے جو مسلمان
کہ تھوڑی بھی عقل رکھتا ہوا انکار کریگا اور اس قبیل کی ادنی جاہ سرور عالم کے واسطے
ثابت کرنے سے خود آپ ہی منع فرمائے چنانچہ مشکوۃ کے باب الاسامی مین
ہی کہ فرمائے سید الاولین والآخرین کہ لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ
بَلْ قُولُوا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ مت کہو کہ جو چاہے اللہ اور جو چاہے محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ والہ وسلم بلکہ ایسا کہو کہ اللہ ہی جو چاہے سو ہوگا اور نسائی اور ابن ماجہ
کی حدیث مین ہی کہ ایک روز ایک شخص کہا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَشِئْتَ یعنے جو اللہ
اور آپ چاہے سو ہو تو آپنے اسکے رد مین فرمائے کہ اَجَعَلْتَنِی لِلّٰہِ نِدًّا
قُلْ مَا شَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ یعنے کیا تو مجھے اللہ کا شریک ٹھہرایا کہہ جو چاہے
اللہ فقط اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ لَا تُطْرُونِی کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی فِی
عِیسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَقُولُوا اِنِّی عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُولُہٗ یعنے مت اڑاؤ مجھے
یعنے میرے سراہنے مین ایسا مبالغہ مت کرو جیسا انصاری عیسی مریم کے بیٹے
کے باب مین اڑائے یعنے انکے سراہنے مین غلو کرکے اللہ کے بیٹے بنائے اور
کہو کہ مین اللہ کا بندہ ہون اور اسکا بھیجا ہوا اور ایسے جاہ پر غلط انبیا کے جناب
مین تو کیا بلکہ اولیا کے واسطے ثابت کرنے والے اس تیرہوین صدی مین بہت
سے لوگ مین چنانچہ ایک احمق زمان کشتہ موتہ باغبان گلزار کا صاحب زادہ نائب
مختار نواب عظیم جاہ بہادر کے روبرو بیٹھا ہوا ذکر مذکر کہنے لگا کہ ہندوستان مین

ایک

ایک ولی رہتے تھے ایک سال بارش کی کشش ہونیکے سبب سے قحط پڑا لوگ مارے
بھوک کے مرنے لگے تب بستی والے نہایت بیقراری سے آہ وزاری کرتے ہوے
اس ولی کے پاس مینہہ برسنے کے لئے التجا لیگئے پھر وہ ولی آسمان کیطرف دیکھکے
کہا کہ مینہہ برسا تھا ایک بادلی نمودار ہوی لیکن مینہہ برسنے مین تھوڑا توقف ہوا
سو وہ ولی غصے مین اگر آسمان کیطرف جوتیان پھینک کے کہنے لگا کہ جلد برسا۔
فی الفور مینہہ برسنے لگا تب نواب مختار اسکی بات کو نباہی اور اسکے ایمان کو بچانیکی
تاویل کیے سو کہے کہ شاید اس ولی کی یہہ پھینک ابر کیطرف تھی تو وہ ہبنق جو مست جام
نادانی ہی اس انداز کو نہ سمجھ کے صاف صاف کہہ بیٹھا کہ نہین حضرت اس ولی کی
پھینک ربُّ العزت طرف تھی اللہ کے پیارے اللہ پر ایسا لاڈ کیا کرتے ہین چنانچہ
شاعر آلِ محمد اس ماجرے کو نظم کیا ہی سو ابیات یہے ہین ؎ ایک دن وہ
کہا سر دربار ؎ کہ مین دیکھا ولی یزدانی ؎ پھینک کر جوتیان فلک کی طرف ؎ مینہہ
برسایا ہوگئی ارزانی ؎ کہا حاکم نے اس ولی کی پھینک ؎ ابر پر تھی کہ جلد دے
پانی ؎ کہا ملّا جمال نے کہ نہین ؎ بلکہ تھی بر جناب یزدانی ؎ ہاے کیا ہوگیا خدا کا
غضب ؎ گئی کید ہر وہ غیرت ایمانی ؎ دینداری کا ادعا تھا غلط ؎ گپ تھی
وہ شہرت سخندانی ؎ دوسری بات یہہ ہی کہ اسی کے ہم مشربونمین سے ایک
مشایخ کے بھیس والا خواجہ بادشاہ نام ایک فارسی رسالہ بنایا تھا سو اسکا ایک
خلیفہ بدسلیقہ اس رسالیکا ترجمہ دکھنی زبان سے کیا ہی چنانچہ وہ رسالہ سرکوب
معاندان وخیرخواہ مومنان سید رحمت اللہ محمدی کے چھاپے خانے مین چھاپے
گیا اسکے اوایل مین لکھا ہی کہ آتا جانو کہ سارے ہمارے عالمان اور مشایخ سارے

ہماری طرف مین جیسا مولوی جمال الدین صاحب واعظ اور مولوی اسلمی صاحب اور مولوی
بدر الدولہ اور مولوی شرف الملک بہادر اور مولوی ودود صاحب اور عبد المعالی اور
مولوی بخشی صاحب اور قاضی القضات ارتضا علیخان صاحب اور انکے سوا بہت
عالمان اور مشایخان جنکے سارے کرناٹک مطیع ہین ان حضرات کا عقیدہ ہمارے عقیدیان
سیر یکسان ہی انتہی سواس رسالے کے پانچوین صفحے مین لکھا ہی کہ پیر دستگیر فرشتیان
کو مار توڑ کر اپنے مرید کو چھڑا لئے سو نقل سنے نہین کہا خدا غصے مین آیا تو بزرگان کیون
بہی سمجہا منا لینگے بزرگان کو غصے مین نالانا انو غصے مین آنے تو انکو سمجہانا کن کا
بہی کام نہین انو غصے مین آنے تو ہمنا کو کون چھڑاتا اسواسطے بزرگان کی ماننان
اچھوتنے نا چھوڑنا اُسیچ مین ہمارا چھٹکاری انتہی پہر اسیطرح کے جاہ سے کون
مسلمان انکار نرکھیگا جو دیندار پکا محمدی ہی اور انحضرت کے دین کو خوب سمجہا ہی
اور شرک والحاد سے بری ہی سو تو ایسی جاہ سے خواہ مخواہ انکار کریگا مگر جن مولویون
کو اس رسالہ مذکور کا مولف اپنے ہم عقیدہ مین کرکے لکھا ہی سو وے ایسی جاہ پر کا ہیکو
انکار کرینگے بلکہ ایسی جاہ کے منکر سے بیزار رہینگے اور اسکی بدی مین زبان کہولینگے
اور انحضرت کی جاہ حقیقی کے جو اللہ جل شانہ کی طرف سے دی گئی ہی منکر ٹھہرینگے
اگرچہ آپ حقیقی جاہ کے منکر اور اختراعی جاہ کے معترہین اور بدنام کرنے والون کا
یہہ دستور ہوا کرتا ہی کہ ایک مقید چیز کو اطلاق کا لباس پہنا کے بیان کرتے
ہین چنانچہ ایکبار مولوی جمال الدین صاحب موصوف نے قحط کے ایام مین ہنقوون
کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لئے ہوئے جامع مسجد مین نماز استسقا کے عوض اذان
دینے لگے سو کوی دیندار گلزار بولے کہ قاضی الملک مفتی بدر الدولہ بہادر سے

اس مقدمے مین استفتا کیا تو قاضی موصوف ان دنون مین فقط افتا کی خدمت
رکہتے تھے سوا انکے عدم جواز پر فتوی لکھے اور مدراسی علما کی اسپر مہر کروائے پھر
مولوی نا کو مفتی صاحب پر غصہ ہو لوگون سے خصوص مسافرون سے کہنے لگے کہ
فلانا مفتی اذان کا منکر ہی لیکن کونسی صورت مین ہی سو مقید نہین کئے بلکہ اس فریب
پر کہنے لگے کہ فلانا کہتا ہی کہ اذان نہ دیوے کیونکہ وہ بھی وہابی بن گیا ہی سو محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اذان مین آنے کے سبب سے اذان ہی سے
مانع ہوتا ہی چنانچہ دو چار مسافر وارد علی نور ہوے سو قاضی مسطور کی شکایت اسطور
پر کرنے لگے راقم مسطور اور دوسرے محمدیان انکی بات کو رد کرنے لگے کیونکہ اندنون
مین قاضی موصوف محمدی گروہ مین کے گنے جاتے تھے الحاصل مقید کو اطلاق کا
لباس پہنا کے فلانے مولوی نے فلانے قاضی کو بدنام کئے باغبان گلزار بھی یہہ
ہاتھ انہین سے سیکھے کہ مطلق توسل جاہ کے انکار کی نسبت حافظ ابن تیمیہ کیطرف
کر بیٹھے اگر بالفرض اسکی طرف منسوب ہو سو کسی کتاب مین عبارت النص سے پایا جاوے
کہ وہ انکار اس جاہ کا کیا ہی کہ جس سے فتح باب شفاعت کرینگے اور گناہگارون کو
بخشاینگے تو پہلے یہہ فرماے کہ وہ کتاب اسیکی بنائی ہوی کرکے کونسی دلیل قطعی سے آپ نے
ثابت ہوا جو کفر یا کبیرے کی نسبت حافظ لک حدیث اور مجتہد طرف کر بیٹھے اور فقط شہرت
دلیل قطعی نہین ہو سکتی کیا آپ نہین جانتے کہ فارسی تحفہ منظوم یوسف خان کا بنایا
ہوا ہی لیکن غلطی سے تمام کرناٹک مین حضرت شاہ راجو قتال کا بنایا ہوا کرکے مشہور ہوگئی
یہان تک کہ اس ملک کے خواص و عوام شاہ راجو قتال کا تحفہ کہتے ہین پھر اس صورت
مین بدعت اور بدفالیان اور دوسرے نا معقول باتان جو اس مین موجود ہین سو انکو

دستاویز کرکے اس مقدس بزرگ کی بہی تضلیل کرنا اور اسیطرح غنیۃ الطالبین کی کتاب
حضرت غوث الاعظم کی بنائی ہوی ہی کرکے بڑے بڑے عالمون کنے مشہور ہے چنانچہ ابن حجر
کی صواعق مین اور ملا علی قاری مسیح الازہر مین اور ملا اسلام اللہ موطا کی شرح مین اور
شیخ محمد فتوح الاورادمین بے تامل اس کتاب کو حضرت غوث الاعظم طرف منسوب
کر گئے حالانکہ اسمین موضوع حدیثان اور اختراعی نمازان مکروہ ہین خصوصًا اسمین ایک
ایسی سخت مکروہ بات مذکور ہی کہ جسکے سننے سے دل کو کراہت کان کو نفرت آتی ہی
وہ بات یہہ کہ مصنف غنیہ کا جہان ناری فرقون کا بیان کیاہی وہان لکہا کہ مِنْھُمُ
اَلْحَنَفِیَّۃُ وَھُمْ اَصْحَابُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ نُعْمَانَ بْنِ ثَابِتٍ یعنے ناری فرقون مین
سے حنفیہ کافرقہ بہی ہی سو وے ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے اصحاب ہین کوی اس جگہہ
اپنی حماقت سے یہہ نکہے کہ یہہ فقرہ ہم محمدیان کا تراشا ہوا ہی کیونکہ محدث جلیل القدر
ملا علی قاری اس فقرے کو مسیح الازہر مین لیکے اور اسکی نسبت حضرت شیخ عبد القادر
جیلانی قدس سرہ طرف کرکے اور غنیۃ الطالبین پر اسکا حوالہ دیکے اس فقرے کو
رد کئے ہین یہہ عاجز اس عبارت کو تطویل کے سبب سے چہوڑ دیا اگر کسی وسواسی کو
شک ہو تو دیکہہ لیجیے اب کہو ای مسلمانو اگر ابو حنیفہ اور انکے لوگ کو جہنمی نہ سمجہین تو
جناب غوث کو جو انکو جہنمی لوگو نمین گنے ہین کیا کہتے ہو اگر انکو جہنمی سمجہین تو کروڑون
مسلمان اور ہزارون اولیا اس مذہب پر تہے اور اب ہین سو وے سب کے سب ناری
ہونا لازم آیا اینہم غلط آنہم غلط پہر سچی بات یہی ہے کہ وہ کتاب غوث الاعظم کی بنائی
ہوئی نہو گی پر غلط انکے نام سے مشہور ہوگئی یا یہہ مکروہ فقرہ کسی ملحد کا لگایا
ہوگا کوی رافضی بہتان گر الحاق کر دیا ہو جیسا آپ کے نئے خارجیان محمدی سینون

پر بہتان باندہتے ہین پہر اس بات مین نہ حضرت غوث پر کچھ ہی نہ حنفیہ پر کچھ
ایسے گروہ فقرے کو جناب موصوف ہی سے شہرا کے حنفیہ کو ناری ماننا یا بسبب غوث
کو برے جاننا کسی عقلمند دیندار کا کام نہین اسیطرح شیخ اکبر کے فصوص اور فتوحات
مین اور مولانا روم کی مثنوی اور حدیقہ مین حکیم ثنائی کے خلاف شریعت جو باتین
پائے جاتے ہین اور قابل تاویل توجیہہ کے نہین سو ان سب کو جمہور محققین الحاقات
مین گنے ہین پہر حافظ ابن تیمیہ کے کسی کتاب مین یا فتوے مین ولو بالفرض شریعت
کے برخلاف کچھ باتین پائے جاوین تو انکو الحاقات مین نہ گنینگے ان باتون
پر اسکی تکفیر کرنا دینداروں کا کام نہین جیسا ان سب کے ساتھ حسن سلوک و نیک
گمان کئے ویسا ہی اس مجتہد حافظ کے ساتھ بہی کرنا ضرور ولو بالفرض اسکی کسی
کتاب مین ایسی بات ہو تو بہی یہہ کہان سے معلوم ہوا کہ یہہ بات اسی کے قلم سے نکلی ہی
شاید کوی بددین ملحد فساد کی نیت سے لگا دیا ہو جیسا اور کتابون مین لگا دئے ہین
چنانچہ مولانا روم کی مثنوی مین اور حدیقہ ثنائی مین فساد کے ابیات لگا دئے ہین
جیسا خال المومنین معاویہ کے حق مین یہہ بیت مذکور ہی ؎ گر ترا خال امید ست
ناچار * ز پور بوبکر را بخال انکار * اور امام شعرانی کی کتاب کے مسودے مین آپ ہی کے
بستی والے علما آپ کی حیات مین بڑی تدبیر و مکر سے چند الحادی کلمات بڑہا دئے
پہر آپ ہی اسکو بادشاہ کے پاس لیجا کے فتنہ مچائے۔ جیسا امام شعرانی اس بات
کو اپنے طبقات کبریٰ مین ذکر کئے ہین اور اسیطرح ایک مرید مرید حضرت مجدد الف
ثانی کا آپکے مسودے مین چند باتین شریعت کے مخالف لگا کے اس مسودے کو شیخ عبد
الحق دہلوی کے پاس لیجا انکے حوالے کیا شیخ نے ان مخالف باتون کو نکال کے

ردانکا لکھے ہین اور نقل اس رسالے کی پہیلے بعد شیخ کو حقیقت امر معلوم ہوئے تو ہین آپنے معذرت
مین ایک خط حضرت مجدد کو لکھ بہیجے لیکن نقول اسکے بہیل گئے سو انکب لوگ اسکو
دستاویز کرکے حضرت مجدد پر طعن کرتے ہین پہر حافظ ابن تیمیہ کے کسی فتوے رسالے
مین اسکی بستی والے عالمان حسد حرص کے مارے دل سے ایسے باتان لگا دئے و
مشہور کر ڈالی ہون یا کسی ملحد نے لگا دینے پر فریب کہائے ہون تو کیا عجب القصہ
جب اُتنے احتمال ہون کفر و کبیرے کی نسبت ادنی مسلمان طرف عموما اور حافظ مجتہد
کی طرف خصوصا کرنا اور اسکے حق مین برے برے کلمات لکھنا منصف دیندار کا کام
نہین سیوا ملا علی قاری شیخ محی الدین ابن عربی پر جو باتین لگائے اور انکے کتابون
مین بڑہائے ہین جنکے رد مین بعض علما رسالے بنائے او شیخ کی تکفیر مین زبان
کہولے سو قرة العیون مین شیخ کیطرف سے معذرت اور انکی تکفیر کے رد مین لکھے
ہین سو عبارت یہہ ہی هَلْ ثَبَتَ عِنْدَكَ بِالطَّرِيقِ الْمَقْبُولِ فِي نَقْلِ
الْأَخْبَارِ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ وَأَنَّهُ قَصَدَ بِهَا مَعْنَاهَا
الْمُتَعَارَفَ الْأَوَّلُ لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ لِعَدَمِ مُسْنَدٍ يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ فِي
مِثْلِ ذٰلِكَ وَلَا عِبْرَةَ بِاسْتِفَاضَتِهِ الْآنَ إِذْ عَلَى تَقْدِيرِ ثُبُوتِ أَصْلِ
الْكِتَابِ عَنْهُ فَلَا بُدَّ مِنْ ثُبُوتِ كُلِّ كَلِمَةٍ مِنْهُ لِاحْتِمَالِ أَنْ يُدَسَّ
فِي كِتَابِهِ مَا لَيْسَ مِنْهُ مِنْ عَدُوٍّ أَوْ مُلْحِدٍ وَالثَّانِي وَهُوَ أَنَّهُ قَصَدَ
بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ كَذَا لَا سَبِيلَ إِلَيْهِ أَيْضًا وَمَنِ ادَّعَاهُ كَفَرَ لِأَنَّهُ
مِنْ أُمُورِ الْقَلْبِ الَّتِي لَا يَطَّلِعُ عَلَيْهَا إِلَّا اللّٰهُ ترجمہ کیا ثابت ہوا ہی تیرے
پاس اسطرح پر کہ قبول کیا جاتا و نقل کرنے مین اخبار کے اسکے جانب سے کہ اسنے کہی

ہی یہہ بات اور قصد کیا ہی اس سے اسکے معنے معلوم کا اول تو اسکا کچھ رستہ نہین
ہی بسبب نہ ہونے سند کے کہ جسپر اعتماد کیا جاوے ایسے مقدمہ مین اور کچھ اعتبار نہین ہے
اسکے مشہور ہونیکا اسوقت مین اسلئے کہ درصورت ثابت ہونے اصل کتاب کے اس سے
ضروری ہی ثابت ہونا ہر لفظ کا اس سے کیونکہ احتمال ہی کہ کوئی دشمن یا کوئی ملحد لگا دیا
ہو اسکی کتاب مین وہ باتین جو اس سے نہین ہین - اور دوسری بات وہ یہہ
مقصود اسکا اس لفظ سے یون ہی سو اسکے پانے کا بھی کچھ رستہ نہین ہی اور جو کوئی
اسکا دعوی کرے کافر ہووے اسلئے کہ وہ دلکی باتون سے ہی کہ جن پر بجز اللہ کے
کوئی مطلع نہین ہوتا - اور بہت سے بڑے بڑے بزرگان حافظ ابن تیمیہ کی تعریف
کئے اور اسکے اقوال کو دینی مقدمات مین سند لائے ہین اور اسکے جرح و تعدیل کو
اور تضعیف و تصحیح کو اعتبار کئے ہین اگر مطلق جاہ کا منکر ہوتا تو وے علما اور بزرگان
ویسے برے شخص کے اقوال کو سند کاہیکو کرتے اور کاہیکو اسکی ثنا صفت لکھتے
جب ویسے بزرگان ایسا برا عقیدہ رکھنے والے کی تعریف کئے تو معلوم ہوا کہ وے
بزرگان بھی ویسے ہی تھے یعنے جاہ کے منکر پھر جناب صاحب گلزار ہدایت کو لازم
تھا کہ ان بزرگون کو اسکے تابعدار ٹھہراوے اللہ سبحانہ ان کو نیک توفیق دیوے
الحاصل ابن تیمیہ کی تعریف کرنے والے بزرگونمین سے ایک امام شعرانی ہین کہ
اپنے طبقات کبری مین حافظ سیوطی کے مناقب مین لکھے سو عبارت یہہ ہی

وَاَمَّا قَبْلَ السُّبْكِيِّ فَاجْتَمَعَ الْاِجْتِهَادُ فِي الْاَحْكَامِ وَالْحَدِيثِ لِخَلْقٍ
مِنْهُمْ ابْنُ تَيْمِيَّةَ وَابْنُ دَقِيقِ الْعِيدِ وَالنَّوَوِيُّ وَقَبْلَهُ اَبُو شَامَةَ
وَقَبْلَهُ ابْنُ الصَّلَاحِ یعنے پہلے سبکی کے احکام و حدیث مین بہت سے لوگون

اجتہاد واقع ہوا ان مین سے ابن تیمیہ اور ابن دقیق عید اور نووی ہین اور اسکے آگے
ابو شامہ اور اسکے آگے ابن صلاح انتہی دوسرے زین ابن نجیم بحر الرایق والے
ہین جو بڑے اصول حنفی تھے سوانہون نے اپنی کتاب مذکور مین ذکر کئے اور کہے کہ
وَقَدْ بَالَغَ الْحَافِظُ عَالِمُ الْمَغْرِبِ اَبُو الْعَبَّاسِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ فِيْ تَضْعِيْفِهِ
اَيْ حَدِيْثِ الْقُلَّتَيْنِ یعنے تحقیق مبالغہ کیا حافظ ابن تیمیہ مغرب کا عالم ابو العباس
ابن تیمیہ قلتین کی حدیث کو ضعیف ٹھہرانے مین اور محدثون کی اصطلاح مین حافظ
اس شخص کو کہتے ہین کہ جسکے زبان پر لاکھہ حدیث راویون کے نام سمیت یاد رہین
تیسرے ملک العلما مولانا عبد العلی ابو العیاش قدس سرہ ہین جو ارکان اربعہ مین
اسکے قول کو دستاویز کئے اور کہے صَحَّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ
اَمَرَ بِتَعَدُّدِ الْجُمُعَةِ وَهٰذَا الْاَثَرُ صَحِيْحٌ وَصَحَّحَهُ ابْنُ تَيْمِيَّةَ فِيْ مِنْهَاجِ
السُّنَّةِ یعنے صحیح ہوئی یہہ بات حضرت علی سے کہ آپنے متعدد جگہون مین نماز جمعہ
پڑہنے کے لئے حکم کئے اور یہہ اثر صحیح ہی کیونکہ ابن تیمیہ منہاج السنۃ مین اسکی تصحیح کیا ہی انتہی
اور اسیطرح مولانا ممدوح مسلم الثبوت کی شرح مین کئی جگہہ ابن تیمیہ کے قول کو دستاویز
کئے ہین۔ چوتھے حنفیون کے محقق شیخ ابن الہمام ہین جو ابن تیمیہ کی روایت کو فتح
القدیر مین دستاویز کئے اور کہے کہ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ وَرَوَيْنَا عَنْ دَارِ
قُطْنِيٍّ اَنَّهُ لَمْ يَصِحَّ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْجَهْرِ حَدِيْثٌ
انتہی یعنے کہا ابن تیمیہ کہ روایت پہنچی ہمکو دار قطنی سے اس بات کی کہ بسم اللہ جہر سے
پڑہنے کے باب مین آنحضرت سے کوئی حدیث صحت کو نہین پہنچی اور اسیطرح
شیخ موصوف یانی وغیرہ کے مقدمے مین بھی اسکے اقوال کو سند کئے ہین پانچوین

محدث الہند شیخ عبدالحق دہلوی ہین جو کئی مقام مین شرح مشکوۃ سے ابن تیمیہ کے اقوال
کو دینی مقدمات مین سند لاتے ہین۔ چھٹے ملا علی قاری ہین جو درۃ المضیہ مین ایک باب
حدیث کی موضوعیۃ کے باب مین اسکے قول کو سند کئے کہے مِنَ الأحَادِيثِ
المَوضُوعَةِ مَن زَارَنِي وَابرَاهِيمَ فِي عَامٍ وَاحِدٍ ضَمِنتُ لَهُ
الجَنَّةَ وَقَالَ ابنُ تَيمِيَّةَ اِنَّهُ مَوضُوعٌ یعنے بناے ہوے حدیثون مین
ہی یہہ حدیث جو مذکور ہوی اور کہا ابن تیمیہ کہ یہہ حدیث بنائے ہوی ساتوین
خطیب قسطلانی شافعی ہین جو مواہب اللدنیہ مین اسکے قول کو دستاویز کئے اور
کہے اَمَّا مَن قَالَ اِنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَجَّ مُفرِدًا ثُمَّ اعتَمَرَ
مِنَ التَّنعِيمِ فَهُوَ غَلَطٌ لَم يَنقُلهُ اَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ
وَلَا الأَئِمَّةِ الأَربَعَةِ وَلَا اَحَدٌ مِن اَهلِ الحَدِيثِ قَالَ ابنُ تَيمِيَّةَ
یعنے جو شخص کہا سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا حج ادا کئے بعد ازان تنعیم سے
عمرہ لائے سو وہ غلط ہی اسبات کو کوی نقل نہین کئے نہ صحابہ مین سے اور نہ کوی
اہل حدیث مین سے چنانچہ اس بات کو ابن تیمیہ کہا ہی انتہی آٹھوین مولوی باقر
آگاہ ہین جو ایقاظ النیام مین کہے کہ امام کبیر مجتہد کوہ بلند و راسخ در علم رئیس فقہا
و محدثین ابو العباس ابن تیمیہ ہے انتہی نوین لولو المطہم فے زیارۃ القبر المکرم والے
ہین جو کہے کہ قَد ذَكَرَ ابنُ تَيمِيَّةَ اَنَّ كُلَّ المُؤمِنِينَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيهِمُ الزَّائِرُ
عَرَفُوهُ وَرَدُّوا عَلَيهِ السَّلَامَ فَاِذَا كَانَ هٰذَا بِآحَادِ المُؤمِنِينَ فَكَيفَ
بِسَيِّدِ المُرسَلِينَ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ یعنے ذکر کیا ابن تیمیہ کہ سب مسلمان
مردون پر جب کوی زائر سلام بھیجے تو اسکو پہچانتے ہین اور اسکے سلام کا جواب

دیتے ہین پھر جب احاد مومنین کے باب مین یہہ بات ہو تو سید المرسلین کے جناب اقدس مین کیا کچھ عقیدہ رکھتے ہوینگے دیکھو صاحب حیوة الحیوان ہین جو بڑے عالم شافعی مذہب کے تھے اسد کی ذکر مین کہے

وَالَّذِے ذَکَرَہٗ اَیْ صَلَاحُ الدِّیْنِ فِی الْقَوَاعِدِ اَنَّ الْاُمَّ اِذَا کَانَ بِہَا جُذَامٌ اَوْبَرَصٌ سَقَطَ حَقُّ الْحِضَانَةِ لِاَنَّہٗ یُخْشٰی عَلَی الْوَلَدِ مِنْ لَبَنِہَا وَمُخَالَطَتِہَا بَعْدُ وَاسْتَدَلَّ بِقَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یُوْرِدُ ذُوْعَاہَةٍ عَلٰی مُصِحٍّ

بعد اسکے کہا

وَالَّذِے ذَکَرَہٗ ظَاہِرٌ وَہُوَ الْمُخْتَارُ وَیُؤَیِّدُہٗ مَا اَفْتٰی بِہٖ ابْنُ تَیْمِیَّةَ مِنَ الْحَنَابِلَةِ وَصَرَّحَ بِہِ الْاَئِمَّةُ الْمَالِکِیَّةُ اَنَّ الْمُبْتَلٰی الْوَارِدَ مَسَاکِنَ الْاَصِحَّاءِ فِیْ رِبَاطٍ وَغَیْرِہٖ مُنِعَ لِاَیْذَائِہِمْ وَلَوْکَانَ سَاکِنًا وَابْتُلِیَ اُزْعِجَ وَاُخْرِجَ

دیکھو مسلمانو کہ صلاح اپنے دعوے پر حدیث کو سند کیا تسپر صاحب حیوة الحیوان جو شافعی عالم تھا کہا کہ تائید کرتا ہی اسکے قول کو فتوی ابن تیمیہ کا اور یہہ مقام خوب غور کرنے کا ہی کہ ابن تیمیہ کتنا بڑا دیندار فاضل ہوگا کہ جسکے فتوے کو حدیث سے سند رکھتی سو بات کو مددگار ٹھہرایا سچ انصاف والے علما کا یہی شان ہی الحاصل ای محمدی بھائیو اتنے دیندار علما جی شان سرور عالم کے جاہ و مرتبہ حقیقی کے منکر کے اقوال کو جو بدترین کافر ہی دینی مقدمات مین ہرگز دستاویز نہ کرینگے اور ویسے کا ذکر ثنا صفت نہین لکہینگے جب کئے اور لکھے تو صاف معلوم ہوا کہ اسپر جاہِ حقیقی کے انکار کا صرف بہتان ہوا پھر کوی مولوی عداوت سے یا حسد سے اسکو جاہ کا منکر ٹھہرادے تو کیا اعتبار ہی اور نادر ماجرا یہہ ہی کہ ابن تیمیہ کو بدنام کرنے اور اسپر جاہ و توسل کے انکار کا بہتان باندھنے کے پیچھے جو لکھے ہین کہ اسکے تابعدار الخ

سو اگر تابعدار کے لفظ سے وہ حضرات مراد ہین جو اسکی تعریف کر بیٹھے اور دینی مقدمات
مین اسکے اقوال کو دستاویز کئے اور اسکو مجتہد فی الحدیث والاحکام مانے تو اسکو
برائی ظاہر ہی اگر انکے سوا دوسرے پاک محمدیان سے ارادہ کئے ہین کہ جنکا کام
ہمیشہ اتباع سنت و ترویج توحید و رد شرک و بدعت ہی تو اتہام مستقیم حقیقی کا سبب
ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ اَیُّمَا رَجُلٍ اَشَاعَ عَلٰی رَجُلٍ کَلِمَةً وَّهُوَ مِنْهَا
بَرِیۡءٌ یَشِیۡنُهٗ بِهَا فِی الدُّنۡیَا کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اَنۡ یَّحۡبِسَهٗ فِیۡ
جَهَنَّمَ الحدیث یعنی کوئی آدمی کسی آدمی پر کسی بات کو مشہور کیا اور وہ آدمی
اس بات سے پاک رہے تا دنیا مین اسکو برا ٹھہرائے اور لوگون مین بدنام کرے
تو اللہ تعالی اسکو قید کر رکھیگا جہنم مین **ابیات** خدا لعنت کرے اوس بہ
پر کہ جسکے دل مین ہو بغض پیمبر ٭ دیا رتبہ جو اسکو رب نے بخشا ٭ گھٹاوے
اسکو سو ملعون ہوگا ٭ جسے ہو بغض آل مصطفی کا ٭ کرے اسکو خدا دوزخ کا ایندھن
جسے اصحاب حضرت سے ہو انکار ٭ رہے ہر دم خدا کی اسپہ پھٹکار ٭ جسے کچھ بغض
ہووے اولیا سے ٭ ہمیشہ ابر لعنت اسپہ برسے ٭ ذرا یہ اور بھی سن رکھئے حضرت آ
کہ بہتان گر یہ بھی ہو حق کی لعنت ٭ القصہ محمدیان پاک دین کہ جنکو ابن تیمیہ کے
تابعدار ٹھہرائے ہین سراسر صاف تابعداری کا بہتان ہی کیونکہ انکی کوئی کتاب
مین حافظ ابن تیمیہ کا بالکل ذکر نہین نہ اسکی تعریف نہ اسکا قاعدہ پھر ابن تیمیہ پر ایسے
بہتانان باندھکے محمدیون کو اسکے تابعدار کہنا جناب باغبان گلزار سے
بہت اچنبا ہی حالانکہ طریقہ محمدیہ والون کی کتابون مین سے ایک کتاب تقویۃ
الایمان ہی سو اسکے ایک سو چودھوین صفحے مین لکھا ہی کہ ہان اگر یون کہے کہ

یا اللہ کچھ دے تو شیخ عبد القادر کے واسطے تو بجا ہی انتہی اور صراط المستقیم مین ملفوظ
خاص ہی حضرت سید احمد صاحب کا کہ جسکو حاجی مولانا محمد اسمعیل محدث دہلوی فاروقی
جمع کئے ہین سوا اسکے دو سو ستر پانچوین صفحے مین لکھے ہین کہ اول طالب را باید کہ
باوضو دو زانو بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر این طریقہ یعنے حضرت خواجہ معین
الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب
ایزد پاک بتوسط این بزرگان نماید انتہی یعنے اول طالب کو چاہیئے کہ باوضو نماز
کے طور پر دو زانو بیٹھے اور اس طریقے کے بزرگون کے نام سے یعنے حضرت خواجہ
معین الدین سنجری کے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما کے طرف
سے فاتحہ پڑھکے حضرت باریتعالی کے جناب مین ان بزرگون کے واسطے سے التجا
کرے انتہی اور نصیحت المسلمین کے بیسوین صفحے مین جو مولانا خرم علی [illegible] العالی کی
تصنیف ہی لکھا ہی کہ لیکن یہہ جاننا چاہیئے کہ اولیا انبیا کو دو طرح کا وسیلہ پکڑنا
درست ہی اول یہہ کہ خدا کی جناب مین یون عرض کرے کہ الہی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے طفیل سے یا علی مرتضی کے تصدق سے میری فلانی حاجت روا کر دوسری یہہ انکے
مزار پر جاکر یون کہے کہ یا حضرت تم پاک بندے ہو میرے واسطے حق تعالی سے دعا
کرو انتہی دیکھو مسلمان بھائیو کہ ان عبارتون سے صاف توسل کا جواز اور جاہ
حقیقی کا اقرار نکلتا ہی کیونکہ جب تک کسی کے جاہ کا اعتقاد نرکھین اسکو بر آمد مقاصد کے
واسطے ٹھہرانا عبث اور مہمل ہی اور تقویۃ الایمان کی کتاب اگرچہ فقط لا الہ الا اللہ
کی معنی پر اور برائی شرک و کفر پر تمام ہوئی ہی دوسرا باب محمد رسول اللہ کے معنی کے
بیان کا چھاپے نہین گیا باوجود اسکے اول سے آخر تک اس کتاب مین دیکھ لیجیئے

کہ بیان توحید کے ضمناً کتنے فضایل اعلیٰ و اشرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان
کئے گئے ہین چنانچہ پہلے صفحے مین مرقوم ہی۔ الٰہی ہزار ہزار شکر تیری ذات پاک کو کہ ہمکو
تونے ہزارون نعمتین دئین اور اپنا سچا دین بتایا اور سیدہی راہ چلائی اور اصل توحید
سکھائی اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مین بنایا اور
انکی راہ سیکھنے کا شوق دیا اور انکے نائبونکی جو انکی راہ بتاتے ہین اور انکی طریق پر
چلاتے ہین انکی محبت دی سوای پروردگار ہمارے اس نبی پر اور اسکے آل و اصحاب پر
ہزار ہزار درود وسلام بھیج اور ہمکو اسی کی راہ پر جیتے ہوئے قایم رکھہ اور اسیکے
تابعونمین گن آمین یارب العالمین۔ اور پانچوین صفحے مین ہی یہہ اللہ کی بڑی شان
ہی کہ اسنے ایسا رسول بھیجا۔ اور چھیالیسوین صفحے مین ہی سب اولیا و انبیا کے
سردار پیغمبر خدا تھے۔ اور انہین سے سب نے اسرار کی باتین سیکھین۔ اور چوہتوین صفحے
مین ہی ہمارا وکیل بڑا زبردست ہی اور ہمارا شفیع بڑا محبوب ہی۔ پھر اسی صفحے
مین ہی سب پیرون کے پیر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اور ایک سو تیرہوین
صفحے مین اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ۔ اور ایک سو تیسوین صفحے مین ہی ہمارے
پیغمبر ساری جہان کے سردار ہین اللہ کے نزدیک انکا مرتبہ سب سے بڑا ہی اور اللہ کے
احکام پر سب سے زیادہ قایم ہین اور اللہ کی راہ سیکھنے مین سب انکے محتاج۔ اور
آخری صفحے مین ہی ای مالک ہمارے اپنے ایسے پیغمبر رحیم و کریم پر ہزار ہزار درود و
سلام بھیج اور جیسے اسنے ہم سے جاہلون کو دین کے سکھانے مین حد سے زیادہ
کوشش کی سو تو ہی اس کوشش کی قدردانی کر کہ ہم تو ایک عاجز بندے ہین محض
بے مقدور اور جیسا تونے اپنے فضل سے ہمکو شرک و توحید کے معنی خوب سمجھا دئے

اور لا الٰہ الا اللہ کا مضمون خوب تعلیم کیا اور مشرک لوگوں سے نکال کر موحد پاک
مسلمان بنایا اسیطرح اپنے ہی فضل سے بدعت و سنت کے معنے خوب سمجھا اور محمد رسول
اللہ کا مضمون خوب تعلیم کر اور بدعتی بدمذہبوں سے نکال کر سنی پاک متبع سنت کر
انتہی اور اسکی کتاب صراط المستقیم کے چوتھے صفحے مین نعت رسول کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کس خوبی سے مرقوم ہی دیکھئے کہ درود نامحدود بر علم عرصۂ وجود صاحب
مقام محمود مطلع جریدۂ اصفیا مقطع قصیدۂ انبیا رونق افزای چمن اصطفا گل
سر سبد گلشن اجتبا مضمون کتاب ایجاد و تکوین مقصود خطاب ارشاد و تلقین طغرا
فرامین تکلیف و تشریع خط کش دواوین تدلیس و تلمیع یعنی احمد مجتبی محمد مصطفی صلوٰۃ
اللہ وسلامہ علیہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین وعلی ورثتہ ونوابہ الی یوم الدین وعلینا معہم
وفیہم - اور ایک سو تر ستوین صفحے مین ہی - وعلامۂ کلام درین مقام آنکہ
محمد عربی را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از تمام خلق پیشوا و محبوب مطلق اعتقاد کردہ و بدل و جان
راضی بآن شدہ تمامی رسوم ہند و سند فارس و روم را کہ خلافِ وی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
باشد یا زیادتی از طریقۂ صحابہ شود ترک نماید و انکار و کراہت برآن اظہار کند الخ
اور تین سو تیرھوین صفحے مین ہی - بخلاف اولوالعزم کہ بمثابہ جارحہ می باشند مطلوب بلا کہ در
شاید این جارحہ بسہ صورت متحقق میگردد اول آنکہ ملک و انسان یعنی رسول ذوالعزم
در وساطت برابر بودند دوم آنکہ اصل ملک بود و انسان تابع سیوم آنکہ بر عکس آن
بود یعنی انسان اصل ملک تابع و این صورت ثالثہ شانیست عظیم کہ مختص بجناب خاتم
الانبیاست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ظہور آن کما ینبغی روز بدر شدہ و صحابہ حضار بدر
راضی اللہ عنہم اجمعین نصیبی وافر ازین خصیصۂ باہر بطفیل صحبت خاتم المرسلین حاصل شد

اور تین سو تیسوین صفحے مین ہی · و نیز سالک این سلوک را باید کہ در ادای حقوق انبیا
و اولیا بلکہ سایر مومنین و تعظیم ایشان کوشش بلیغ کند کہ ہمہ ایشان ساعی و شافع دری
شوند و سعی و شفاعت انبیا و اولیا پر ظاہر است اما سعی مومن پس دعای خیر است پس متوقع
دعای خیر کہ کارآمدنی است در آن مقام تفقد و خاطرداری ہر مسلمان کند و ہمہ حقوق و
تعظیمات در اتباع غیر ایم شرع شریف مودامی شود انتہی - اور نود پر نوین صفحے مین ہی
چہ کتاب فتوح الغیب کہ منسوب بہ پیشوای اولیا و قدوۂ ارباب فنا و بقا ذی المناقب
والمفاخر اعنی الشیخ عبد القادر است دیدہ باشی انتہی اور وہی مولانا محمد اسمعیل شہید
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایضاح الحق کے دیباچے مین لکھے ہین وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی اَکْرَمِ الْخَلْقِ مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ بَعَثَہُ اللّٰہُ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً یعنی درود
و سلام نازل ہووے اُسپر جو سب مخلوقات سے بڑی بزرگی والے ہین سو وہ محمد صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم ہین جنکو اللہ نے سب لوگونکی ہدایت کے لئے بھیجا ای مسلمانو انصاف
سے کہو کسکی رو رعایت مت کرو کہ اسطرح کی وصف لکھنے والا موصوف کے جاہ و توسل
کا منکر ہو سکتا ہی یا اُسپر ایسا نکا بہتان معلوم ہوتا ہی سو مسلمان پاک باطن پر ظاہر
ہی پھر اگر کوئی شخص اتنے باتان سننے اور دیکھنے کے باوصف گروہ محمدی کے باب
مین وسواس کرے سو یا تو وہ نپٹ احمق ہی یا بے دین یا گمراہ اور ویسے شخص کا نظیر
کوئی نہین سوای بیحیا مردان کے اور اسکے بنی اعمام کے جو حضرت علی کو حضرت
عثمان کے قاتلونمین مشہور کر کے ملک ملک مین عموما اور شام کے ملک مین
خصوصا بدنام کئے اگرچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ منبر پر علی رؤس الاشہاد آپ اس
بہتان سے پاک ہین کر کے قسم کھا کھا بیان کئے کہ مین اس کام مین شریک نہین

نہ قولاً نہ فعلاً نہ رضاءً پر بیچیا لوگ کہان سنتے اور اُن قسمون کو کب سچ جانتے پھر حضرت
علی کو اور حسنین شریفین کو برملا منبر پر مسجد نبوی مین اور دوسرے مسجد ونمین گالیان
دیتے تھے ان گالیون کا سلسلہ چہتر برس تک جاری رہا جیسا عبد الحق دہلوی نے
شرح اسماء الرجال مشکوٰۃ مین کہا وَکَانَ السَّبُّ وَاللَّعْنُ عَلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ مُسْتَمِرًّا مُنْذُ سِتٍّ وَسَبْعِيْنَ سَنَةً فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ ابْنُ عَبْدِ
الْعَزِيْزِ اَبْطَلَ سَبَّ عَلِيٍّ رَضِيَ یہان تک کہ ایک روز مروان شقی حضرت
علی کے باب مین سخت وسست کہہ کے جناب امام حسن کو کہلا بھیجا تو آپ اسکے جواب
مین کہلا بھیجے کہ تو جیسا کہا اگر میرے باپ ویسے ہی ہین تو اللہ تعالیٰ تجھکو تیرے سچ
بولنے پر جزائے خیر دیوے اگر میرے باپ ویسے نہین تھے تو ناحق جھوٹھ بوہتان اُنکے
حق مین بد بات کیا ہو تو تیرے لئے قہار منتقم کا انتقام بس ہے مین میری طرف سے
تیرے حق مین کچھ بول کر اسکا بدلا نکرونگا پھر طریقہ محمدیہ والے بھی مولانا اسمعیل شہید
دہلوی کیطرف سے ایسا ہی کہتے ہین کہ اگر وہ بزرگ تم لکھے سریکھا ہی تھے تو اللہ
تمکو جزائے خیر دیوے اگر ویسے نہین تھے تو قہار ذو البطش الشدید کا انتقام بس ہے
ہم محمدیہ اسکے مکافات مین آپکے حق مین یا آپکے پیر استاد کے حق مین کچھ
نالایق بات نہ کہینگے اِنَّمَا اَشْكُوْ بَثِّيْ وَحُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ ای مسلمانو اب یہان
یہہ بھی جان رکھنا ضرور ہی کہ جسکو تکفیر کا مرض لگا تھا سو ابن تیمیہ پر جابجا حقیقت
کے انکار کا بہتان باندہا یا کسی کے بہتان کو جان بوجھ کے اور اسکو نفس الامری ٹھہرا
کے اسکے حق مین جو لکھنا تھا لکھا اور لوگون کے زبان سے جو نکالنا تھا نکالا لیکن امام
ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور انکے تابعونکو بھی جابجا کے منکر ٹھہرا کے انکی تکفیر اور تضلیل

بھی نکلیا

نکیا سو بڑا تعجب ہی کیونکہ انہوں نے مدینۃ الرسول کے حرم ہونے کا صاف انکار کیے ہین جیسا
در المختار مین کہا لا حرم للمدینۃ عندنا یعنے ہم حنفیون کے پاس مدینہ کو حرم
نہین ہی انتہی حالانکہ بہت سے احادیث اور آثار کے روسے اور امام شافعی کے مذہب مین
اور امام مالک کنے اور امام احمد کے ایک روایت مین اور دوسرے عالمون کے پاس مدینۃ
الرسول کے واسطے حرم ہونا ثابت ہی چنانچہ مولانا عبد العلی ملک العلما ارکان اربعہ
مین فرماتے ہین کہ اعلم ان الاحادیث الدالۃ علی تحریم المدینۃ کثیرۃ
لکن عندامامنا الامام ابی حنیفۃ الشریف المعظم لا اثبات احکام
مخصوصۃ من حرمۃ الاصطیاد فی حرمہا وحرمۃ قطع اشجارہا
الثابتۃ بنفسہا بحیث ادی الی الاثم او الجزاء فقال الامام الشافعی
والامام مالک فی روایۃ اصطیاد صید المدینۃ وقطع شجارہا
اثم ولا یجب الجزاء وعن الامام احمد روایتان روایۃ مثل
قول الشافعی وروایۃ مثل قولنا وقال الامام مالک فی روایۃ
اخری وبعض العلماء الاخرین فی اصطیاد الصید وقطع الاشجار
فی المدینۃ المطہرۃ الجزاء کما فی الاصطیاد بمکۃ المعظمۃ وعند
البعض الجزاء استلاب سلب الصاید والقاطع انتہی جب ایسے
امام اس بات پر ہون اور اس بات پر بہت سے احادیث و آثار صاف دلالت بھی
کرتے ہون اور اسمین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاہ و بزرگی نہایت ظاہر
ہوتی ہو کیونکہ اللہ تعالی کے گھر کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے شہر کو شرعاً
شرکت ہمسری ثابت ہوتی ہی پھر اس امام ہمام کو کیا ضرورت تھی کہ دستنے قوی دلیلون

کو چھوڑ کے چند اقوال یا منسوخ یا ضعیف حدیثون کو دستاویز کرکے ایسے جاہ و مرتبے
کے قایل ہوے اور کیا ہوا ان متعصبون کو کہ ایسی بڑی دستاویز ہاتھ لگتی ہوئی حنفیون
کی تکفیر و تضلیل سے انجان ہوگئے اور انکو منکر جاہ رسول نہ ٹھہرائے شاید حنفیہ بڑے حریف
ہین کر کے ڈرے اور بیچارے حافظ ابن تیمیہ حنبلی کی کچھ خطا نہین مگر یہی کہ شافعیون پر
کچھ رد و قدح کیا سو اسکی تکفیر و تضلیل پر ہجوم کئے اور کرائے واہ رے انصاف واہ رے
خدا ترسی علاوہ تو یہہ ہی کہ شرعۃ الاسلام کی شرح مین امام ابو حنیفہ سے نقل کئے ہین
کہ کہے ذَهَبَ أَبُو حَنِيفَةَ إِلَى نَفْيِ حَرَمِ الْمَدِينَةِ وَقَالَ لَا حَرَمَ لَهَا بَلْ
كَسَائِرِ الْبِلَادِ یعنے گئے ابو حنیفہ مدینے کو حرم نہونیکے طرف اور کہے کہ مدینہ
کو حرم نہین ہی بلکہ وہ دوسرے بستیونکے سی ایک بستی ہی افسوس یہہ ہی کہ اس عموم تشبیہ
کے رو سے مدینۂ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام اور مدینۂ کسری و قیصر دونو برابر
ہوگئے حالانکہ مدینۃ الرسول مین مسجد نبوی ہی اور خوابگاہِ شریف ہی جو فاضل تر ہے
عرش اعظم اور بیت المعمور اور مکہ معظمہ سے اور وہان منبر شریف ہی اور جنت البقیع اور
قبور خلفاء ثلثہ و اہل بیت کرام و صحابۂ عظام ہین اور مسجد نبوی مین ایک دوگانہ
ادا کئے تو اور جگہہ مین ہزار دوگانے ادا کرنے کا ثواب ملتا ہی بخلاف مدینۂ کسری
و قیصر وغیرہ کے کہ انمین دیوستان اور بت کے پجاریان اور بتان اور قبور کفار
اشرار ہین یعنے دونو کسطرح برابر ہو وینگے جو علی العموم کہے بَلْ هُوَ كَسَائِرِ الْبِلَادِ
اور اس مذہب کے بولنے مین متعصبون کے زعم کے موافق اہانت کی بو بھی پائی جاتی ہی
جیسا کوئی کہے کہ انحضرت اجتہاد مین بھی خطا نہین کئے تو دوسرے نے کہا آپ خطا بھی کئے
ہین کیونکہ آپ بھی ایک آدمی ہتے دوسرے آدمیون کے سریکھے جیسا دوسرے آدمیان

خطا

خطا کیے ہین آپ بھی خطا کئے ہونگے سو ایسی بات سے ہر چند کوئی شخص اہانت کا قصد نرکھے لیکن اس عبارت کی قدبلک سے اہانت کی بو آتی ہی لیکن حنفیہ کثرت کے سبب سے متعصبین شافعیونکی زبان سے بچ گئے خیر اگر ابن تیمیہ ایسی تشبیہ دیا ہوتا تو اسکو مقر راہانت ٹھہرا کے اسکی تکفیر علانیہ کرا تے کیونکہ اس کا کوئی یار و مددگار نہین اوسیطرح تکفیر کے مرض مین گرفتار ہوے سو لوگ شیخ اکبر کی تکفیر کر گئے ہین از انجملہ ابن مقری ہین جو کہے کہ مَنْ شَاکَّ فِی کُفْرِ الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَطَائِفَةِ ابْنِ عَرَبِیٍّ فَهُوَ کَافِرٌ بَلْ تَوَقُّفُ الْمُتَوَقِّفِ فِی اَمْرِهٖ سَبَبُ کُفْرِهٖ یعنے جو کوئی یہود و نصاری کے کفر مین شک کھے اور ابن عربی کی جماعت کے کفر مین شک رکھے سو وہ کافر ہی بلکہ شیخ موصوف کے مقدمے مین توقف کرنے والے کا توقف اسکے کفر کا سبب ہی از انجملہ عبد الحق ابن سبعین ہین از انجملہ علامہ جزری ہین از انجملہ شیخ الاسلام تقی الدین علی ابن عبد الکافی سبکی ہین از انجملہ حافظ زین الدین عراقی ہین از انجملہ نور الدین ہیثمی ہین از انجملہ سراج الدین بلقینی ہین از انجملہ امام رضی الدین ابو بکر محمد ابن صالح المعروف بابن الخیاط ہین از انجملہ قاضی شہاب الدین احمد ابن ابو بکر ہین یہ سب بزرگان شیخ اکبر کی گمراہی او تکفیر پر نص کئے ہین بلکہ بعضے تو یہان تک کہے کہ انکے معتقدون کو سلام و علیک نکرین اور انکے جنازون پر نماز نہ پڑہین پھر جو لوگ سبکی وغیرہ کے اقوال کے دستاویز سے ابن تیمیہ کی تکفیر تضلیل کرتے ہین سو انکو لازم ہی کہ ایسے بڑے بڑے محدث و فقہا و قاضیان کے فتوے کو دستاویز کر کے شیخ اکبر کی اور انکے تابعون کی بھی تکفیر کرین اور ظاہر ہی کہ اگلے زمانے کے فقہا اور محدث اور صوفیہ خصوصاً جلال الدین سیوطی اور

مولانا جامی اور مجد الدین فیروز آبادی اور ابو القاسم قشیری وغیرہم اور ہمارے زمانے کے پیرزادے اور علما خصوصاً ملک العلما مولانا عبد العلی رحمۃ اللہ علیہ اور انکے فرزند پوتے نواسے کیا موئے کیا جیتے اور قاضی القضات مولوی ارتضا علی خان بہادر فاروقی اور سراج العلما مولوی اسلمی صاحب نایتی اور حضرت بادشاہ اور اکثر مشایخ ہندوکہن کے شیخ اکبر کے ولایت اور قطبیت کے قایل اور انکی تعریف مین زبان سکہاتے ہین سو ان سب کی بہی تکفیر اور تضلیل کرنا ضروری ہے اور اسیطرح بڑے بڑے علما امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کر چکے اور انکی کتاب احیاء العلوم کو جلانے کے لئے فتوے دیئے چنانچہ علامہ قاضی عیاض مالکی صاحب شفا انہین عالمون سے ہی جو احیاء العلوم کو جلانے پر فتوی دیئے پہر ویسے بزرگ کو مقتدا ماننے والے اور احیاء العلوم کو دستاویز کرنے والے چنانچہ اکثر شافعیونکا دستور ہی کافر گمراہ ٹھہرائے کہ نہین اسکا جواب باصواب دو فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوۡا اگر یہان تاویل توجیہ کرکے ان دونون بزرگون کو بچا لیتے ہون تو ابن تیمیہ ایسی کیا خطا کئے جو بالکل معافی مین نہین اسکے تاویل توجیہہ بہی نہ بنی سو اس سے معلوم ہوا کہ اسکے ساتھہ کچہہ مذہب کا تعصب اور عداوت ہی غرض راجہ جیسا کرینگے ویسا پاوینگے ہین جو ابن تیمیہ کے واسطے اتنی قلم فرسائی کیا فقط اللہ کے واسطے کیا کیونکہ وہ مسلمان کی تائید کرنا لازم تھا سوائے اسکے تضلیل و تکفیر پر اسکے کوئی دلیل نہین حنفیون پر صد آفرین ہو کہ انکا امام شمس الائمہ اور ابو حفص کبیر اور محیط برہانی والا اور بزازی والا اور خلاصہ والا شافعیونکی تکفیر کئے اور انکو اہل الکتاب کے مقام مین اتارے پہر دوسرے حنفیہ انکے اقوال کو دستاویز کرکے شافعیونکی تکفیر کرتے تو کر سکتے جیسا بعضے شافعیہ سبکی ابن حجر وغیرہم کے قول کو سند کرکے حافظ

مجتہد ابن تیمیہ کی تکفیر و تضلیل کر بیٹھے لیکن خدا سے ڈرے سو تکفیر پر جرات نہ کئے بلکہ انکو متعصب جانے ای مسلما نواب یہان اور ایک بات جانا چاہئے اور یہ سری نگلد رہئے کہ ہم مدراس کے بڑے بڑے حضرات پوچھتے ہین کہ امام احمد بن حنبل بڑے جلیل القدر امام تھے مذہب حق رکھتے تھے کہ نہین اگر کہوگے کہ نہین تو بداہتہ کا انکار ہی اگر کہوگے تھے ہم وے حضرات کو خدا ے لایزال کی قسم دیتے ہین کہ جیسا ابن تیمیہ کو ملحد ہی کرکے گلزار کی کتاب پر مہران کر دئے ویسا ہی امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کو اور انکے تابعون کو ملحد ہین کہہ دین نہین تو سب کے ساتھ حسن عقیدت یا حُسنِ ظن رکہین یہہ کیا بات ہی ایک تابع کے حق مین سخت سُست بولین اور دوسرے تابعون کو اور اسکے امام کو چھوڑ دین کیونکہ امام احمد اور انکے تابعون کے نزدیک اپنے اور رب کے درمیان واسطے ٹھہراکے انپر بھروسا کرنا اور انکو پکارنا اور انسے حاجت مانگنا کافر بنانے والے چیزون مین ہی فقط اتنا ہی نہین کہے بلکہ یہہ بھی کہے کہ علما کہے ہین کہ یہہ مسئلہ اجماعی ہی چنانچہ ابن حجر مکی الاعلام بقواطع الاسلام مین لکھے ہین کہ وَمِنْ ذٰلِكَ اَيِ الْمُكَفِّرَاتِ عِنْدَ الْحَنَابِلَةِ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ وَسَائِطَ يَتَوَكَّلُ عَلَيْهِمْ وَيَدْعُوْهُمْ وَيَسْئَلُهُمْ قَالُوا اجماعًا اس سے صاف معلوم ہوا کہ امام احمد اور انکے تابعون کے نزدیک اللہ مین اور اپنے مین واسطے لانا اور انپر بھروسا کرنا اور انکو پکارنا اور انسے مانگنا اجماعی کفر ہی پھر بالذات مانگنا کسقدر کفر نہوگا خیر حافظ ابن تیمیہ جو حنبلی مذہب تھا اگر توسل کا منکر ہوا ہو تو شاید ایسے ہی توسل کا منکر ہوگا اگر اسکو ایسے توسل کا منکر ٹھہراتے ہین تو پہلے امام احمد رضی اللہ عنہ بڑے منکر ٹھہرتے ہین یا تیسری قسم کے توسل کا منکر ہوگا جو

صاحب گلزار ہی نے تراشے ہین کیونکہ اسکے جایز ہونے پر بڑے بڑے فقہا اور محدث
اکھٹے ہوے ہین چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مشکوۃ کی عربی شرح مین اور اسکے
فارسی ترجمہ مین توسل کے پہلے کے دو ہی قسم کو حصر کے مذہب پر ذکر کئے ہین کہ جس سے
گلزاری تیسری قسم کا انکار نکلتا ہی عبارت اسکی یہہ ہے کہ نیست صورت استمداد مگر اینکہ
کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب الٰہی بتوسل روحانیت بندۂ مقرب درگاہ
والا و گوید خداوندا بہ برکت این بندہ کہ تو رحمت و اکرام کردہ او را برآوردہ گردان
حاجت مرا یا ندا کند زایر آن بندۂ مقرب و مکرم را کہ ای بندۂ خدا و ولی او شفاعت
کن مرا و بخواہ از خدا تعالی مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا پس نیست بندہ درمیان
مگر وسیلہ و قادر و معطی و مسئول عنہ پروردگار تعالی شانہ است انتہی پھر اس عبارت
سے صاف معلوم ہوا کہ عبدالحق دہلوی بھی اس تیسری قسم کے منکر تھے جو توسل کو دو ہی
قسم مین حصر کر دئے اور مجاز کے فریب مین نہ آئے اگر آئے ہوتے تو تیسری قسم
مجازاً بھی جایز ہی کر کے لکھتے پھر انکو بھی منکر توسل کے ٹھہرانا ضرور تھا مگر حنفیونکا
رعب براہی اور قاضی القضاۃ مولوی ارتضا علیخان بہادر فاروقی بھی اپنے فتوے
مین جسپر مولوی اسلمی صاحب نائتی کا مہر ہوا ہی گلزاری تیسرے قسم پر علی الاطلاق
انکار کئے اور کہے کہ اگر گوید یا رسول اللہ پسر مرا شفا دہ و اولاد بمن نصیب کن و افلاس
من دور فرما اصلاً و مطلقاً روا نیست انتہی یعنے اگر کہے کہ یا رسول اللہ میرے لڑکے
کو شفا دو اور مجھے اولاد دو اور میرے افلاس کو دور کرو تو ایسا بولنا ہرگز اور مطلق
جایز نہین یعنے آنحضرت کو خدا کے کارخانے مین حقیقۃً مختار مستقل جانکے ہو یا خدا
سے عرض کر کے ان کامون کے برآنے کے سبب ٹھہرنے کے ارادے سے ہو اس

مذہب پر مانگنا ہی روا نہیں اور مطلق کا لفظ بڑہانے کا یہی فائدہ ہی کہ حقیقت اور
مجاز دونون کو شامل رہے تا لوگ کسی کی ایسی ابلہ فریبی باتون پر فریب نکھاوین
اب ہم قاضی القضاۃ صاحب کے جناب مین جرات سے عرض کرتے ہین کہ آپ اپنے
فتوے مین اسطرح کیا سبب لکھے اور گلزار مین اسکے نقیض پر مہر کئے شاید یہ کام ہم
تحریرون کے پیندہی سے کیا گیا ہی یا گلزار یونکے قاضی کی خاطر سے وقوع مین آیا
آپ کو انکی ایسی کیا خاطر تھی جو اپنے کئے کا بھی پاس نکئے نہ حق گوئی کا لحاظ اور وہ
جو حضرت نے مہر کرنے کی جگہہ پر تحریر فرمائے ہین کہ یہہ گلزار خس و خاشاک سے پاک
ہی سو ہم کہتے ہین کہان پاک ہی اسمین خس و خاشاک تو آپ ملاحظہ فرما چکے اور
آیندہ بھی اللہ چاہے تو ملاحظہ فرماوینگے آپکے اسطور سے تحریر فرمانے پر ہمکو بھی حسن ظن
سے یہی معذرت ہی شاید آپ اس کتاب کو تمام و کمال مطالعہ نہین فرمائے ہونگے
بلکہ فقط انکے لکھے کے اعتبار پر مہر کر دئے ہونگے نہین تو البتہ آپ باریک بین تھے
گرفت و گیر کرتے اپنا انتقام آپ اچھی طرح سے لیتے دل کے پھپولے پھوڑتے شاید
دوسرون کے ہاتھ سے بدلہ کرانے کے لئے انجان ہوگئے الغرض اسطرح کا مانگنا
بالکل کسی مذہب حق مین جایز نہین کیون جایز ہو کہ صحابہ تابعین تبع تابعین اور
اہل بیت کے امامان اور حسن بصری سے لیکے غوث اعظم تک کے حضرات سے
اسطرح کا مانگنا نہ حقیقت کے رو سے ثابت ہی نہ مجاز کے بلکہ مطلق نصوص ایسا
مانگنے کے منع پر صاف دلالت کرتے ہین اور اس مذہب کے مانگنے مین گو کہ مجاز کے
ارادے سے ہو لا اقل شرک کا وہم تو آتا ہی اگرچہ مانگنے والا شرک کا ارادہ نکیا ہو
اور جس کام مین شرک کا واہمہ ہووے وہ بھی حرام ہی جیسا ابن حجر مکی تحفہ کی کتاب الجنایز

کہہ کر و یحرم ملک الملوک لان ذلک لیس لغیر اللہ تعالیٰ وکذا

عبد النبی او الکعبۃ او الدار او الحسین لایہام التشریک

یعنے حرام ہی ملک الملوک کہلانا یعنے بادشاہون کے بادشاہ کیونکہ یہہ بات غیر اللہ
کے واسطے جایز نہین ہی اور اسیطرح حرام ہی عبد النبی یا عبد الکعبہ یا عبد الدار یا
عبد الحسین کہلانا کیونکہ ایسا کہلانے مین شرک کا واہمہ آتا ہی انتہی گو کہ نام رکھنے والا
ایسے نام رکھنے اور پکارنے سے شرک کا ارادہ نکرے حرام ہونے کو شرک کا وہم
بس ہے شاید ابن حجر مکی کو مجاز کا علم نہین تھا جو مطلق ایسا کہنے کو حرام ہی کہہ دئیے
کاشکے ایسا فرمائے ہوتے کہ اس مذہب پر کہنا مجاز ار دا ہی یعنے بندے کی بندہ
کہلانا اور اس سے مراد خدا کا بندہ رکھنا جایز ہی غیر اگر گلزار کے مجاز کو مانین تو
بہت سے حرام مباح اور بہت سے مکروہ مباح ہو جاوینگے واہ کیا آسانی کا رستہ
نکلا دیکھنے صاف ہموار معلوم ہوتا ہی لیکن سمجھ والے کے پاس کانٹون سے بھرا ہوا
ہی واللہ یھدی من یشاء الی سواء السبیل اور ابو عیسیٰ کسی کا نام تھا
سرور عالم اسکو بدلا دالے کیونکہ اس نام مین حضرت عیسیٰ کو بھی باپ سے منسوب کیا وہم
آتا ہی اگرچہ ارادہ اس نام رکھنے والے کا یہہ نتھا الحاصل ابن تیمیہ اس قسم کے توسل
کا منکر ہونے سے ملحد یا کافر یا گمراہ ہو تو قاضی ارتضا علیخان بہادر فاروقی اور
مولوی اسلمی صاحب نا یتی بھی کب بچینگے کہ یہہ دونو صاحبان ابن تیمیہ کے خاصے
تابعدار ٹھہرے کیونکہ اسکی بات کی سی بات کہے بلکہ خود جناب باغبان گلزار ابن
تیمیہ کے تابع بنے کیونکہ انہون نے ایک مدت کے آگے اس فتوائے مذکور کا ایک
رد لکھے ہین کہ جسکے دیباچہ مین عارف ربانی عالم حقانی علامۂ شہیر اعظمی نقطہ

حامی

حامئ سنت ماحئ بدعت مولانا مولی العلما مولوی سید محمد علی صاحب کی بہت سے تعریف
لکھے ہین سواس ردمین جہان جہان قاضی القضاۃ صاحب فاروقی بعضے امیرن اور
عالمون کی خاطرسے مولوی صاحب معزی الیہ پر یا انکے مرشدون پر یا انکے طریقے
پر کچھہ طعن وکنائے کئے تھے توان سب طعنون کو صاف صاف رد کئے ہین اور یاکی مولوی
صاحب معزی الیہ کی اور انکے مرشدونکی اور انکے طریقے کی بخوبی بیان کئے ہین اور
اسکے سوائے قاضی القضاۃ فاروقی اس فتوے مین کہین غلطی کئے ہین یا کسی کتاب
کی عبارت کی نقل کرنے مین تغیر بشریت کی سہو سے کئے ہین تو اس غلطی اور اس تغیر کو پوست
کندہ بیان کئے ہین برخلاف اس قول کے کہ جسمین اس قسم کی توسل کا مطلق انکار
ہی سو اسکو اسکے حال پر مسلم رکھہ چھوڑے نہ اسکو مطلقا رد کئے نہ اسکے اطلاق کو
مقید کئے جیسا غائب کو ندا کرنے کے مطلق جواز کو جو قاضی ارتضا علی خان بہادر فاروقی
بیان کئے تھے مقید کئے اور کہے کہ مخصوص خلانے ارادے سے ندا کرنا روا نہین ہی چنانچہ
کہے کہ چہ کسے اگر باین ارادہ ندا کند کہ وی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم غیوب وکاشف
کروب وقاضی حاجات وکافی مہمات ومتصرف فی الامور اند البتہ ممنوع بلکہ مفضی
بکفرست انتہی دیکھو صاحبو قاضی صاحب مطلق ندا کو جائز ہی لکھے تھے سو اسکو جناب
باغبان گلزار مقید کرکے کہے کہ اس ارادے سے ندا کرنا جائز نہین اور اس ارادے سے جائز
ہی اسیطرح اس مقام مین بھی لکھنا تھا کہ قاضی صاحب جو اسطرح کے توسل کو مطلقا
جائز نہین لکھے سو انکی خطا ہی بلکہ عوام موحدین کو تشویش مین ڈالنا اور گمراہ کرنا ہی
پھر اس طرح سے اس دفتوے مین لکھنا تھا کہ سرور عالم سے بالاستقلال مجازا مانگنا
روا ہی جیسا گلزار مین کہے کہ پھر وہان مطلق منع کو مسلم رکھنا یہان مجاز کے دستاویز سے

اسکے خلاف کو جایز رکھنا دیندار عالمون کا کام نہین ہان اگر یہہ عذر ہی کہ اسوقت مسئلہ تو
مقید مین اور حقیقت مجاز مین فرق معلوم نتھا ان دنون مین اسکا فرق معلوم ہوا سو
جایز لکھے سو نیا ری بات ہی ؎ پس از چہل سال بر بیچار روشن گشت اینمعنی ؏
کہ بورانی است بادنجان و بادنجان است بورانی ؏ دوسری بات یہہ ہی کہ گلزار
مین مجاز کے آسرے سے یا رسول اللہ آپ ہی مقصود مراد ہو کہکے بولنا روا ہی لکھے
اور رد فتوے مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کاشف کروب کافی مہمات
وقاضی حاجات ومتصرف فی الامور جان کے ندا کرنا روا نہین کرکے صاف کہے بلکہ
ایسا بولنا کفر کو پہنچاتا ہی کرکے لکھے حالانکہ مجاز کا دامن نہایت وسیع تھا اس
دامن کے آسرے مین وہان بھی آتے تو ہو سکتا تھا یعنے آنحضرت کو کاشف کروب
اور کافی مہمات یا قاضی الحاجات یا متصرف فی الامور مجازا بولنا جایز ہی کیونکہ آنحضرت
کشف کروب کے اور کفایت مہمات کے اور قضائے حاجات کے سبب دعا سے اور
باذن اللہ متصرف فی الامور ہونے کے سبب مین ایسے ہزار لکھے کی کچھہ پروا نہین لیکن
غم یہہ ہی کہ عوام گمراہ ہوتے ہین اور ایک نادر بات سننے کی ہی کہ بدر الدولہ بہادر
قاضی الملک جو گلزار مین لکھے ہین کہ ابن تیمیہ جو کہا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو کچھہ جاہ نہین اور آپ سے توسل کرنا جایز نہین اور بعضے اسکے تابعدار کہتے ہین اللہ
جسکو چاہے اسکو شفیع اسکا بنا دیگا شفاعت کو اسکے اختیار پر چھوڑ دینا اپنے لئے
شفاعت کسی سے نہ مانگنا بلکہ بعضے کہتے ہین شفاعت کا سوال کرنا شرک ہی غرض
یہہ لوگ جو یہہ باتین کہتے ہین بد عقیدہ ہی اہل سنت وجماعت کا یہہ عقیدہ نہین
ابن تیمیہ کا اختراع ہی ایسے فاسد عقیدے سے آدمی بدعتی کہلائیگا انتہی اب ہم کہتے ہین

کہ مفتی بدرالدولہ بہادر سے بہت تعجب ہی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاہ کے
انکار کو اور شفاعت کا سوال کرنے کو شرک بولنے کو جو یہہ دونو عقیدے کفر ہین دوسرے
بعضے کامون سمیت جو کفر نہین ہین گنتون مین گنے ہین جو کہے ایسے فاسد عقیدے سے
آدمی بدعتی کہلائیگا شاید آپکے عقیدے مین انکار کرنا سرور عالم کے مرتبۂ خداداد کا
اور اتفاقی جایز کام کو کفر سمجھنا کفر نہین ہی لیکن ہم محمدیون کے پاس یہہ دونو کام
خصوصًا انکار کرنا سرور عالم کے جاہ خداداد کا بڑا کفر ہی بلکہ مرتبۂ خداداد سے آپکے
کچھ گھٹانا بھی ہم محمدیون کے پاس کفر ہی تو ابیون کنے کفر ہو یا نہ ہو مواہب اللدنیہ
اور شفا تو انکے پاس ہین شاید مطالعہ کئے نہونگے اللہ تعالی ہمکو اور انکو بخشے
آمین اور وہ جو گلزار مین لکھے ہین کہین بھی رہکر جو کچھ مانگے اس کا علم آپکو آجاتا
ہی اور فراغت سے مانگا چاہئے سو یہہ بات اگر آیات قرآنی سے اور احادیث
صحیحہ صریحہ غیر منسوخہ سے ثابت ہو تو اسپر اول ایمان لانے والے ہم محمدیان ہین
جیسا درود سلام کے مقدمے مین یہہ بات ثابت ہوی ہم اسپر جیسا چاہئے ویسا
ایمان لا چکے محمدیان کے مفتریان کیا ایمان لاوینگے کیونکہ وے چال چلن اور عقیدے
مین سید الاولین والاخرین سے بمراحل دور پڑے ہین ماں باپ کے عادتان اور ہندوون
کے رسمان دانتون سے پکڑے ہین الحاصل ایسے آیات واحادیث کا ثبوت پایا
نہین جاتا مگر درود سلام کے مقدمے مین احادیث آئے ہین سو اسمین سے یہہ ہی کہ

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ غَائِبًا وَکَّلَ اللّٰہُ بِہٖ
مَلَکًا یُبَلِّغُنِیْ یعنے جو کسی نے درود بھیجا میری قبر کے پاس سو مین اسکو سن لیتا ہون
اور جس کسی نے درود بھیجا میری قبر سے دور رہکر تو مقرر کیا ہی اللہ تعالی نے ایک فرشتے

کو سوا اسنے اسکے درود کو پہنچایا کرتا ہی انتہی۔ اب یہان دیکھا چاہئے کہ آنحضرت نے جیسا
قبر شریف کنے درود بھیجے تو سن لیتا ہون فرمائے اسیطرح دور سے درود بھیجے توبھی
سن لیتا ہون نفرمائے بلکہ فرشتہ پہنچایا کرتا ہی کرکے ارشاد کئے پھر ہم آنحضرت پر ایمان
لائے ہین اپنے دل سے آنحضرت کے ارشاد پر کیسا بڑا ماننا اور دوسرے حاجتون کو جانتے
ہین کرکے کیونکر جرأت کرنا اور عبارت لولو مطہم کی یہہ ہی وَمِنْ اَعْظَمِ فَوَائِدِ
الزِّيَارَةِ اَنَّ زَائِرَهٗ اِذَا صَلّٰى وَسَلَّمَ عَلَيْهِ عِنْدَ قَبْرِهٖ سَمِعَهٗ سَمَاعًا
حَقِيْقِيًّا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ وَاسِطَةِ مَلَكٍ وَفِيْ حَدِيْثٍ مَنْ صَلّٰى
عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ بَعِيْدٍ اُعْلِمْتُهٗ یعنے اور
بڑے فائدون سے زیارت مقدس کے یہہ ہی کہ جب زیارت کرنے والا درود وسلام
بھیجتا ہی قبر شریف کے پاس تو آنحضرت نے اسکو سن لیتے ہین حقیقی سننا اور اسکا
جواب دیتے ہین بے واسطے فرشتے کے اور حدیث مین ہی جو درود بھیجے میری قبر کے
پاس تو سن لیتا ہون مین اسکو اور جو درود بھیجے دور سے تو مین اسکو معلوم کرایا جاتا
ہون یعنی وحی سے یا کسی اور فرشتے کے واسطے سے اور ابن حجر مکی نے شرح ہمزیہ
مین کہا اِذَا صُلِّيَ وَسُلِّمَ عَلَيْهِ عِنْدَ قَبْرِهٖ سَمِعَهٗ سَمَاعًا حَقِيْقِيًّا وَيَرُدُّ
عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ وَاسِطَةٍ وَاِنْ صُلِّيَ وَسُلِّمَ عَلَيْهِ مِنْ بَعِيْدٍ لَا يَسْمَعُهٗ
اِلَّا بِوَاسِطَةٍ تَدُلُّ عَلَيْهِ اَحَادِيْثُ یعنے جب درود وسلام بھیجے جائینگے
سرور عالم پر آپکے قبر شریف کے نزدیک تو سن لیتے ہین اسکو اپنے کانون سے اور جواب
دیتے ہین اسکے سلام کا بے واسطے کے اگر دور سے درود وسلام بھیجے جائینگے آنحضرت
پر تو اسکو سنتے نہین مگر واسطے سے فرشتے کے دلالت کرتے ہین اس بات پر بہت

سی حدیثین دیکھو منصفو ان دونو قول سے یہی بات ثابت ہوتی ہی کہ دور کے دردو
سلام ہی کا علم انحضرت کو آتا ہی وحی سے یا فرشتے کے خبر دینے سے برخلاف دوسر
سارے معروضات کے کہ انکا بھی علم آیا کرتا ہی کر کے نہ کسی آیت مین دیکھنے مین آیا
نہ کسی حدیث مین نہ کسی امام کے قول مین چارون امامون مین سے اگر اسپر بھی کوی
سند رکھتے ہو تو بتلاؤ فَأْتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ نہین تو فقط دعوی
خصوصًا امور غیبیہ مین ہرگز مقبول نہو گا بلکہ خود ابن حجر مکی نے شرح ہمزیہ مین ایک
حدیث ذکر کیا ہی کہ جسکا مضمون یہہ ہی کہ سرور عالم فرمائے کہ مین جانتا نہین میری
دیوار کے پیچھے کیا ہی سوا لفظ حدیث کے یہہ ہین اِنِّیْ لَا اَعْلَمُ مَا وَرَاءَ جِدَارِیْ
پھر اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ مطلقًا کوئی غائب چیز کا علم عرض حاجت ہو
یا اور کوئی کام ہو یا بات ہو سرور عالم کو ہر وقت نہین ہی اگرچہ وہ غائب اتنا قریب
ہو کہ پیچھے دیوار کے ہو اور ابن حجر مکی اس حدیث کو ذکر کر کے عرض حاجت کو استثنا
اس عموم سے بھی نہین کئے پھر اس حدیث سے گلزاری دعوی رد ہو گیا اور دوسری
بات یہہ ہی کہ کوئی صحابی انحضرت سے دور رہنے کے وقت آپ سے کچھ اپنی حاجت
کبھی عرض نکیا بلکہ کسیکو کچھہ عرض کرنا ضرور پڑتا تھا تو ایلچی کے واسطے سے اپنی
حاجت کو بیان کیا ہی اگر دور سے عرض حاجت کرنے سے ہمیشہ معلوم ہوا کرتا
تو صحابہ ایلچی کے محتاج کا ہی کو ہوتے اور یہہ بھی جاننا ضرور ہی کہ جب سرور عالم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی جناب مین حاجتمندون کی حاجت برائی کے سبب بدعا
ہونے کے لحاظ سے خود آپ ہی سے مراد چاہنا لڑکا بالا مانگنا اور رزق مین فراخی
کرو اور عمر و دولت مین ترقی دیو اور افلاسی دور کرو اور مینہہ برساؤ اور مرض

سے شفا عطا فرماؤ کہنا اور دوسری مراد مقصد آپ ہی سے بالاستقلال کی صورت
مجاز کے ارادے سے چاہنا اور برلاؤ بولنا گلزار کے قول کے روسے روا ہوا چنانچہ
اسکے ایک سو تیسرے صفحہ مین لکھے سو عبارت یہہ ہی تیسری قسم توسل کی یہہ ہی کہ
خود ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا مقصد چاہنا اور کہنا کہ یا رسول اللہ میری
فلانی حاجت آپ برلاؤ یہہ سوال اس معنی پر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو قدرت ہی کہ پروردگار عزوجل سے سوال و شفاعت کرکے اسکی حاجت برلانے
کا سبب ہون انتہی پھر اس صورت مین گناہ گارون کو مغفرت آنحضرت ہی سے
چاہا کرین اس معنی کے روسے جو صاحب گلزار تراشے ہین پھر درعوض یا رسول
اللہ اشفع لنا عند اللہ لیغفر اللہ ذنوبنا کے یا رسول اللہ
اغفر لنا ذنوبنا کہا کرین کیونکہ آنحضرت اور حاجتون کے برآنے کے سبب
ہونے سے گناہ بخشانیکے سبب ہونا قوی تر ہی اور اسیطرح نیک کام کرنیکی توفیق
اور ایمان دایمی اور شریعت پر قایمی بھی آپ ہی سے مانگا کرین سو کہین یا رسول
اللہ ارزقنی ایمانا مستقیما دایما علی ہذا القیاس ہر نمازیکو چاہیے کہ آخر کے
قعدے مین اللہم اغفر لی ولوالدی الی آخرہ کے درعوض یا رسول
اللہ اغفر لی ولوالدی الی آخرہ پڑہا کرین اسی قیاس پر یا رسول
اللہ اشفنی من الامراض والاسقام ہی اور اسی قیاس پر سید المرسلین کے
جتنے سچے نایبان اور کامل تابعان ہین انسے بھی اسیطرح مراد مقصود اسی معنی کے
روسے مانگنا جایز ہوا کیونکہ یہہ سب حضرات بھی اللہ تعالی کے مقرب ہین طفیل
سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو بھی اتنی قدرت ہی کہ دعا سفارش سے حصول

مقاصد کے سبب ہو سکین پھر جو دہ طریقون والون کو پہنچتا ہی کہ اپنے اپنے طریقہ کے
بڑے پیر سے اسطرح کا توسل اور مقصد طلبی کیا کرین سو اسطرح کہا کرین یا غوث الاعظم
مجھے ایمان کامل دیو میرا خاتمہ بخیر کرو یا خواجہ معین الدین چشتی مجھے توفیق نیکی کی عطا
کرو یا خواجہ خضر میری عمر دراز کرو یا بہاؤ الدین نقشبند میرے دشمنون کو غارت کرو یا
معروف کرخی جمیع آفتون سے مجھے اپنی پناہ مین رکھو یا شہاب الدین سہروردی
میرے گناہ بخشو یا حسن بصری مینہہ بھیجو یا بدیع الدین مدار ملک مین ارزانی کرو اور
اسکے مانند مانگا کرین اور مجازگلزاری کے رو سے ان حضرتون کو قاضی الحاجات
ومجیب الدعوات ورزاق وضار ونافع ومعطی مانع کہا کرنا ۔ واہ واہ رے مجاز
کہان تک دامن پھیلایا شرک کو بھی اپنی پناہ مین لے لیا عوام الناس تو پہلے ہی سے
اسطرح کی مدد بزرگون سے چاہ رہے ہین اب تو انکے ہات ایک جعلی دستاویز
بھی لگی ہی خدا کیئے کون مانگنا خدا کو کون سمجھنا قریب ہی کہ رب العزت کا نام
لینے والا نہ دیکھا واہ بدر الدولہ بہادر آپنے تو سو جلدی بھونکے جانے کی تدبیر کیا خوب
نکالے ہین جزاکم اللہ اور ایک بات فایدے کی لکھی جاتی ہی دل کے کان لگا کے
سنیو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مین کسی صحابی کی ایسی حاجت جسکا
حصول طاقت بشری سے باہر ہے جیسا مرض شفا ہونا اور مینہہ برسنا اور اسکے
مانند در پیش آتی تھی تو آپکے حضور مین آکے عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ
اُدعُ لِی اللہ یعنے ای رسول خدا دعا کرو آپ اللہ کے جناب مین میرے واسطے فلانا
کام ہونے فلانی مراد بر آنے لیکن کوی یہہ نکہا کہ یا رسول اللہ آپ شفا دیو یا مینہہ
برساو شاید ان حضرات کو اس مجازگلزاری سے خبر نہتھی یا تھی پر ایسے مجاز کو ایسے

مقدمات مین نامعقول جانتے تھے القصہ آنحضرت سے حصول مقاصد کے واسطے دعا بھی
طلب کرتے تھے تو حضور شریف مین حاضر ہوکر کرتے تھے نہ دوری اور غیبت کی حالت
مین بلکہ آنحضرت پس پردہ ہونیکے پیچھے کوئی مہاجر و انصار مین سے اور دوسرے
اصحابون مین سے قبر شریف کے پاس حاضر ہوکے نہ عرض کئے کہ یا رسول اللہ میری
فلانی حاجت بر آنے کے لئے اللہ کے پاس دعا کرو جب قبر مکرم کے نزدیک کا یہہ
حال ہو تو دور سے کب عرض کئے ہونگے مگر ایک صحابی ایک ہی بار قبر شریف کے
پاس جا عرض کئے کہ یا رسول اللہ قحط ہوا ہی مینہہ کے واسطے دعا کرو وہ بھی یہہ نکہے
کہ آپ مینہہ برساؤ اب یہان یہہ بھی جان رکہنا ضرور ہی کہ بہت سے حنفی فقہا کئے کسی
ولی کی قبر کے پاس جا کے قبر والے سے دعا چاہنا روا نہین ہی جیسا مشکاۃ کے عربی
شرح فارسی ترجمہ مین ہی سبب اسکا یہہ بیان کرتے ہین کہ قبر والا گو کہ قطب ہو یا ولی
انکے عقیدے مین کچھہ سنتا ہی نہین پھر اس سے دعا طلب کرنا عبث ہی بلکہ قاضی ثناء
اللہ حنفی پانی پتی تو پیغمبرون کے قبرون کے پاس ایسا کرنے کو مالا بد منہ کی کتاب مین
حرام لکھے ہین چنانچہ عبارت اسکی آگے آتی ہی پھر منکر توسل کے انکو ٹھہرا کے سخت
وسست جو کہنا سو انکے حق کہنا تھا کیونکہ جو رموت سے بیٹر اسو انکو چھوڑ دئیے
بیچارہ حافظ ابن تیمیہ کونسی قسم کے توسل کا منکر ہوا اور اسکی کونسی کتاب مین
یہہ بات پائی گئی سو معلوم نہ ہوئی پھر رجماً بالغیب اسپر یورش کرنا دینداری سے
دور ہی اور اسیطرح مجمع البحار مین جو بڑی معتبر کتاب ہی حنفیون کے پاس سو
اسمین کہا کہ قبور پیغمبرون کی زیارت کا قصد کرنا وہان نماز پڑھنے اور دعا کرنے
اور انسے حاجتین چاہنی سو بالکل جائز نہین کسی ایک عالم کے پاس اسلام کے

عالمون مین سے کیونکر پوچھا اور حاجت مانگنا ایک اللہ ہی کا حق ہی اور بس دوسرے کو ان کام مین دخل نہین چنانچہ عبارت اسکی یہہ ہی مَنْ قَصَدَ لِزِیَارَتِ قُبُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ وَالصُّلَحَاءِ اَنْ یُصَلِّیَ عِنْدَ قُبُوْرِہِمْ وَیَدْعُوْ عِنْدَہَا وَیَسْئَلُہُمُ الْحَوَائِجَ فَہٰذَا لَایَجُوْزُ عِنْدَ اَحَدٍ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاِنَّ الْعِبَادَۃَ وَطَلَبَ الْحَوَائِجِ حَقٌّ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ پھر اس بزرگ کو کسواسطے چھوڑ دئے شاید حنفیونکے ڈرسے بالفعل قاضی القضاۃ علامۂ شہیر فقید النظیر مولوی ارتضا علی خان صاحب بہادر فاروقی مستعد بیٹھے ہین۔ حنفیون پر کوئی اعتراض کرے تو مزہ اسکا پائینگے۔

قول گلزار ہدایت بعضے ملحد جو کہتے ہین انبیا مرکر خاک مین مل گئے انہون سے کچھ فایدہ نہین ڈھیلا پتھر اب انسے بہتر ہی **الجواب** اللہ اکبر کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاہِہِمْ یہہ بات ہم اور تمام ہند والے کسی مسلمان بلکہ کسی کتابی سے نہین سنے نہ کسی بدمذہب والے کسی کتاب مین دیکھے مگر اس خار کو آپ ہی کے گلزار مین پائے ہر جا گل ست خار ست و ہر جا گنج ست مار **ہ** مظہر این اصل ندارد سخنے ساختہ اند ۚ جو کوئی مسلمان کہلاکے ایسا برا کلمہ زبان سے نکالے تو وہ مرتد ہی اور اس مین شک رکھنے والا بھی ویسا ہی ہی **ہ** سایۂ اش دور باد از ما دور ۚ اگر اس بات کو کسی کے نام سے کوئی لگا دیا ہو تو فقط دشمنی سے اسکو بدنام کیا ہی ناحق اسکو کفر طرف منسوب کرکے آپ ہی کافر بنا چاہ کن را چاہ در پیش مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِاَخِیْہِ فَقَدْ وَقَعَ فِیْہِ ان نوابیون کے عالمون مین سے ایک مولوی نبوت کے کلام کو دوسرے فصیحون کے کلام سمیت ٹھیکریون سے تشبیہ دئے سو اسکو ہم تم سب جانتے ہین چنانچہ وہ مولوی اپنے سفینے کے

دوسرے انتیسوین صفحے مین لکہا ہی کہ کلام بلغای عرب و فصحای ایشان وخود احادیث
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ در غایت بلاغت اند باوجود آن بعبارت قرآن مجید و
آیات او ہیچ مناسبتی یکے بہزار ندارند چون امتیاز در شہوار بخزف پارہا تا بیزد درمیان
آنہا حاصل ست انتہی یارو یہہ انصاف کرنے کی جگہہ ہی کہ سرور عالم کے احادیث
بمقتضائے مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ کے وحی سے ہین
اور دوسرے فصحا بلغا کا کلام انکے نفس سے نکلا ہی سو اسکو سرور عالم کے کلام کے
ساتہ کچہہ نسبت نہین تسپر وہ معلم سفینہ ان دونو کو ایک ہی لڑی مین پرو کے کہا کہ
یئے دونو کلام کلام الٰہی کے مقابلے مین ٹھیکریون کے سر یکہے ہین الحاصل جب احادیث
شریف کو کلام الٰہی کے مقابلے مین مٹی سے برابر کردیا ٹھیکریون کے سر یکہے ہین کہا
جیسا دوسرے فصیحون کے کلام کو کیا اور کہا دونو مین کچہہ فرق نہ رکہا تو ذات مقدس
نبوی کو ذات باریتعالی کے مقابلے مین کیا کچہہ نہ کہیگا الحاصل گلزار مین نقل کئے
سو بات شاید اسی واہی تشبیہ سے نکالے گئی ہوگی یا وہی معلم ایسی بات کسی مجلس
مین کیا ہوگا سو شاید صاحب گلزار کو پہنچی ہے سو اشارۃً اسپر طعن کئے ہین لیکن
ایسے بی ادبون کا نام صاف لیکے رسوائے جہان کرنا ضرور تہا تا ایک شخص متعین ہو جاوے
اور دوسرے لوگ ایسی بری تہمت سے بچین یہہ محل خوش اخلاقی کا اور عیب پوشی کا نہین

نکتہ نبی کی ماہیت حد وتعریف یہہ ہی کہ بشر یُوحٰی اِلَیْہِ جیسا اللہ
تعالی فرمایا قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ اور رسول کی ماہیت یہہ کہ بشر
بَلَّغَ مَا اُوحِیَ اِلَیْہِ لِاُمَّتِہٖ جیسا کہا اللہ صاحب نے يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ
بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ اب بیان سے معلوم ہوا کہ کلام نبوت و رسالت

نبی اور رسول کے ماہیت کا جزو اعظم ہی کیونکہ وہ کلام معنی وحی کی صورت ہی پھر جو
کوئی ایسی صورت مقدسہ کو خدا کی صفت کے مقابلے مین شریک بیان کرکے کہا تو منحصر
نبی اور رسول کے اجسام مبارک کو ذات باری تعالی کے مقابلے مین ویسا نکہنا کیا
تعجب ہی **قول گلزار ہدایت** ابن القیم کے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی
آوے تو اسکے اکرام کے واسطے کھڑے ہونا مطلق حرام ہی لیکن یہہ بات حنفی
اور شافعی علما کے خلاف ہی **الجواب** حنفی اور شافعی علما کے خلاف ہی ہونے
سے صاف معلوم ہوا کہ شاید مالکی حنبلی علما کے موافق ہی۔ پھر ابن تیمیہ پر یہہ اعتراض
نہین ہوسکتا کیونکہ وہ حنبلی تھا شاید اوس مذہب مین ایسا ہی ہو قطع نظر اس سے
ابن القیم کے کسی قول سے مطلق کھڑے رہنا کسی کے واسطے حرام ہی کرکے نہین
نکلتا بلکہ زاد المعاد مین وہ جہان قیام کو ذکر کیا ہی وہان ایک قید بھی لگایا ہی
جیسا ایک مقام مین کہا قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ قِيَامَ الصَّلٰوةِ دوسرے مقام
مین کہا صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ النَّهْيُ عَنِ الْقِيَامِ وَهُوَ جَالِسٌ
كَمَا يُعَظِّمُ الْاَعَاجِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلٰى اَنْ قَالَ فَكَيْفَ اِذَا كَانَ
الْقِيَامُ تَعْظِيمًا وَعُبُودِيَّةً لِغَيْرِهٖ تیسرے مقام مین کہا وَاتَّخَذَ الْجَبَابِرَةُ
مِنْهَا الْقِيَامَ فَيَقُومُ الْاَحْرَارُ وَالْعَبِيدُ عَلٰى رُؤُسِهِمْ عُبُودِيَّةً
لَهُمْ وَهُمْ جُلُوسٌ کاشکے جناب صاحب گلزار ابن القیم کے اس قول کو
جس سے ایسے کھڑے ہونے کی حرمت نکلتی ہی سو بیان فرماتے تو کیا خوب تھا
بلکہ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری مین ابن القیم سے مخصوص کسی
کی بزرگی کرنے کھڑے ہونے کے مقدمے مین نقل کئے ہین سو عبارت سے یہہ

بات ثابت نہین ہوتی بلکہ اسکے برخلاف ثابت ہوتی ہی چنانچہ وہ عبارت یہہ ہی کہ
قَالَ ابْنُ الْقَیِّمِ الْقِیَامُ یَنْقَسِمُ اِلٰی ثَلٰثَةِ مَرَاتِبَ قِیَامٌ عَلٰی رَاْسِ الرَّجُلِ
مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَقِیَامٌ اِلَیْهِ عِنْدَ قُدُوْمِهٖ وَلَا بَاْسَ بِهٖ وَقِیَامٌ لَهٗ
عِنْدَ رُؤْیَتِهٖ وَهُوَ الْمُتَنَازَعُ فِیْهِ یعنے کہا ابن القیم نے کہ کھڑے رہنا کسی
آدمی کے واسطے تین قسم پر ہے ایک یہہ کہ کسی جبار کی تعظیم کے قصد سے روبرو اسکے
کھڑے رہا کرتے ہین جس حال مین کہ وہ بیٹھا ہو دوسرا کھڑے رہنا ہی کسی آنیوالے
کے استقبال جانے کے واسطے اور اس قسم کے کھڑے رہنے مین کچھ مضایقہ نہین
تیسرا اٹھہ کھڑے ہونا ہی کسی کو دیکھہ کے اور جھگڑا اسی اٹھنے مین ہی یعنے کوئی اسکو
مباح کہا کوئی مکروہ کوئی مستحب بلکہ ابن الصلاح اور ابن عبد السلام وغیرہما تو کہے کہ
اٹھہ کھڑے ہونا کسی عزت والے کے واسطے اصل مین مستحب تھا لیکن ہمارے زمانے
مین واجب ہی جیسا ذکر کیا ابن حجر مکی نے خاتمہ من حسن التوسل کے چنانچہ عبارت اسکی
یہہ ہی وَمِنْهَا الْقِیَامُ لِمَنْ یَّرِدُ عَلَیْهِ بَلْ هُوَ سُنَّةٌ لِلْعَالِمِ وَالصَّالِحِ وَ
الْوَالِدِ وَالشَّرِیْفِ بَلْ اَفْتٰی ابْنُ الصَّلَاحِ وَابْنُ عَبْدِ السَّلَامِ بِوُجُوْبِهٖ
فِیْ زَمَنِهِمَا فَکَیْفَ بِزَمَانِنَا لِاَنَّهٗ یَتَرَتَّبُ عَلٰی تَرْکِهٖ مَفَاسِدُ وَقَدْ
وَرَدَ اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ حَقِّ سَعْدٍ قُوْمُوْا
لِسَیِّدِکُمْ یعنے اونمین سے ہر کسی کے ہی کھڑے ہونا اسکے واسطے جو تیرے پاس
آوے بلکہ یہہ کھڑے ہونا سنت ہی عالم واسطے اور پرہیزگار واسطے اور باپ واسطے
اور سید واسطے بلکہ ابن الصلاح اور علامہ ابن عبد السلام فتوی دئے اس کھڑے
ہونیکے واجب ہونیکا اپنے اپنے زمانے مین پھر کیون واجب نہو ہمارے زمانے مین

کیونکہ ایسے کھڑے رہنے کو چھوڑنے کے سبب فساد لازم آتا ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ
فرماتے سرور عالم سعد کے قوم کو سعد آتے ہوے دیکھ کے قُومُوا لِسَیِّدِکُمْ یعنے کھڑے
ہو و تمہارے بڑے کے واسطے انتہی اور بھی ابن حجر مکی حسن التوسل مین کہا سو
اسکا خلاصہ یہہ ہی کہ منع کرنا سرور عالم کا اپنے لئے اٹھنے کو تواضع اور شفقت کی
راہ سے تھا یہہ بات بھی ضعیف حدیثون سے ثابت ہوئی ہی اور ضعیف حدیثان
حرمت حلیت کسی چیز کی ثابت کرنے کے قابل نہین جیسا اصول حدیث مین مذکور
ہی اور خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدی ابن حاتم کے واسطے وہ جب
آتے اٹھا کرتے تھے جیسا حدیث مین آیا ہی اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
قَامَ لِعَدِیِّ ابْنِ حَاتِمٍ کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْہِ یعنی اٹھے تھے سرور عالم عدی ابن
حاتم کے واسطے جب انہون آنحضرت کے پاس حاضر ہوتے تھے اور فتح المعین مین ہی کہ
سنت ہی کھڑے ہونا فضیلت والے کے واسطے جیسا علم و نسب و عدالت انتہی اور امام
نواوی اس اٹھنے کے مستحب ہونے مین ایک جدا رسالہ بھی بنائے ہین اور ملا علی قاری
نصیحۃ عباد اللہ کے رسالے مین کہے سو ترجمہ انکی عبارت کا یہہ ہی کہ ایک ایک کے
واسطے جب اٹھنے کی عادت ایسی ہوگئی کہ نہ اٹھنے سے مسلمان کا دل آزردہ ہوتا ہی
تو چاہئے کہ اٹھے کیونکہ مسلمان کا دل بے وجہ شرعی دکھانا حرام ہی پھر یہہ اٹھنا جو
اصل مین جائز بلکہ مستحب تھا سو اس عارض کے سبب واجب ہونا دور نہین اور
سلطان العلماء عزالدین اس قیام کے مقدمے مین ایک فتوی لکھے ہین چنانچہ
امام تعالی اسکو ہدایۃ المریدین نقل کئے ہین سو یہہ ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا

تقاطعوا وكونوا عباد الله اخوانا وترك القيام في هذا الوقت

يفضي الى المقاطعة والمدابرة والمباغضة فلو قيل بوجوبه

ماكان بعيدا لان الاحتراز عما يفضي الى المحرمات واجب یعنی

فرمائے سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک دوسرے سے دشمنی مت رکھو اور ایک

دوسرے کا حرص مت کرو اور ایک دوسرے سے دوستی مت کاٹو اور ہو جاؤ تم ای

بندہ واللہ کے بھائیان اور اس قیام کو چھوڑنا یعنے کسی عزت والے کے واسطے

اس زمانے مین پہنچاتا ہی ان حرام کام کے طرف جن سے حدیث مین نہی آئی ہے

پھر اس رو سے اس کھڑے رہنے کے واجب ہن کے قایل ہو جاوین تو کچھ دور

نہین کیونکہ واجب ہی پرہیز کرنا دور رہنا اس کام سے جو حرام تک پہنچانے

والا ہو اور کہا ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین کہ امام نواوی دستاویز کرکے

اس اٹھنے کے جواز پر ابوداؤد کی حدیث کو کہ كان رسول الله صلى الله عليه

واله وسلم يحدثنا فاذا قام قمنا قياما حتى نراه قد دخل یعنے سرور

عالم ہمارے سے بات چیت کرتے رہتے تھے پھر جب اٹھ کھڑے ہوتے تھے تو

ہم بھی اٹھ کھڑے رہتے تھے یہان تک کہ ہم سرور عالم کو دیکھتے کہ گھر مین تشریف

فرما ہوے اور ابن بطال دستاویز کئے ہین اس قیام کے جایز ہونے کو نسائی کی

حدیث سے کہ كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اذا رأى فاطمة

بنته قد اقبلت رحب بها ثم قام اليها یعنے جب دیکھتے سرور عالم اپنی بیٹی

فاطمہ زہرا کو تشریف لا رہے ہین تو انکے لئے مرحبا فرماتے اور انکے استقبال جانے

اٹھ کھڑے ہوتے اور اہتداء الوقف فی الاقتدا بالمخالف مین ہی اذا ورد

عَلَى الْقَارِي مَنْ فِيهِ فَضِيلَةٌ مِنْ عِلْمٍ اَوْ صَلَاحٍ اَوْ شَرَفٍ اَوْ لَهُ حُرْمَةٌ
بِوِلَادَةٍ اَوْ وِلَايَةٍ اَوْ غَيْرِهِمَا فَلَا بَاسَ بِالْقِيَامِ عَلَى سَبِيْلِ الْاِكْرَامِ وَ
الْاِحْتِرَامِ وَقَدْ ثَبَتَ الْقِيَامُ لِلْاِكْرَامِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَفِعْلِ الصَّحَابَةِ بِحَضْرَتِهٖ وَبِاَمْرِهٖ وَمِنْ فِعْلِ التَّابِعِيْنَ
وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ الصَّالِحِيْنَ یعنے جب آوے قرآن پڑہنے والے
کے پاس وہ شخص جسمین فضیلت ہو علم کی یا پرہیزگاری کی یا نسب رسول کی وہ شخص
عزت وحرمت کرنے کے لایق ہو اس قاری کو جننے کے سبب جیسا ماباپ یا مسلمانون
پر حکومت سرداری رکہنے کے سبب یا سوا ان دو سبب کے اور کوی سبب ہو تو کچہہ
مضایقہ نہین اسکے واسطے اٹہہ کہڑے رہنے مین اسکی بزرگی اور حرمت کرنے کے
راہ سے او مقر آنے والے کی بزرگی کرنے کہڑے رہنا ثابت ہوا ہی فعل سے سرور
عالم کے او فعل سے اصحابون کے حضور مین سرور عالم کے اور حکم سے آپکے اور فعل سے تابعین
کے اور انکے بعد کے علما او صلحا سے جانیو مسلمان بہایو جب قرآن پڑہتے رہنے
کی حالت مین کسی عزت والے کے اکرام واسطے اٹہنا جایز ہوا تو قرآن نہین پڑہتے
رہنے کی حالت مین بطریق اولی ہوگا اور کتاب الاکتفا مین لکھا ہی کَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَ
عُمَرُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَى اَنْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدِي جِبْرَئِيْلُ فَلَمَّا دَخَلَا قَامَ
جِبْرَئِيْلُ اِجْلَالًا لَهُمَا فَقُمْتُ اَنَا مَعَ جِبْرَئِيْلَ اَخْرَجَ الْقَاضِي اَحْمَدُ بْنُ
ضَحَّاكٍ یعنے بیٹہے تہے سرور عالم اپنے اصحابون کے ساتہہ مسجد مین پہر تشریف

لائے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق سوا اٹھ کھڑے ہوئے سرور عالم پھر فرمائے اسوقت میرے
پاس جبرئیل بیٹھے ہوئے تھے سو یہہ دونو آنے مین اُٹھ کھڑے رہے جبرئیل انکی بزرگی
کرنی سو مین بھی اٹھ کھڑے رہا جبرئیل کے ساتھ ذکر کیا اس حدیث کو قاضی احمد ابن
ضحاک نے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ مشکاۃ مین لکھے ہین کہ طیبی از
محی السنہ نقل کردہ کہ اجماع کردہ اند جماہیر علما بر اکرام اہل فضل از علم یا صلاح یا
شرف بقیام و امام محی الدین نووی گفتہ کہ این قیام اہل فضل را وقت قدوم
آوردن ایشان مستحب ست و احادیث در این باب ورود یافتہ و در نہی از ان
صریحا چیزے ثابت نشدہ تا آنکہ گفت کہ قاضی عیاض مالکی گفتہ کہ قیام منہی عنہ در حق
کسی ست کہ نشستہ باشد و استادہ باشند پیش وے مردم تا نشستن وی انتہی اور مولوی
قمر الدین نے نور الکریمتین مین کہا کہ بزرگان پیشین و اماماں دین تعظیم سادات بمرتبہ
اتم میکردہ بودند چنانچہ احمد ابن حنبل برای ہر کس از اہل بیت برمیخواست و اورا
در مشی مقدم میکرد و خود در عقب او روان میشد اگرچہ آنکس کم عمر بودے انتہی لیکن
بعضے لوگ جو کسی کے اکرام کے واسطے اٹھنے کو منع کئے سو اس حدیث کو دستاویز کئے
کہ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مُتَوَکِّیاً عَلٰی عَصًا فَقُمْنَا لَہٗ
فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا کَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ بَعْضُہُمْ لِبَعْضٍ یعنے باہر تشریف لائے
سرور عالم عصی ٹیکتے ہوئے پھر اٹھ کھڑے ہوئے ہم آپ کے اکرام کے واسطے تو فرمائے
مت اٹھ کھڑے رہا کرو جیسا بعضے عجمیان بعض کے واسطے اٹھا کرتے ہین امام طبرانی
اُس کا جواب دئے کہ یہہ حدیث ضعیف ہی اور اسکی سند مین اضطراب ہی پھر دستاویز
کرنے کے قابل نہین اور ابن قتیبہ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَتَمَثَّلَ لَہُ النَّاسُ قِیَامًا

کی

کی حدیث کا یہہ جواب دیئے ہین کہ اس حدیث مین اس قیام کی مذمت مراد ہی کہ کوئی شخص تکبر وغرور سے بیٹھے ہو اور دوسرونکے کہڑے رہنے کو اپنے روبرو ذلت وخواری کے ساتھہ دوست رکھے نہ اس قیام کی مذمت کہ جو کسی مسلمان کے اکرام کے واسطے اٹھے پھر اس زمانے مین جو بعضے کم علم لوگ ایک دو حدیث ضعیف کو کسی سے سنے یا کہین دیکھہ پائے سو خود نمائی کے واسطے علمائے عاملین و سادات طاہرین اور دوسر اہل عزت کی تکریم واسطے کہڑے رہنے کو موقوف کر دیئے سو فقط نادانی انکی ہی انہی کی نصیحت واسطے اس بیان کو تہوڑی تطویل دیا تا اپنی نادانی پر واقف ہوکر چہوڑ دیوین لیکن ہدایت اللہ کے ہاتھہ ہی اور خود سرور عالم فرماتے ہین اِنَّمَا اَنَا مُبَلِّغٌ وَّاللّٰہُ یَھْدِیْ الحاصل حدیث مین اور ابن القیم کے کلام مین اس قیام سے منع نہین جو کسی مسلمان کے آنے سے اسکے اکرام واسطے اٹھہ کہڑے رہا کرتا ہی اور ابن منذر بھی اسی بات کو ترجیح دیئے اور یہی ہی مذہب بہت سے محدثون کا جب ابن القیم کے متعدد اقوال قیام کے باب مین سن چکے پھر کسی اکرام کے واسطے مطلق قیام کو کفر یا حرام بولنے کی نسبت ابن القیم کے طرف کرنا صاف اسپر بہتان ہی اور جو شخص حافظ ابن حجر عسقلانی کو سچا جانتا ہی سو وہ اس گلزار کی غلطی کو سمجہیگا کیونکہ انہین اور صاحب گلزار مین اتنا فرق ہی جیسا کوہ کاہ مین اگر بالفرض کسی قول مین اسکے اطلاق پائے جائے تو بقاعدہ مقرری اصول اَلْمُطْلَقُ یُحْمَلُ عَلَی الْمُقَیَّدِ یعنے مطلق مقید پر حمل کئے جاتا ہی سو اس اطلاق کو اس قید سے مقید کیا چاہئے جو اسکے اور اقوال مین مذکور ہوا ہی یہہ سب چہوڑ دیکے ناحق حافظ ابن تیمیہ اور ابن القیم کا پیچھا کئے ہین علامہ فاکہانی مالکی جشن ولادت کو صاف صاف بدعت سیئہ ٹھہرایا بلکہ اس مقدمے

[illegible]

مین جدا ایک رسالہ بنایا تسپر اس گلزار مین کہین بھول کر بھی اسکا ذکر نہ لائے لیکن ان
دو نو مرحوم پر بے سبب یورش کر رہے ہین وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی
قول گلزار ہدایت مذہب شافعیہ مین بزرگونکی نذر کرنا اس طور پر کہ مین نے فلانے
بزرگ کی نذر کیا ہون تو صحیح ہی کیونکہ بزرگ کیطرف نذر کی جو نسبت کیا سو مجازا
ہی اس سے غرض یہہ ہی کہ مین اللہ کی نذر کرتا ہون کہ وہ مال فلانے بزرگ کو دیون
یا مثلاً اسکے قبر کے پاس کے مصلحتو نمین صرف کردن معلوم ہوا کہ اس نذر سے مقصود
اللہ کی نذر ہی اور ولی یا اوسکے درگاہ کے خدام مثلاً نذر کے مصرف ہین **الجواب**
صد تعجب ہی جناب صاحب گلزار سے کہ اس گلزار ہمیشہ بہار مین بزرگونکی نذر
کرنے کو مجاز کی راہ سے مطلقاً جایز رکھے اور اسکو اللہ کی نذر ٹھہرائے حالانکہ آپ ہی
ستر یں سا تو ین صفحے مین رد فتوے مین قاضی القضاۃ مولوی ارتضا علی خان بہادر
فاروقی کے جہان انہون نے لکھے ہین کہ فاتحہ متعارفہ کہ در صدر اول نبوعہ بدعت
حسنہ است لکھے ہین کہ انبیا اولیا کی نذر کرنا بد ترین بدعتون سے ہی چنانچہ عبارت
اسکی یہہ ہی کہ این حکم کلیۃً صحیح نیست چہ بسا فواتح متعارف مشتمل بر انواع محرمات
و مکروہات ست حکم بودن آن بدعت حسنہ درست نشود چہ فواتح اموات در
ایام مخصوصہ مثل سیوم و دہم و بستم و چہلم وغیرہ از امور جہمہ می نگرند و کرا ہتش
از فتاوی بزازیہ ارقام یافت و بعضے جہت ترویح ارواح اموات اشیائے
کہ آنہا در عالم حیات تمنائے یا خواہشے یا الفتے یا عادتے بآن بودہ ست خواہ
مباح باشد یا محظور مثل سیندی و بھنگ و حشیش حاضر دارند و در اعراس امورات
روشنی زاید از حاجت و رقص و سرود لعب می آرند و برخی طعام بنذر انبیا و اولیا

می پزند و برآن فاتحہ می خوانند وجمعے حرمت طعام فاتحہ را زیادہ از قرآن شریف
میکنند وجنب وحایض را از مس وتناول طعام حتا کہ از وقوع ظل حایض برآن
اطعمہ بیرون خانہ محظور میدانند وگاہ باقی ماندن طعام تا روز دوم شوم دانستہ
پس مارہ را دفن کنند واین ہمہ امور متعارف است واقبح بدعات انتہی حاصل
اس عبارت کے مضمون کا یہہ ہی ہے کہ کام جو اس عبارت مین مذکور ہوئے نذر انبیا
اولیا سمیت محرمات سے اور بدتر بدعتون سے ہین پھر جس فاتیان مین یہہ سب کام
پائے جاوین یا بعض انہین سے تو وہ کہانا فاتیان کا بدتر بدعت ہوا او پیغمبران اولیا
کی نذر کرکے کہانا پکانا اور اوسپر فاتحہ پڑہنا بہی مطلقا بدتر بدعتون سے ہوا پھر اس
گلزار مین جو لکھے ہین کہ بزرگون کی نذر کرنا شافعیون کے مذہب مین مجاز اصحیح ہی سو
اسکے مخالف ہی شاید کہ پہلی بات کو بہول کے اسکو لکھے ہین اور اس گلزار مین فاتحہ
کا جواز مطلقا بن کسی قید وشرط کے لکھے سو وہ بہی خلاف اسکے ہی جو رد فتوے
مین لکھے ہین کیونکہ اسی فارسی عبارت مذکورہ سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ جو فاتحہ
ان امور مذکورہ سے پاک وصاف رہے سو جایز ہی اور جس فاتحہ مین یہہ کام ہوا کرین
سو وہ فاتحہ بری بدعت ہی اور اس ملک کے اکثر فواتح ان کامون سے خالی نہین ہوتے
ہین جیسا آپ ہی فرماتے بسا فواتح متعارف مشتمل بر انواع محرمات ومکروہات
است پھر اس گلزار مین نوابیون کو اپنے سے راضی رکہنے کے واسطے مطلقا روا
رکھے جو کہے کہ نیت آپ کہانے اور دوسرون کو کہلانے اور کچھ اس سے للہ دینے
کی رہی تو بس ہی اس سے بہی معلوم ہوا کہ رد فتوے کی اس عبارت مذکورہ مین
جن کامون کو بدتر بدعتون مین گنے ہین وے کام فاتحہ مین ہوا کرین تو کچھ پروا

اطعمہ نمیکنند واکثر در وقت [illegible] بعضے [illegible] مردہ گاہ بیرون [illegible]

نہین ما لکم کیف تحکمون لیکن لوگ تشویش مین پڑے کہ صاحب گلزار کی پہلی بات
کو مانین یا پچھلی اَللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَشَاءُ اب یہان سے نذر اللہ کا حکم ہر مذہب کے
روسے بروجہ تحقیق سنا چاہیئے تا اسپر قیاس کرتے بندے کی نذر کا حکم معلوم ہو جاوے
جاننا چاہیئے کہ بہت سے شافعیون کے پاس اللہ تعالی کی نذر کرنا مکروہ ہی پھر مخلوق کی نذر
کی صحت کا کہان ٹھکان شرح موطا مین کہا قَالَ الحَافظ العسقلانی ذَهَبَ
اَکْثَرُ الشَّافِعِیَّةِ وَنَقَلَهُ اَبُوْ عَلِی السَّنْجِی عَنْ نَصِّ الشَّافِعِیِّ اِلٰی اَنَّهُ
مَکْرُوْهٌ لِثُبُوْتِ النَّهْیِ کَذَا نُقِلَ عَنِ الْمَالِکِیَّةِ وَجَزَمَ بِهِ عِنْدَهُمْ
اِبْنُ دَقِیْقِ الْعِیْدِ اِلٰی اَنْ قَالَ وَجَزَمَ الْحَنَابِلَةُ بِالْکَرَاهَةِ یعنے کہے
حافظ عسقلانی کہ گئے ہین بہت سے شافعیون نے اور نقل کئے اسکو ابو علی سنجی امام
شافعی کے نص سے اس طرف کہ اللہ کی نذر کرنا مکروہ ہی اس سے نہی ثابت ہونیکے
سبب سے اور اسی طرح نقل کیا گیا مالکیون سے اور انکے پاس اللہ کی نذر کرنا مکروہ ہونے پر ابن
دقیق العید جزم کئے ہین اور جزم کئے حنبلیون نے اللہ کی نذر مکروہ ہونے پر انتہی انکلے
امام قرطبی نے اس نہی کو جو نذر اللہ کرنے سے آئی ہی تحریم پر بیاس شخص کے حق مین جو
نذر کرنے سے غرض حاصل ہونیکا عقیدہ رکھے یا ایسا سمجھے کہ نذر کرنے سے اللہ تعالی
مراد دیتا ہی لیکن جو شخص ایسا عقیدہ نہ رکھے سو اسکے حق مین مکروہ تنزیہی ہی اور کہے
اسی بات پر نص کئے ہین امام شافعی نے یہ بھی خلاصہ ہی ملا سلام اللہ کے کلام کا جو
شرح موطا مین نقل کئے ہین ای منصفو ذرا انصاف کرو کہ جب اللہ کی نذر کرنا تینون
اماموں کے پاس مکروہ ٹھہرے پھر بندے کی نذر کرکے غرض اس سے اللہ کی نذر رکھنا کیا
صحیح ہوگا مخلوق کی نذر شافعیون کنے حرام نہو تو سخت مکروہ تو ہو کیونکہ آپ ہی کے لکھے

سے یہہ بات ثابت ہوی کہ مخلوق کی نذر حقیقت مین خالق ہی کی نذر ہی جب خالق کی نذر کا
حکم تینون اماموں کے پاس کیا ہی سو جان لئے مخلوق کی نذر کا حکم اس سے صاف ظاہر ہو گیا اور
وہ جو لکھے کہ اس نذر سے یعنے بندے کی نذر سے غرض اللہ کی نذر ہی حضرت سلامت نذر سے
بندے کے لوگون کی غرض اللہ کی نذر رہتی ہی جو فرمائے سو آپ ہی اپنے دل مین ٹھہرا لئے
ہین بیچارے ناذرون کو اس غرض سے کچھ خبر نہین جیسا حقیقت و مجاز سے انکو کچھ خبر نہین
لیکن آپ از راہ کرم و نوازش نیابت سے ناذرون کے حقیقت و مجاز بھی بانین تو ہو سکتا
ہی جیسا انکی غرض نذر سے ٹھہرائے ہین وے سادہ لوحان نہ یہہ جانتے نہ وہ پھر آپکے عقد سے
ناذرون کو عذر لنگ کرنے دستاویز دئے آخر کراہت کی کراہت باقی کی باقی القصہ
خدا کی نذر کا حکم تو سن چکے کہ کراہت ہی پھر بندے کی نذر بھی آپ ہی کے مجاز کے رو سے
ویسی ہی ہوی بلکہ حرام ہو تو عجب نہین لیکن شافعیون کے بعضے محققون کے پاس اللہ تعالےٰ
کی نذر قربت ہی یعنے ان کامون سے ہی جن کامون کے کرنے سے اللہ کی خوشنودی
اور نزدیکی مقصود رکھتے ہین جیسا موطا کی شرح مین ہی کہ قَالَ الْقَاضِی حُسَیْن وَ
الْمُتَوَلِّیْ وَالرَّافِعِیّ اِنَّہٗ قُرْبَۃٌ جیسا حنفیون کے پاس اللہ کی نذر عبادت ہی لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی
وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَۃٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُہٗ چنانچہ قاسم علامہ
شارح درر کا کہا اِنَّ النَّذْرَ عِبَادَۃٌ وَالْعِبَادَۃُ لَا یَکُوْنُ لِلْمَخْلُوْقِ یعنے نذر کرنا
عبادت ہی اور عبادت مخلوق واسطے نہین ہوتی ہی اور کہا بحر الرائق مین وَالنَّذْرُ
لِلْمَخْلُوْقِ لَا یَجُوْزُ لِاَنَّہٗ عِبَادَۃٌ وَالْعِبَادَۃُ لَا یَکُوْنُ لِلْمَخْلُوْقِ یعنی مخلوق کی نذر
کرنا جائز نہین کیونکہ نذر کرنا عبادت ہی اور عبادت مخلوق کے واسطے نہین ہوتی ہی پھر اس
صورت مین اور کسیکی نذر کرنا اسکو اللہ کا شریک ٹھہرانا ہی وہ تو سخت حرام ہی اسیواسطے

حنفیون نے بندے کی نذر کو اجماعی حرام کہے ازانجملہ وہی قاسم علامہ شارح درر کا ہی جو کہا
اَلنَّذْرُ الَّذِی یَنْذُرُہُ اَکْثَرُ الْعَوَامِّ اِلٰی اَنْ قَالَ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ لِاَنَّہٗ نَذْرٌ لِمَخْلُوْقٍ
وَھُوَ لَا یَجُوْزُ لِاَنَّ النَّذْرَ عِبَادَۃٌ وَالْعِبَادَۃُ لَا یَکُوْنُ لِمَخْلُوْقٍ وَالْمَنْذُوْرُ
لَہٗ مَیِّتٌ وَالْمَیِّتُ لَا یَمْلِكُ وَاَنَّہٗ اِنْ ظَنَّ اَنَّ الْمَیِّتَ یَتَصَرَّفُ فِی الْاُمُوْرِ
کَفَرَ اِلَّا اَنْ قَالَ یَا اللّٰہُ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ اِنْ فَعَلْتَ مَعِیَ کَذَا اَنْ اُطْعِمَ
الْفُقَرَاءَ الَّذِیْنَ بِبَابِ السَّیِّدَۃِ النَّفِیْسَۃِ اَوِ الْاِمَامِ الشَّافِعِیِّ اَوْ نَحْوِہٖ فَیَجُوْزُ
حَیْثُ یَکُوْنُ فِیْہِ نَفْعًا لِلْفُقَرَاءِ وَالنَّذْرُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ یعنی بہت سے عوام
جو نذر کیا کرتے ہین سو باطل ہی اجماع سے کیونکہ وہ نذر مخلوق کی ہی اور مخلوق کی نذر تو
جایز نہین کیونکہ نذر کرنا عبادت ہی اور عبادت تو مخلوق کے واسطے نہین ہوا کرتی ہی دوسری
بات یہ ہی کہ جسکی نذر مانا ہی سو میت ہی اور میت تو کسی چیز کی مالک نہین ہوتی ہی اور اگر
نذر کرنے والا گمان کرے کہ میت کامون مین تصرف کرتی ہی تو کافر ہوتا ہی مگر جب اس طور
سے کہے کہ یا اللہ مین نے تیری نذر کیا ہون کہ اگر تو میرے ساتھ ایسا کریگا یعنے فلانی مراد میری
بر لاوے گا تو مین کھانا کھلاؤنگا ان فقیرون کو جو سیدہ نفیسہ کے دروازے پر ہین یا امام شافعی
کے یا اور کسی کا نام لیا تو اس طور کی نذر کرنا روا ہی کیونکہ اسمین فقیرونکا فائدہ ہی اور نذر
اللہ کی ہی ازانجملہ علامہ زین ابن نجیم ہی جو کہا بحر الرائق مین وَالْاِجْمَاعُ عَلٰی حُرْمَۃِ
النَّذْرِ لِلْمَخْلُوْقِ وَلَا یَنْعَقِدُ وَلَا تَشْتَغِلُ الذِّمَّۃُ بِہٖ وَاَنَّہٗ حَرَامٌ بَلْ سُحْتٌ
فَلَا یَجُوْزُ لِخَادِمِ الشَّیْخِ اَخْذُہٗ وَاَکْلُہٗ اِلٰی اَنْ قَالَ فَمَا یُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاھِمِ
وَالشَّمْعِ وَالزَّیْتِ وَغَیْرِھَا وَیُنْقَلُ اِلٰی ضَرَائِحِ الْاَوْلِیَاءِ تَقَرُّبًا اِلَیْھِمْ فَحَرَامٌ
بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ یعنے مخلوق کی نذر حرام ہونے پر اجماع ہی اور مخلوق کی نذر منعقد

ہوتی ہی نہین اور ادا کرنا اس کا ذمے پر لازم نہین اور وہ حرام ہی بلکہ بری کمائی ہی اور
لینا اور کہانا اس کا جائز نہین شیخ کے خادم کو کتنا کہتا یہان تک کہا پیسے اور موم
بتی اور تیل وغیرہ جو لیجاتے ہین اولیا کے قبور کو انکے تقرب کے واسطے سو حرام ہی اجماع
سے مسلمانون کے ازانجملہ در المختار والا ہی جو کہا وَاعْلَمْ اَنَّ النَّذْرَ الَّذِیْ یَقَعُ
لِلْاَمْوَاتِ مِنْ اَکْثَرِ الْعَوَامِّ وَمَا یُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاہِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّیْتِ
وَنَحْوِہَا اِلٰی ضَرَائِحِ الْاَوْلِیَاءِ الْکِرَامِ تَقَرُّبًا اِلَیْہِمْ فَہُوَ بِالْاِجْمَاعِ بَاطِلٌ
حَرَامٌ وَقَدِ ابْتُلِیَ النَّاسُ بِذٰلِکَ وَلَاسِیَّمَا فِیْ ہٰذِہِ الْاَعْصَارِ یعنے جان
تو کہ بہت سے عوام جو مردون کی نذر کرتے ہین اور وہ جو اولیاے کرام کے واسطے درہمان اور
موم بتیان اور تیل اور انکے سوا کیے اور چیزان مقرر کرکے انکے قبرون کے پاس لیجاتے
ہین سو اجماع سے باطل اور حرام ہی اور لوگ اسین مبتلا ہو گئے ہین خصوص ان زمانون
مین ازانجملہ خیر الدین رملی ہی جو فتاوی خیریہ مین کہا اَجْمَعُوْا عَلٰی حُرْمَۃِ نَذْرِ
الْمَخْلُوْقِ یعنے اجماع کیے ہین مخلوق کی نذر حرام ہونے پر ازانجملہ فتاوی عالمگیری والے
ہین وَالنَّذْرُ الَّذِیْ یَقَعُ مِنْ اَکْثَرِ الْعَوَامِّ بَاطِلٌ اِجْمَاعًا فَمَا یُؤْخَذُ مِنَ
الدَّرَاہِمِ وَنَحْوِہَا وَیُنْقَلُ اِلٰی ضَرَائِحِ الْاَوْلِیَاءِ تَقَرُّبًا اِلَیْہِمْ فَحَرَامٌ
بِالْاِجْمَاعِ وَقَدِ ابْتُلِیَ النَّاسُ بِذٰلِکَ ہٰکَذَا فِی النَّہْرِ الْفَائِقِ یعنے اور
نذر جو بہت سے عوام کرتے ہین سو باطل ہی اجماع سے پھر وہ نذر کے پیسے
وغیرہ جو لیجاتے ہین اولیا کے قبرون کے پاس انکے تقرب کے واسطے سو اجماع سے
حرام ہی اور لوگ اس مین مبتلا ہو گئے ہین اسیطرح ہی نہر الفایق مین ازانجملہ ذبیل
الصالحین والا ہی جو کہا اَلنَّذْرُ لَا یَکُوْنُ اِلَّا لِلّٰہِ تَعَالٰی فَمَنْ نَذَرَ لِنَبِیٍّ اَوْ

وَلِيٍّ لَا يَلْزَمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ فَإِنْ أَعْطٰى ذٰلِكَ الشَّيْءَ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ عَلٰى
تِلْكَ النِّيَّةِ لَا يَجُوْزُ أَخْذُهُ إِنْ عَلِمَ الْآخِذُ بِذٰلِكَ فَإِنْ كَانَ طَعَامًا لَا
يَحِلُّ أَكْلُهُ وَإِنْ كَانَ ذَبِيْحَةً فَهُوَ مَيْتَةٌ فَإِنْ أَكَلُوْا وَسَمَّوُا اللّٰهَ تَعَالٰى عَلَيْهَا

كَفَرُوْا جَمِيْعًا یعنے نذر کرنا ہی سوا اللہ ہی کے واسطے ہی پھر جو کوئی نذر کرے نبی کی یا ولی کی تو اسپر ادا کرنا اسکا لازم نہین ہوتا پھر اگر وہ نذر کئی ہوئی چیز کسی کو اسی نیت پر دیوے تو اسکو لینا اس کا جائز نہین اگر لینے والا اس بات کو یعنے بندے کی نذر کیا سو چیز ہی کر کے جانے پھر اگر وہ نذر کئی ہوئی چیز کہانے کی چیز ہو تو اسکا کہانا حلال نہین اور اگر ذبیحہ ہو تو مردار ہی پھر اگر کھاوین اور اسپر اللہ کا نام لیوین تو سب کے سب وے نام لیودن سبے کافر ہووین جانیو مسلمان بھائیو جب اتنے محققین علما کیا اصولیان کیا فروعیان مخلوق کی نذر حرام ہونے پر اجماع ہی کر کے لکھے ہون پھر خلاف اجماع کے کسی کا بھی قول پڑے تو باطل ہی پھیر اس صورت مین مخلوق کی نذر جو اسکے تقرب کے راہ سے کرتے ہین روا ہی بولنا کسی ارادے سے ہو کیا اعتبار رکھتا ہی از انجا [illegible] افضل العلما قاضی القضاۃ مولوی ارتضا علیخان بہادر فاروقی ہین جو لکھے ہین اپنے فتوے مین جسپر اکثر حنفی شافعی کہلانے والے علما سب کے سب مہرین چپکائے ہین کہ اگر کسی گوید کہ این طعام نذر فلان میت ست آن طعام حرام است و خوردن آن کسی را روا نہ واگر شاتے یا ماکیانے بنام بزرگے معین کنند بعد ازان اگرچہ بتسمیہ ذبح کنند حرام است خوردن آن انتہی اور افسوس یہہ ہی کہ قاضی الملک بہادر جب اس فتوی کا رد لکھے جہان جہان کچھہ سقم پائے اسکو رد کئے کہین انکے اطلاق کو مقید کئے ہین کہین عام کو خاص کا لباس پہنائے مگر اس محل مین عموم و اطلاق کو مسلم رکہہ کے چلے گئے حالانکہ اسطرح لکھنا ضرور

تھا کہ یہہ جو لکھا گیا ہی سو حنفی مذہب کے موافق ہی لیکن شافعیون کے پاس بندے کی نذر مجاز کے راہ سے
یا فلانے ارادے سے روا ہی جیسا اس گلزار مین لکھے غرض قاضی القضاۃ صاحب کے اس قول
کو مطلقاً ردفتوی مین مسلم رکھنا اور اپنی مجاز کو سند کرکے اعتراض نکرنا اور مطلق کو مقید بنانا
اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ اسوقت اس مدعی مجاز کا علم نتھا شاید اب آیا اور مولوی اسلمی
صاحب نا بتی سے بڑا تعجب ہے کہ قاضی القضاۃ مولوی ارتضا علیخان بہادر فاروقی کے فتوے
پر جسمین مخلوق کی نذر کو مطلق حرام لکھے ہین مہر کئے اور اس گلزار مین مخلوق کے نذر کی حلیت
ہی سو اسپر بھی مہر چکائے ۔ اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ اگر ولی کی نذر کرکے خدا کی نذر اس سے
غرض رکھنے سے اللہ ہی کی نذر ہوجاتی ہو تو بہت آسان ہوا کہ فلانے بزرگ کی نماز کرتا ہون
یا روزہ رکھتا ہون یا اسکو سجدہ کرتا ہون کرکے ارادہ کرے تو گلزار کے اختراعی قاعدے سے
وہ نماز اور وہ روزہ اور وہ سجدہ جایز ہوجاینگے کیونکہ غرض اس سے اسکی اللہ کی عبادت
بجالانا ہی اسیطرح ذبح کے وقت بسم اللہ نا بولکے باسم فلان پیر ولی کہو تو اسی اختراعی
قاعدے کے روسے صحیح ہوجاویگا یہہ فی الحقیقت امام شافعی کے اصل مذہب مین ایسا قاعدہ
نہوگا کیونکہ ہوگا جیسا دوسری عبادتان خاص اللہ ہی کے واسطے ہین اور کوئی انمین انکا شریک
نہین نہ حقیقت کے روسے نہ مجاز کے ویسا ہی نذر بھی ایک عبادت ہی اور عبادت غیر اللہ
کی کرنا شرک ہی پھر نذر کرنا بندے کی بھی شرک ہوا اور بعضے شافعی مذہب والے بندے کی
نذر کے جواز کو بیچ مین لکھتے ہون تو انکا اختراع ہوگا امام شافعی کا اجتہاد نہ ہوگا امام مجتہد
جو ہر مذہب کے اختراعی باتان او خطائی مسایل دور کردینگے سو ایسے ہی مسایل ہونگے کیونکہ
بندے کی نذر کرنیکے جواز کو نہ قرآن سے سند ہی نہ حدیث سے نہ کسی اہل قرون ثلثہ کے فعل و قول
سے جیسا حافظ ابن تیمیہ پر جاہ کے انکار کا بہتان ہوا ویسا ہی امام شافعی کے مذہب پر

بھی اس مجازی نذر کی تہمت ہوگی اور وہ جو لکھے کہ قبرون کے بننے کے مصلحت تو نہین ولی کی نذر کے پیسون
کو خرچ کرنے اس سے کیا مقصود ہی قبر تو عبرت لینے کا محل ہی پیسونکا وہان کیا کام اور وہان مجاور
بن کے بیٹھنا بے معنی کام اور خلاف طریقۂ سلف ہی اگر قبر کو جتن کرنے بیٹھے تو بھی مہمل کام
ہی مگر تازہ دفن ہوے سو مردے کو حیوانات بالکفن جنتون کے ڈر سے اگر انکا ڈر رہے چند روز
جتن کرنے بیٹھین تو مضایقہ نہین رکھتا ہی ہمارا کلام سالہا سالہا دراز کی مجاوری مین ہی اگر
اس قبر والے کا شان جتانا اور شوکت بتانا منظور ہو تو اسکا جایز نہونا بھی ظاہر ہی کیونکہ
ایسے کام زندگی مین مناسب نہین بھلے ہوئے پر مردے کے لئے بطریق اولی ناروا ہونگے اگر
مجاوری قبر پرستونکو جمع کرنے نذر نیاز جیت کرنے کے ارادے سے ہو تو اسکی قباحت ظاہر
ہی الا و سابال حکم المقاصد حضرت عمر مفت خوارونکی جماعت کو مسجد نبوی مین
بیٹھے ہوے دیکھکے ان سے پوچھے کہ تم کون ہو تو وہ جماعت کہی کہ ہم اللہ پر توکل کرنے
والے لوگ ہین تو اپنے انکو ہانک دیکے فرمانے کہ تم مُتَاکِلّون ہین یعنے در پردہ منگا کہانے
والے ہین بلکہ اللہ پہ تکیا کرنے والے وہ لوگ ہین جو اپنا اناج زمین پر ڈالے اللہ پر نظر رکہکے بیٹھے
رہتے ہین ہان اگر اس ارادے سے مجاور بن بیٹھے ہین کہ تا لوگ کو بزرگون کے قبرونکے پاس شرک
و بدعت کے کام سے روکین اور قبر کے پاس خلاف شریعت کے کوئی کام کرنے ندین تو
مجاور بننے کے جواز پر ایک معقول وجہ ہی اور ظاہر ہی کہ ایسے مجاورونکی نیت ایسی کہان
رہتی ہی بلکہ قبر پرستونکو قبر پرستی پر ترغیب دیتے ہین اور قبرون کو سجدے کرنے کے
لئے قبوریون کے گردنین پکڑ پکڑکے جھکاتے ہین اور بزرگونکی نذر کرکے ادا کرنے مین دیر
کرنے سے ڈرانے اور جھوٹے جھوٹے نقلیات انکے روبرو بیان کرتے اور قبرون کے پاس
کنچنیون کو ناچنے قوالون کو گانے بجانے دیتے اور اقسام کے فسق و فجور کیا عورتون سے کیا

مردون سے جو بیان کرنے کے لایق نہین وہان ہوا کرتے ہین کوی مجاور ایک کام سے بھی منع نہین
کرتا فقط نذر نیاز اس ولی کی لینے پر نظر دہرتا پہر ایسے مجاوری اور ایسی مجاوری کی ترغیب
اور جواز کی تحریر کیب روا ہوگی اور ایسے شرک وبدعت پسند خادمان نذر کے مصرف کیا
ٹھہرینگے بلکہ ایسونکی اعانت کرنا شریعت مین منع ہی ہان خادمی سزاوار ہی تو ان خادمون
کو ہی جو سرور عالم کے قبر مکرم پاس ہاکرتے ہین کیونکہ وہان کوئی اور بدکام تو کیا کرسکے
بھلا قبر شریف کے سامہنے جھکنے دیکھکر وہان کا خادم ایک ایسی لات کمر پر لگاتا ہی
کہ اوندہے منہہ گرے **قول گلزار ہدایت** اور یعنے اسکے تابعدار کہتے ہین اللہ
جسکو چاہے اسکو شفیع اسکا بنادیگا شفاعت کو اسکے اختیار پر چھوڑدو **الجواب**
یہہ بات اعتراض کرنے کے قابل نہین کیونکہ اس قول مین اشارہ ہی شفاعت شخصی طرف
او شخص معین کا کون شافع ہوگا سو مقرر معلوم نہین صحیح حدیثون اور نصوص قرآنی موافق
اس امت مرحومہ مین شفیعان تو بہت سے ہونگے از انجملہ اعمال صالحہ اور اطفال اور اہل بیت
اور صحابہ اور علمائے باعمل اور شہدا اور سوا انکے بعضے دوست آشنا جیسا رزین کی روایت
مین ہی کہ فرمائے سرور عالم يُؤْمَرُ بِرَجُلٍ إِلَى النَّارِ فَيَمُرُّ بِرَجُلٍ كَانَ سَقَاهُ شَرْبَةَ
مَاءٍ عَلَى ظَمَاءٍ فَيَعْرِفُهُ فَيَقُولُ أَلَا تَشْفَعُ لِي فَيَقُولُ وَمَنْ أَنْتَ فَيَقُولُ
أَلَسْتُ أَنَا سَقَيْتُكَ الْمَاءَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَيَعْرِفُهُ فَيَشْفَعُ فِيهِ فَيُرَدُّ
مِنَ النَّارِ إِلَى الْجَنَّةِ یعنے ایک شخص کو دوزخ طرف لے چلینگے سو وہ اثنای راہ
مین ایک شخص کو پاویگا جسکو دنیا مین ایکبار پانی پلایا تھا سو اس سے کہیگا ای
فلانے میری شفاعت نہین کرتا کیا تو وہ کہیگا تو کون ہی تو وہ شخص کہیگا مین وہ
ہون جو فلانے روز تجھے پانی پلایا تھا تب اسنے پہچان کے اسکی سفارش کریگا تو

اسکو دوزخ طرف سے پھیر کے جنت مین داخل کرینگے دیکھو یار و وہان تو ایک پیالہ پانی پیاس کے
وقت پینے سو شخص بھی شفاعت کرینگے بلکہ جمع الفوائد کی حدیث مین صاف آیا ہی کہ سرور
عالم کے سوا اور بھی لوگ شفاعت کرینگے چنانچہ الفاظ اسکے یہہ ہین قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اَکْثَرُ
مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ قُلْنَا سِوَاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ نَعَمْ سِوَایَ یعنے فرمائے سرور عالم
کہ جنت مین جاوینگے شفاعت کرنے سے ایک شخص کے میری امت مین سے زیادہ تمیم کے
اولاد سے پھر صحابہ کہتے ہین کہ پوچھے ہم سرور عالم کو آپ کے سوا وہ شخص شفاعت کریگا یا آپ کی
شفاعت کے سوا اسکی شفاعت رہیگی تو فرمائے ہان میری شفاعت کے سوا اسکی شفاعت
رہیگی دیکھو منصفو اس حدیث مین صاف آیا ہی کہ حضرت کے سوا شافعان بھی ہین پھر
اگر کوئی شخص کہے کہ شفاعت کو اللہ کی اختیار پر چھوڑ دینا بہتر ہی وہ جسکو چاہے تیرا شفیع
ٹھیرا دیگی تو سرور عالم کی شفاعت کا انکار کیا ہوا حضرت کی امت مین شفیعان بہت ہین
حضرت کے سوا لیکن حقیقت مین حضرت ہی کی شفاعت مین داخل ہی جیسا حضرت کی شفاعت
رحمت الٰہی مین داخل ہی شفاعت سرور عالم کے چھوڑ دینگے کہے تو انکار رحمت الٰہی کا ہوا
پھر نہین کوان کسکا شافع ٹھیریگا سو مقرر معلوم نہین خصوصاً ایسی بات ان لوگون کے واسطے ردوا
جنہونے سب ہی جواب اپنے طرف سے ایک ایک بزرگ کو اپنا اپنا شفیع ٹھیرالیکے اسکی
شفاعت پھروسے پر اللہ ورسول کے احکام بجالانے سے بالکل سرتابی اور بے پروائی
اختیار کئے ہین اور خلاف طریقہ محمدیہ کے کام پر اترے بیٹھے ہین چنانچہ ایک روز دلی
کے شہر ایک محلے مین دس بیس شخص راگ ورنگ نشہ بازی کی مجلس جماکے بے دھڑک بیٹھے
تھے اور اسی شہر مین ایک دیندار احتساب شعار فاروقی نسب رہتے تھے کہ لَا یَخَافُوْنَ

نہیں ڈرتے ملامت سے کسی ملامت کرنیوالے کی ۱۲

لومۃ لائم ایسون ہی کی شان مین ہی اور انکو حرارت دین کی کمال تھی سو ایسے جا و زرون
مین اکثر گفتن پیت کے ہو سکے تو منکرات کو اپنے ہاتھہ سے دور کرتے نہو سکے تو زبان سے
وعظ و نصیحت سو کرتے اتفاقاً انکا گذر اس محفل فسق پہ ہوا سو اس مجلس والونکو ڈانٹے اور
اللہ قہار کے عذاب سے ڈرائے تو انمین سے ایک شخص جو قادریہ طریقے کو بدنام کرنیوالا تھا
بول اٹھا حضرت زبان درازی بس کر دیجئے مین محبوب سبحانی کا غلام ہون آپ کل کا روز
رب العزت کے حضور سے قدم نہ اٹھاینگے جبتک اپنے غلامونکو اپنے ساتھہ بہشت مین
نہ لیجاینگے کیا تم نے نہین کہ ایک بدکار قوال کو جو غلامون سے غوث دوسرا کے تھا اور
منکر نکیر کے سوال کا جواب برابر نہ دیسکا سو کسیطرح سے منکر نکیر کو ڈرا دیا انکے ہاتھہ سے چھڑا لئے
اور جلال کی ایک نظر سے انکے پر بھی جلا دئے اور اس بیت کو بھی پڑھنے لگا ؎
محی الدین جیلانی مرا شافع ہی در محشر ز عذاب و قبر و ہول حشر سے یار و مجھے کیا ڈر
اور دوسرا شخص انمین کا جو چشتیہ طریقے کو بدنام کرنے والا تھا کہا اجتنا کہ مین خواجہ معین الدین
چشتی کا غلام ہون آپ تو ہند الولی عطائے رسول ہین سو کل کا روز خواہ نخواہ میری شفاعت
کرینگے اور اپنے ساتھہ بہشت مین لیجاوینگے پھر آپ کی بے والی بے وسیلے کو ڈراتے اور کیا
کیا ڈرانے ہو اور اس بیت کو پکار پکار کر پڑھنے لگا ؎ غلام چشتیہ جب سے ہوا ہون تو
مجھے کیا باز پرس حشر کا ڈر ہی تو اس محمدی حنفی نے ان دونو کی تقریر سنکے حیران ہوا
یہہ حیرت کا محل نہین کیونکہ بزرگونکی شفاعت پر اسطرح کا گھمنڈ کر کے گناہ کرنے پر دلیر
ہونے والون سے ہم کو بھی اس کرنا تھا سو مین بہت کلام ترا ہی کہ ہر طریقہ والے اپنے اپنے
طریقے کے بڑے مرشد پر اعتماد کر کے گناہ کرنے مین جرأت کرتے ہین القصہ تب وہ
دیندار ان دونو سے کہنے لگے کہ مین بھی نسبت مین فاروقی ہون اسطرح کا گھمنڈ کرتا

مجھ کو بھی پہنچ سکتا ہی کیونکہ میرے دادا سرورعالم کے مصاحب خاص اور دوسرے خلیفے ہین جنکی شان
مین حضرت فرماتے اِنَّ اللّٰہَ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وہ میری شفاعت کرکے بچا لینا
ممکن ہی پھر ان ہی کو اپنا شافع ٹھہرا لیکے گناہ کرنے مین دلیری کرنے لگون لیکن ہم کو
تم کو غیب کا علم کہان سے آیا کہ تم خواہ نخواہ ایمان پر مرینگے تا مستحق شفاعت کے ہونگے اگر ایمان
پر بھی مرین یہہ کہان سے معلوم ہوا کہ جتنے تلک کوئی کام شفاعت سے بے نصیب کرنیوالا
جیسا صحابہ کو گالیان دینا اور اہلبیت سے بغض و عداوت رکھنا اور سنت کے ترک پر اصرار
کرنا اور غنیمت کے مال مین سے چرانا اور مانند اسکے صادر نہوگا اگر صادر ہون تو سرورعالم کی
شفاعت انکو نہ ملیگی پھر دوسرے پیر ولی کی شفاعت انکے کام کب آئیگی خیر اگر ویسے برے
کام بھی تم ہم سے صادر نہون بارے یہہ کہان سے جانا گیا کہ فلانے کو غوث الاعظم ہی
اور فلانے کو خواجہ معین الدین چشتی ہی اور فلانے کو حضرت عمر فاروق ہی شفاعت
کرینگے کیونکہ قیامت کے روز حدیثون کے روسے شفیعان سرورعالم کے طفیلی بہت سے رہینگے
کون کسکی شفاعت کریگا سو کیا معلوم بلکہ زواجر کی حدیث مین ہی کہ ماں باپ کو ایذا دکھہ
دینے سو لوگ کے واسطے جب سرورعالم شفاعت کرینگے تو رب العزت فرمائے گا انکے
ماں باپ راضی نہونے تک انکو نہ بخشونگا پھر اگر خدانخواستہ تم ہم ایسے لوگون مین ہون تو حضرت
غوث اور حضرت خواجہ اور حضرت عمر فاروق تمہارے ہمارے شفیع کب بنینگے پھر اس صورت
مین شفاعت کو اللہ ہی کے اختیار پر مختار کامل ہی چھوڑ دینا بہتر بات ہی وہ جسکو
چاہے اسکو ہمارا تمہارا شفیع ٹھہرائیگا کیونکہ شفاعت شفیعونکی اللہ ہی کے اذن
پر موقوف ہی کچھ ہمارے تمہارے چاہنے ٹھہرانے سے نہین وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِلّٰہِ
پھر کوئی واعظ و دوربین خیرخواہ مسلمین ایسے عندیون کے رد کے لئے اسطرح سے لکھے ہوے

تو سرور عالم کی شفاعت کا انکار یا آنحضرت کے شفاعت کی برابری دوسرے شفیعونکے شفاعت
سے کسطرح ہوگی کیونکہ غوث الاعظم اور حضرت خواجہ اور حضرت فاروق یا اور کسی ولی پیغمبر کی
کی شفاعت ہو سرور عالم کی شفاعت کے تحت مین داخل ہی سو ہر تکمیل الایمان خوان کو
معلوم ہی جیسا کوئی کہے کہ قیامت مین سرور عالم کی شفاعت سے ہم گناہ گار بخشے جاینگے
تو دوسرے کو نہین پہنچتا کہ اسپر اعتراض کرے اور کہے کہ تیری اس بات سے رحمت الٰہی
کا انکار نکلتا ہی بلکہ یون قول کہ اللہ کی رحمت سے بخشے جاینگے کیونکہ ایسا بولنے مین رحمت
الٰہی کا اقرار ہوا اور شفاعت کا انکار بھی نہین نکلتا کیونکہ شفاعت بھی رحمت الٰہی ہے
جو سرور عالم کو اپنی رحمت سے اذن شفاعت کا دیگا اسیطرح اگر کوئی کہے کہ قیامت کے
دن گناہ گارونکی نجات اللہ ہی کے رحمت سے ہوگی تو اسکو منکر شفاعت کا ٹھہرانا
گمراہی کے سوا اور کچھہ نہین کیونکہ حقیقت مین شفاعت بھی اللہ ہی کی رحمت سے جیسا
کسی دیندار نے چند بیتین کیا خوب کہی ہین ــه شفاعت مصطفی کی در حقیقت ؛
خدای رب رحمان کی ہی رحمت ؛ انہین دیتا نہ اذن و رحم اصلا ؛ شفاعت کا سدا
در بند ہی رہتا ؛ یہہ سب اسکی غفوری کا ظہورا ؛ جو بدکارون کو اس حیلے سے بخشا ؛
الحاصل شفیعون کے دل مین گناہ گارون پر رحم دیکر انکو شفاعت چاہنے کا اذن دیگا
خصوص سید المرسلین شفیع المذنبین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ــه کند
با این ہمہ گمراہی ما ؛ ترا اذن شفاعت خواہی ما ؛ پھر اللہ کی رحمت سے یا سرور عالم کی
شفاعت سے گناہ گارونکی نجات ہونگی کہنا دونون ایک ہی ہین اسیطرح کوئی شخص
بھی خاص سرور عالم کی شفاعت سے چھوٹے یا کسی اور کی شفاعت سے چھوٹے وہ بھی سرور
عالم ہی کی شفاعت مین داخل ہی سو شہور ہی خواص و عوام مین اسکو ہر جا بولنے کی

حاجت نہین پھر اللہ تعالی ہمارا تمہارا شفیع کسی کو بھی کرے وہ شفیع سرور عالم کا طفیلی ہوگا
نہ دوسرا اور شفاعت اسکی سرور عالم کی شفاعت مین داخل نہ خارج اس سے القصہ جناب
صاحب گلزار قرینہ اور شان ورود اس قول کا یعنے کسی محل مین کون سے سبب سے کہا
گیا سو جان پہچان انجان کے سر کیا ہو تعصب کے راہ سے سرور عالم کی شفاعت کے
انکار پر حمل کرنے سو انسے بہت تعجب ہے یا اس بات کو یعنے شان ورود اس قول کا
سمجھا ہے انکار شفاعت پر حمل کرتے ہین جیسا کہتے ہین کہ ایک نادان کسی کتاب مین
اس عبارت کو دیکھ پایا اِصنَعْ کُلَّ شَیءٍ اِلَّا النِّکَاحَ اسکے لفظون سے یہہ سمجھا کہ ہر کام
کر سوائے نکاح کے کہ وہ کام مت کر پھر لوگون سے کہنے لگا واہ واہ یارو کتابون مین نکاح
کرنے سے منع لکھے اور دوسرے رسومات شادی کے کرنیکا حکم کئے اب علما اسکا الٹا کہنے لگے
کہ نکاح کرو اور رسوم مت کرو یہہ بات ایک عالم سنکے کہنے لگا ارے بیوقوف اس عبارت
کا مورد نہ جانکے کیون ایسا بکتا پھرتا ہی اسکا مورد یہہ ہی کہ کسی نے کسی مقدس جناب سے پوچھا
کہ عورت کی عادت کے دنون مین اسکے ساتھ کونسا کام کرنا کونسا کام نکرنا تو اس مقدس نے
فرمائے اِصنَعْ کُلَّ شَیءٍ اِلَّا النِّکَاحَ یعنے اپنی منکوحہ سے اسکے عادت کے دنون مین مل
جل اور کھیل اور چھیڑ چھاڑ کر مگر ایک نکاح یعنی جماع اس سے مت کر خیر ہر کلام کا مورد کیا
ہی سو جانے تو اسکی حقیقت معلوم ہوجاتی نہین معلوم ہوئی تک منہہ مونچے ہوئے چپکا
بیٹھے رہنا بہتر ہی مَن صَمَتَ نَجَا بھلا مفتی صاحب جن دنون مین آپ طریقہ محمدیہ والون
مین گنے جاتے تھے ان دنون مین فقیہ عبد الرحمن صاحب جو بڑے پرہیزگار ہین آپ سے شفاعت
کا مسئلہ جو تقویۃ الایمان مین مذکور ہی سو پوچھے تو آپ کس خوبی سے بیان کئے اور انکے
اشکالون کے جوابات دئے غرض انکو سمجھا کر واقف کئے اب وہ بزرگ راست گو حاضر ہین

سلہ جو کوئی خاموش رہا نجات پایا

آپ انکار نکر سکینگے وہ توکاہی کو مکرینگے بلکہ کوی اُنسے پوچھے تو وہ کیفیت تفصیلوار بیان کرینگے
اور سوا اس فقیر راست گو کے اور ونکی بھی سمجہایش کیئے اور خوبی تقویۃ الایمان کی آگے بیان
کیئے ہین اب خدا جانے کسکے اغوے سے حق پوشی اختیار کیئے ہین **ذیل** اب یہان سے جانا
چاہیئے کہ شرع کے چار ریت ہین ایک اعتقادیات دوسری عملیات تیسری ترغیبات چوتھی ترہیبات
اعتقادیات کا بنا بالکل یقینیات شرعی پر ہی اور اکثر عملیات کا بنا اکبر راسے اور ظنیات اور
اجتہادات پر ہی اور یقینیات بھی اسمین ہوا کرتے ہین اور ترغیبات مرکب رہتے ہین یقینیات
شرعیہ سے اور مظنونات شرعیہ سے اور ان مقدمات سے جو مظنونات شرعیہ سے کم ہین درجے مین
مگر منہوز انکی نسبت بزرگان شرع طرف پہنچ سکتی ہی اور ترہیبات کا بھی یہی حال ہی لیکن
ترغیبات جو ہین سو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بشیری سے تعلق رکھتے ہین اور
ترہیبات صفت نذیری سے پھر جو واعظ حکیم ہی ان چارون ریتون کو ملا کے بولتا ہی کبھی
ایک ہی ریت کو کبھی دو کو یا تین کو جیسا مقام حال اقتضا کیا پھر اس صورتمین جب کسی نیک
کام کیطرف رغبت دلانا یا کسی بد کام چھڑانے در بتلانا کوی واعظ منظور رکھکے اس مقدمے
مین ظنیات شرعیہ کو یا اسی سے اترتے درجے والے باتون کو مذکور کرکے کسی نیک کام
مین لوگون کو لگادے یا کسی بد کام سے انکو روکے تو عین مصلحت اور حکمت ہی اسکو منکر
کسی ریت کا اُن چارون ریتونمین سے ٹھہرانا فقط جہالت ہی یا عناد آدمیم پر یہہ بیان شفاعت
جاننے مسلمان بھائیو کہ شفاعت شافعونکی علی الاطلاق اعتقادیات مین یقینی درجہ
رکھتی ہی شفاعت پانا اور بعضے عملونکی شامت سے شفاعت سے بے نصیب ہونا ترغیبات
ترہیبات مین ہی پھر جب کوئی واعظ حکیم کسی بدعقیدے بدکام سے لوگون کو پھیرنے کے
واسطے شفاعت سے بے نصیب کرنے والے کام کا وعظ کرکے سنادے یا شفاعت پر گھمنڈ کرکے

شرعیات سے سرتابی کرنے والون کے سامھنے مطلق کو مقید مفصل کو مجمل عام کو خاص کا لباس پہنا کے بیان کرتے ہیں کہ جس سے شفاعت پر گھمنڈ کرکے کبایر پر مُصِر عذاب حشر سے نڈر ہونے والونکی کمر ٹوٹے تو عین مصلحت اور امت مرحومہ کی خیرخواہی ہی اسکو عناد کی راہ سے انکار شفاعت ٹھہرانا فقط دشمنی اور تعصب ہے کیونکہ خیرخواہان امت ایسا ہی کرتے چلے آئے چنانچہ روایت ہی کہ جب زید ابن موسی بھائی امام علی رضا علیہ السلام کے مامون خلیفے پر خروج کرکے اسکے ہاتھ اسیر ہوکے امام ہمام ممدوح کے پاس بھیجوائے گئے تو امام انکو جھڑکے کہنے لگے کہ تجھ کو بعضے بچے کہتے ہونگے کہ فاطمہ کی ذریت پر آگ حرام ہی سو وہ بات اگرچہ سچ ہی لیکن تجھے مجھے نہین حسن حسین ہی کو تھی اب کوئی نیم ملا امام علی رضا پر حرف دھرے کہ حضرت امام نے اولاد فاطمہ زہرا علی ابیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت کے منکر ہین کیونکہ عام فضیلت حسنین شریفین ہی سے خاص کر دئے چنانچہ بہت سے حدیثون سے عموم اس فضیلت کا ثابت ہوتا ہی از انجملہ یہہ ہی

یا فاطمۃ اِنَّ اللہَ غیرُ مُعَذِّبِکِ وَلَا اَحَدًا مِنْ وَلَدِکِ از انجملہ یہہ حدیث ہی وَعَدَنِیْ رَبِّیْ فِیْ اَہْلِ بَیْتِیْ اَنْ لَا یُعَذِّبَہُمْ اور جواہر العقدین مین ہی کہ فرمائے سرور عالم علی مرتضی کو خطاب کرکے اِنَّ اللہَ قَدْ غَفَرَ لَکَ وَذُرِّیَّتَکَ اور ایسے بہت سی حدیثین جواہر العقدین فی فضل الشرفین مین اور صواعق محرقہ وغیرہا مین موجود ہین اور حضرت مولوی باقر آگاہ قدس سرہ ان اکثر حدیثونکا ترجمہ ہندی زبانمین نظم کرکے ریاض الجنان مین لائے ہین چند ابیات اسکے لکھے جاتے ہین ؎

سرور ہر دو کونین یون بولا ؔ مین کیا ہون سوال از مولا ؔ کہ میرے آل سے وہ کوئی بشر ؔ نہ لیجاوے کبھی جحیم اندر ؔ حق میرے اس سوال کو مقبول ؔ کر بخشا ہی مجھکو یہہ مامول ؔ ہور دیکھتا ہی سید ابرار ؔ یون کہا فاطمہ ستی یکبار ؔ کہ تیرے آل سے کسیکو خدا ؔ نکریگا کبھی عذاب

ذرا ہو الحاصل امام رضا ایسی عام فضیلت کو خاص کردئے اور ذریات فاطمہ زہرا کی خیر خواہی کئے پھر ان پر کوئی خارجی مشرب طعن کرے کہ وہ فاطمہ زہرا کی ذریت کے فضیلت کے منکر تھے تو اسکے عاقبت کا توشہ ہی بھلا صاحبو اسکا جواب کیا دیتے ہو جو امام غزالی احیاء العلوم مین کہے ہین کہ حدیث مین آیا ہی کہ ایک روز سرور عالم قریش کو پکار کے کہے ای قریش کی جماعت ایسا نہووے کہ لوگ قیامت کے دن نیک عمل لاوین اور تم دنیا لیکے آوین اپنے گردنون پر لادھے کے کہتے ہوے ای محمد ای محمد تب مین تم سے منہہ پھیر لونگا اور جب اترا اللہ تعالے کا فرمودہ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ یعنے ڈرا اپنے نزدیک کے قرابت دارونکو تو پکار لئے انکو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطن بطن کو یہانتک کہ فرمائے ای فاطمہ بنت محمد ای صفیہ بنت عبد المطلب پھپی رسول اللہ کی نیک عمل کرو اپنے جانون کے بچاؤ واسطے کیونکہ مین تمہارے کام نہ آونگا اللہ کنے کچھ یعنے میرے کام آنیکے خیال پر عمل کو نہ چھوڑو کیونکہ یہہ خیال خام ہی اور عبارت اسکی یہہ ہی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ یَاْتِیْ النَّاسُ بِالْاَعْمَالِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَنْتُمْ تَاْتُوْنَ بِالدُّنْیَا تَحْمِلُوْنَہَا عَلٰی رِقَابِکُمْ تَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ ہٰکَذَا اَیْ اُعْرِضُ عَنْکُمْ وَلَمَّا نَزَلَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ نَادَاہُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ بَطْنًا بَعْدَ بَطْنٍ حَتّٰی قَالَ یَا فَاطِمَۃُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ یَا صَفِیَّۃُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمَّۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِعْمَلَا لِاَنْفُسِکُمَا فَاِنِّیْ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا پھر اگر کوئی کتابی مزاج ان حدیثونکو دیکھہ کے کہے کہ خود سرور عالم نبی شفاعت کا آپ ہی انکار کئے جو اپنی لخت جگر کو اور دوسرے قرابتدارونکو فرمائے کہ میں قیامت مین تمہارے کام نہ آونگا پھر دوسرے کو کب امت شفاعت کی رہی کیونکہ شفاعت

کرنا وہی ہی کام آتا جب کام نہ آوے پھر شفاعت کہان اور تم مسلمان لوگ بڑائی کرتے پھرتے کہ
ہمارے پیغمبر شفاعت کرکے ہم گناہ گارونکو بچا لینگے تو اسکے رد مین ہم محمدی کہینگے یہہ فرمان سرور
عالم کا فقط ڈرانے کے لئے ہی تا عوام امت شفاعت پر گھمنڈ کرکے نیک اعمال نہ چھوڑین اور
سیدہی راہ سے منہہ نہ موڑین نہین تو شفاعت سرور عالم کی گناہ گارون کو متواتر المعنی
حدیثون سے ثابت ہو چکی ہی تہدیدی بات تو نکو تحقیقی سمجہنا حماقت ہی اور حماقت کا علاج دار
الشفای مسیحی مین نہین اسواسطے حضرت عیسی نے ایک احمق کو دیکھہ بھاگے لوگ سبب پوچھے
تو کہے کہ مین کوڑ کو جذام کو باذن اللہ دور کر سکتا ہون لیکن حماقت کا علاج میرے پاس نہین
جیسا اس قصہ کو مولانا روم قدس سرہ نے مثنوی مین ذکر کئے ہین اور وعظ مین بھی ڈرانے
اور بد کامون سے روکنے ایسے تہدیدات بہت سے بیان کرتے ہین اسکو شفاعت کا انکار
ٹھہرانے والا ویسا ہی احمق ہی جس سے حضرت عیسی نے بھاگے نہین تو حضرت فاطمہ زہرا
بیشک جنتی اور مغفورہ ہین انکو ڈرانے سے کیا کام آپ تو بد کامون سے محفوظ ہین مقصود
دوسرے لوگ ہین تا شفاعت پر تکیا کرکے نیک عمل چھوڑ نہ بیٹھین انکے نوابیونکی بھی ایسی ہی
سمجھہ ہوگئی جو تہدیدات کو وعظون کے انکار شفاعت سمجہنے لگے یہہ قہر الہی ہی جو انکے عقلون
پر اترا سو انکی سمجہہ ایسی ہوگئی خیرخواہی امت کو انکار شفاعت ٹھہرادئے سو خیرخواہان
امت کو بدنام کرنے لگے ــه تو پاک باش ای برادر مدار از کس باک ہؤ اور بھی امام
غزالی شفیع المذنبین کی اولاد مین کے لا ابالیون اور بے پرواؤنکو ڈرانے اور سیدہی
راہ چلانے کے واسطے احیاء العلوم مین ایک بات لکھے ہین کہ جس سے صاف نکلتا ہی
کہ سرور عالم کی شفاعت طبیب کی دوا کی سی ہی جو بعضے مرضون کو اور بعضے مزاجون
کو فائدہ نہین دیتی اور بعضونکو دیتی سو وہ بھی جب طبیب ہر کے کہے موافق پرہیز

کرے نہین تو وہ بھی نہین بعد اسکے کہتے ہین کہ اسیطرح شافعیونکی شفاعت کو سمجھا چاہئے کہ
بعضے گناہ کو جو اللہ کو غضب مین لانیوالے ہین بخشانے شفاعت کام نہین آنی کیونکہ اُن کام
کو کرنیوالونکی شفاعت واسطے اذن نہ دیگا اور بعضے گناہ کو بخشانے کام تو آئیگی پر اس شرط
سے کہ پرہیزگاری کرین اور اللہ کا غضب ہونے سے ڈرین اور یہہ بھی کہے کہ شفاعت پر اعتماد
کرکے گناہ کے کام کرنا پرہیزگاری چھوڑنا ویسا ہی جیسا کوئی بیمار طبیب ماہر جو اسکا باپ
یا بھائی ہی بھروسا کرکے پرہیز چھوڑ دیا یہہ تو نادانی ہی حاصل اس قول کا معتزلہ کے عقیدے
کا سا ہی اور سنیان کے پاس تو سرور عالم کی شفاعت کا دامن ایسا وسیع ہی کہ بیان سے
باہر چنانچہ حدیث مین بیہقی کے ہی کہ خود سرور عالم فرماتے ہین اَتَرَوْنَهَا لِلْمُتَّقِيْنَ
لَا وَلٰكِنَّهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ الْمُتَلَوِّثِيْنَ الْخَطَّائِيْنَ یعنے کیا گمان کرتے ہو تم کہ میری شفاعت
پرہیزگارون ہی کے واسطے ہی ایسا نہین بلکہ انکو ہی جو آلودہ ہین گناہ ہو نہین اور بڑے
خطامند ہین ای مسلمانو اب تم کو قہار ذو البطش الشدید کی قسم ہے کہ جیسا دوسرے کو اتنی ہی
بات پر جو کہا کہ اپنے واسطے شافع ٹھہرانے کو اللہ کی اختیار پر چھوڑنا وہ جسکو چاہے شفیع
ٹھہرائیگا شفاعت کا منکر ٹھہرائے سو ویسا ہی امام غزالی کو بھی ٹھہراؤ کیونکہ حضرت کی شفاعت
علی الخصوص کبیرہ گناہ کرنیوالون کے واسطے ہی نہ پرہیزگارون کے لئے جیسا حدیث مین ہی
اِدَّخَرْتُ شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ پھر امام غزالی نے ایسی شفاعت کو
تقوی کا شرط لگاتے ہو فرماتے بِشَرْطِ اَنْ يَّتَّقِيَ اللّٰهَ یعنے شفاعت سرور عالم کی سیدونکو
ملیگی لیکن اس شرط سے کہ پرہیزگاری کرین پھر اس سے صاف ظاہر ہوا کہ گناہ کے مرتکب ہون
نہو وین پرہیزگار بنین تو شفاعت ملیگی نہین تو نہین یہہ تو صاف معتزلی مذہب ہی پھر اپنے
کس لئے انجان ہو بیٹھے انکو منکر شفاعت کے اور معتزلی مذہب کیون نہ کہتے اور عبارت

احیاء العلوم کی یہ ہے فاعلم انّ کلّ مسلم منتظر شفاعة رسول الله صلّی الله
علیه وآله وسلّم والنّسیب ایضًا اجدر بان یرجوها ولکن بشرط ان
یتّقی الله ویخاف ان یغضب علیه فلا یاذن لاحد فی الشّفاعة له
فانّ الذّنوب منقسمة الی ما یوجب المقت والبعد فلا یؤذن فی
الشّفاعة لصاحبها والی ما یعفی عنه بسبب الشّفاعة کالذّنوب عند
ملوك الدّنیا فانّ کلّ ذی مکانة عند الملك لا یقدر علی الشّفاعة
فیمن اشتدّ علیه غضب الملك ومن الذّنوب ما لا تنجی عنه الشّفاعة
ولا تنفع الشّفاعة الّا لمن اذن له واذا انقسمت الذّنوب الی ما یشفع
فیها والی ما لا یشفع فیها وجب الخوف والاشفاق لا محالة الی ان قال
والانهماك فی الذّنوب وترك التّقوی اعتمادًا علی رجاء الشّفاعة یضاهی
انهماك المریض فی شهواته وترك الاحتماء اعتمادًا علی طبیب حاذق قریب
مشفق من اب او اخ او غیره وذلك جهل لانّ سعی الطّبیب وهمّته
وحذقه ینفع فی ازالة بعض الامراض لا فی کلّها فلا یجوز ترك الحمیة
مطلقًا اعتمادًا علی الطّبیب بل للطّبیب اثر فی الجملة ولکن فی الامراض الخفیفة
عند غلبة اعتدال المزاج هکذا ینبغی ان یفهم شفاعة الشّفعاء
من الانبیاء والصّلحاء للاقارب والاجانب فانّ ذلك مجرّد الطّلب
قطعًا وذلك لا یزیل الخوف والحذر یعنی جاننا چاہیے کہ ہر مسلمان امیدوار ہے
سرورِ عالم کی شفاعت کا اور آنحضرت کے نسب والے بھی اس شفاعت کی امید کرنے کے
واسطے لائق تر ہیں بشرطیکہ پرہیزگاری کریں اور ڈریں اللہ کے غصے سے اپنے پر

کیونکہ جب اللہ تعالی کسی پر غضب مین آئیگا حکم ندیگا کسیکو اسکی شفاعت کے واسطے کیونکہ گناہ
دو قسم پر ہوا کرتے ہین ایک گناہ وہ ہی جو رب العزت کے غضب غصے کو لازم کرتا ہی اس گناہ
کرنیوالے پر اور لازم کرتا ہی دوری کو رحمت خاص سے سو حکم نہ دیا جائیگا ایسے گناہ کرنے
والے کی شفاعت واسطے دوسرا گناہ وہ ہی جو شفاعت سے بخشے جائینگا مثال اسکی جیسا
گناہ کرتا ہی دنیا کے بادشاہونکا سو ہر مرتبے والا سکت نہین رکھتا ہی کہ شفاعت کرے
اس تقصیروار کی کہ جسپر بادشاہ کا غضب غصہ ہوا ہی پھر اس سے معلوم ہوا کہ بعضے گناہ
ایسے سخت ہوا کرتے ہین کہ سفارش سے بھی اس گناہ کرنے والے کا چھٹکار نہین ہوتا
ہی اور بات تو ایسی ہی کہ شفاعت کچھ فائدہ نہ دیگی مگر اسی کو کہ جسکے واسطے حکم ہوا
اور جب گناہ دو قسم پر ٹھہرے ایک تو جسکے لئے شفاعت ہو سکتی ہی دوسری گناہ
جسکے واسطے شفاعت نہوگی پھر البتہ ڈرتے رہنا ضرور ہوا اور غلو کرنا گناہ کرنے پر
اور چھوڑ دینا پرہیزگاری کو بھروسا کرتے ہوئے شفاعت پر کسی بیمار کے غلو کرنے بد پرہیزی
ہی دلکی رغبت کے چیزون مین اور چھوڑ دینا اسکا پرہیز کرنے کو بھروسے پر دانا طبیب
جو اس بیمار کا قرابتدار ہی اور اسپر مہربان باپ ہو یا بھائی یا اور کوئی سوائے انکے اور
ایسا کرنا جہالت اور نادانی ہی کیونکہ کوشش طبیب کی فائدہ دیتی ہی بعض مرضون کے
دور کرنے مین نہ سب بیماریونکو پھر جایز نہین بیٹھنا عقلاً بدپرہیزی چھوڑ بیٹھنا فقط
طبیب کے بھروسے پر کیونکہ اثر طب کا ہلکے بیماریون مین ہوا کرتا ہی وہ بھی جب مزاج کی
اعتدال کو غالب رہے پھر اسی طرح سمجھنا ہی شفاعت کو شفیعوان کے پیغمبران ہون یا
پرہیزگاران یا قرابتداران یا بیگانے کیونکہ شفاعت فقط التجا اور مانگنا ہی بیٹھے
حکومت اور زور چلانا نہین پھر ایسی طلب و التجا کا بھروسا ڈر اور خوف کو دور نہین کرتا

انتہی امام غزالی کے اس کلام سے چار باتین معلوم ہوئی ایک تو یہہ کہ جب کوئی آدمی پرہیزگاری
کرے اسکی شفاعت واسطے کسی ایک کو شفاعت کا منصب تک پہنچنے والونمین سے حکم دیا جائیگا

وہ عبارت جس سے یہہ بات نکلتی ہے سو یہہ ہی والنسیب یضا احد ربان یرجوھا

ای الشفاعة ولکن بشرط ان یتقی اللہ ویخاف ان یغضب علیہ فلا یتقی

یاذن لاحد فی الشفاعة له پھر اس قول کے روسے شفیعان حضرت کے نسب والون
کے واسطے بھی متعدد ٹھہرے اور ان مین جو کوئی پرہیزگاری کریگا اسکی شفاعت کرنے کسی ایک
کو شفاعت کے منصب دارونمین سے حکم دیگا لیکن سرورعالم ہی کو حکم دیگا کرکے نہین فرمایا بلکہ اللہ
تعالی جسکو چاہے اسکو اسکا شفیع کریگا لیکن وہ بھی اس شرط سے کہ پرہیزگاری کرے یہہ بات
بھی اسی عبارت سے نکلتی ہی پھر جناب صاحب گلزار جسکو تابعدار ابن تیمیہ کا ٹھہراکے اسکے
قول کو تعصب سے اعتراض کے محل مین ذکر کئے سو اس قول مین اتنا ہی ہی کہ اللہ جسکو چاہے
اسکا شفیع کرے اور شرط پرہیزگاریکا اسمین نہین لگایا لیکن امام غزالی کے کلام مین
ایسی بات ہوتی ہوئی شفاعت پانے پر پرہیزگاری شرط ٹھہری پھر اس صورت مین منکر
شفاعت کے ٹھہرانیکے لایق تر کون ہوتا ہی سو دیندار انصاف شعار جانیگا دوسری بات
یہہ کہ شفاعت کل شفیعونکی پیغمبران ہون یا صالحان قرابتدار ہون یا اجنبی مانند طبیب کے
ہی جو ہلکے مرضونمین اثر کرتے ہی وہ بھی اس شرط سے کہ طبیب کے کہے موافق پرہیز کرے
اور شفاعت فقط التجا اور طلب ہی کچھ حکومت کرنا زور چلانا نہین تیسری یہہ کہ شفاعت
کے مستحق ہونے پر پرہیزگاری لازم کرلینا اور جن کام کے کرنے سے سرورعالم منع فرماتے
ہین اُن کامون سے پرہیز کرتے رہنا شرط ہی شفاعت ملنے جیسا بیمار کو طبیب منع کئے
سو چیزون سے پرہیز کرنا ضرور ہی صحت پانی نہین تو علاج سود مند نہوگا ویسا ہی شفاعت

ہی یہہ بات تو صاف شاخ ہی اعتزال کی کیونکہ معتزلی کے پاس گناہ گارونکو شفاعت نہین
بلکہ پرہیزگارونکو انکے درجے بڑہانے ہوگی چوتھی یہہ ہی کہ شفاعت اللہ کے اذن پر موقوف
ہی جسکے حق مین اذن دیگا اسی کے واسطے شفاعت ہوگی جسکے واسطے اذن نہوگا اسکا
شفیع کوئی نہ ٹھہریگا پھر اس بات مین ردہی گلزار کے اس قول کا جو دلالت کرتا ہی اس امر
بات پر کہ سرور عالم کو اذن شفاعت کا ہوچکا ہی اور سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین
شعر محمد کسی راشفاعت گرست ؛ کہ برجادۂ شرع پیغمبر است ؛ اس سے بھی معلوم
ہوتا ہی کہ شفاعت سرور عالم کی اُسی کو ہوگی جو شریعت پر چلتا ہی کیونکہ پیغمبر خدا کے راستے
پر اسی کو قایم ہی بولینگے جو پرہیزگار ہی نہ مرتکب کبایر کو پھر سعدی علیہ الرحمہ کو بھی معتزلی
المذہب بتاتے کہین تو گلزار یون سے دور نہین الحاصل جو شخص اس طرح کے باتون سے لوگونکو
ڈرا دہا کے سیدہی راہ پر چلاوے سو سید المرسلین کے دین کا خیرخواہ اور مددگار کہلایگا پھر
ایسے خیرخواہ کو شفاعت کا منکر ٹھہرانا بے انصافی ہی اور عبد الحق دہلوی زاد المتقین کے
پہلے مقصد کے بیچ شیخ علی متقی کے احوال مین لکھتے ہین کہ در احمد آباد اقامت سنت نکاح
نمودند پسرے نیز بوجود آمدہ ہم در آوان طفولیت از عالم دنیا رفت دیگر بآن زن گفتہ
فرستادند کہ اکنون اختیار بدست شما ست حاجت ما از شما انقراض یافت حاجت آن
بود کہ پسرے شود و خوردی از عالم برود در روز قیامت شفیع ما گردد والان ہرچہ شمارا
خوش آید بکنید انتہی یعنے اور احمد آباد مین سنت نبوی کو قایم کرنے نکاح کیے اور ایک
لڑکا پیدا ہو بچپین ہی مین موا پھر اس عورت کو کہلا بھیجے کہ اب تمکو اختیار ہی میری جو
حاجت تمہارے سے تھی ہوچکی وہ حاجت یہی تھی کہ مجھے ایک بچہ ہو کر بچپین ہی مین مرے
اور قیامت کے روز میرا شفیع بنے اب تمہارا جی چاہے سو کرو اس سے یہہ بات نکلتی ہے

کہ حضرت شیخ اپنے واسطے شفیع کے تلاش مین تھے تا قیامت کے روز اللہ کنے انکی شفاعت کرے
جب بچا پیدا ہوکے مرگیا تب خاطر جمع ہوئی بچا پیدا ہوکر مرے تک شیخ کو یقین تھا کہ شفیع
انکا کون ٹھہریگا اور گلزاریون کے عندیہ کے رو سے اس قول سے شیخ کے منشا ظاہر ہوتا ہی
کہ انکو سرور عالم کی شفاعت کا انکار تھا یا ننگ و عار اسلیئے ایک اور شفیع پیدا کرنے
گرفتاری مین تڑپے جب پیدا کئے خاطر جمع ہوگئے اسی طرح عمر ابن عبد العزیز ایک سید زادے
کو جو ایک روز انکے پاس آئے تھے باتون بات نا کہنے لگے کہ قیامت کے روز میری شفاعت
کر دیجیو انکے شکن آپکے شکم کے پکڑ کے دباتے اور کہتے کہ یہہ کام یادداشت واسطے
کیا ہون اور کہتے کہ قیامت کے روز ہر اہلبیت کو منصب شفاعت کرنیکا ملیگا جیسا
ذکر کیا اس قصے کو صواعق اور جواہر العقدین مین پھر اگر ہر ہر فرد کے واسطے اس امت کے
افراد و آحاد بلا واسطہ سرور عالم کی شفاعت خاص حاصل ہونیکا یقین ہوتا تو یہہ بزرگان
دوسرے شفیع کو پیدا کرنے کی تدبیرین لگے ہوتے پھر ان دونو بزرگون کو سرور عالم کی
شفاعت کے منکر ٹھہراویا نہ مقر اگر کوئی کہے کہ بچے کو شفیع ٹھہرانا یا اہل بیت مین سے کسی
کو یا کسی اور بزرگ یا شہید کو سو حقیقت مین سرور عالم ہی کو شفیع ٹھہرانا ہی کیونکہ سب شفیعونکی
شفاعت سرور عالم ہی کی شفاعت مین داخل ہی اور سارے شفیعان آپ ہی کے طفیلی مین ہم
تم کسیکی شفاعت سے چھوٹین تو آنحضرت ہی کی شفاعت سے چھوٹے پھر اس صورت مین کسیکو بھی
ہمارا شفیع بولین سرور عالم کی شفاعت کا انکار نہ ہوا ہم کہینگے کہ یہہ کلام جو آپنے بیان کئے
سو حق ہی لیکن اگر کوئی شخص ایسے ہی ارادے سے کہے کہ اللہ مختار ہی جسکو چاہے ہمارا یعنے ہم
اشخاص معین کا یا ہم گھر والونکا یا ہم بستی والونکا شفیع ٹھہرا دیگا تو اسپر اعتراض کرنا اور اسکو
سرور عالم کی شفاعت کا منکر ٹھہرانا بہت بیجا ہی کیونکہ سب کے اتفاق سے مقرر ہو چکا اور

عقیدے کے کتابوں میں لکھا گیا کہ ہر شفیع بطفیل شفیع المذنبین کا اور ہر شافع کی شفاعت سرور عالم کی شفاعت میں داخل ہی پھر کوئی بھی شفاعت کرے سرور عالم ہی کی شفاعت ہی یہہ بات ہر بیان میں شفاعت کے لکھتے جانا کچھ ضرور نہیں پھر ایسا بولنے والے کو منکر شفاعت کا ٹھہرانا اور امام غزالی اور سعدی شیرازی اور شیخ علی متقی اور عمر بن عبد العزیز کو نہ ٹھہرانا بڑی بے انصافی ہی وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ہاں اگر ان اربعہ مطہرہ کو بھی منکر ٹھہراویں تو کچھ غم نہیں سلہ شادم کہ از رقیبان دامن فشان گذشتے ؛ گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد ؛ یہہ سب ایک طرف

جواہر العقدین میں ہی کہ ایک روز حضرت عمر فاروق نے ابو طالب کی بیٹی ام ہانی سے کہے اِعْمَلِیْ فَاِنَّ مُحَمَّدًا لَا یُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا یعنے نیک اعمال کر تو یہی کل کام آنیوالے ہیں کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے کام نہ آئینگے اللہ کے سامھنے اسطرح کے بولنے میں صاف سرور عالم کی شفاعت کا انکار ہی کیونکہ سرور عالم شفاعت کرکے بچا لینگے پھر آپ کو اللہ کنے کچھ کام نہ آئینگے بولنا شفاعت کا انکار ہوا کہ نہیں انصاف سے بولو لیکن جب ڈرانے دہشت دلانے سیدہی راہ پر چلانے منظور ہی چھوڑ انسے بولے ہیں تو عین خیر خواہی امت کی اور دین کی ہی پھر اگر کوئی رافضی مشرب حضرت عمر کو منکر شفاعت کا ٹھہراوے تو اسکی بے دینی ہی یہہ محل انصاف کا ہی کہ اللہ کے اختیار پر شفاعت کو چھوڑنا بہتر ہی بولنے ہارا منکر شفاعت کا ٹھہرے تو سرور عالم کچھ کام نہیں آئینگے اللہ کے پاس بولنے والا بطریق اولی منکر ٹھہریگا یہاں تاویل کرنا وہاں زبان کھولنا انصاف نہیں اگر منکر شفاعت اس غصے سے ٹھہراتے ہیں کہ اسنے اللہ کی مختاری بیان کیا تو آپ کتنا ہی غصے میں آؤ ہم سو کہینگے اللہ مختار ہی اللہ مختار ہی اللہ مختار ہی اور یہہ بھی جانو کہ شفاعت کو خدا کے اختیار پر چھوڑ دینا کہ وہ مختار ہی کہنے کے سبب بنا پڑا معلوم ہوا سو شاید محمدیوں کے برضد ہی کہے ہی نہیں تو اللہ جل شانہ فرما چکا ہی جیسا بیضاوی میں

ای ما لکم من دونہ لان کل ما سواہ تحت قہرہ من ولی ای یلی امورکم
ویقوم بمصالحکم ویمنع اذا حل بکم شیء مما تنذرون بہ ولا شفیع
یشفع عندہ فی تدبیرکم او فی احد منکم بغیر اذنہ یعنے نہین تمکو اللہ کے
سوا کوی والی جو تمھارے کامونکو اپنے ذمے مین لیے اور تمھارے حال کے مناسب ہو سو کام بنانے
پر آپ کھڑے رہے اور جب تم پر آپڑے کوی بات ان باتونمین سے کہ جن باتون کے
ایسکا تمکو ڈر بتلایا گیا ہی سو اسوقت تمھاری مدد کرے اور نہین کوی شفاعت کرنیوالا تمھارے
لئے جو بدون اذن اسکے شفاعت کرے تمھارے کام بنانے یا تم مین سے کسی ایک کے حق مین
کیونکہ جو کچھ اسکے سوا ہی سو اس سے ورے ترس ہی اور تفسیر جلالین مین ہی قال اللہ تعالی

اسکے غلبے اور دباؤ کے نیچے ہے ۱۲

وانذر بہ ای خوف بالقران الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم لیس
لہم من دونہ ای غیرہ ولی ینصرہم ولا شفیع یشفع لہم والمراد ہم
المؤمنین یعنے ڈرا ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن سے ان لوگونکو جو ڈرا کرتے ہین جمع

المومنون

ہونے سے رب کے پاس اور انکا کوی نہین رب کے پاس اسکے سوائے حمایتی نہ سفارشی تا سفارش
کرے انکی اور مراد اس آیت سے مسلمان لوگ ہین اس آیت سے تو صاف معلوم ہوا کہ قیامت
کے روز کوی کسی کا سفارشی نہ بن سکیگا نبی ہو یا ولی مگر جسے قادر مختار جسکے واسطے اذن
جسکو دیگا وہی شخص اسی کا سفارشی بنیگا جیسا لباب التاویل مین اس مطلب کو صاف لکھا ہی
لا یشفع شافع یوم القیمۃ الا من بعد ان یاذن لہ فی الشفاعۃ الی ان قال
فاذا اذن لہ فی الشفاعۃ کان لہ ان یشفع فیمن یاذن لہ فیہ یعنے کوی
شافع کسیکی شفاعت کریگا قیامت کے روز مگر بعد حکم ہونیکے پروردگار سے پھر جسوقت حکم کریگا
کسیکو شفاعت کرنیکا تو اسکو پہنچتا ہی کہ شفاعت کرے پر مخصوص اسی ہی کے لئے کہ جسکے

واسطے حکم دیا ہی۔ اس قول سے بھی نکلتا ہی کہ اللہ جس کسیکو شفاعت کرنیکا حکم دیگا جس کسیکے لیے
واسطے سو وہی شافع بنیگا اسی شخص مُعیّن کا جسکے واسطے حکم دیا ہی پھر ان مغسرون کے بیچ جنابین
کیا کہتے ہو سو کہو اور تفسیر بیضاوی مین کہا لَیْسَ لِمَلَکٍ وَّلَا نَبِیٍّ اَنْ یَّتَکَلَّمَ ذٰلِکَ الْیَوْمَ اِلَّا
بِاِذْنِہٖ یعنی پہنچتا نہین کسی فرشتے کو اور کسی پیغمبر کو کہ کچھہ بات کرے حضور مین اسکے قیامت کے
روز مگر اسکے حکم سے پھر ایسے زبردست قادر بے پروا کے اختیار پر شفاعت کو نہ چھوڑین
تو کیا کرین **قول گلزار ہدایت** شفاعت بالاذن کے یہہ معنی ہین کہ گناہ گار گناہ پر
نادم ہو کے اللہ سے رجوع لاوے اور کسیکو اپنا سفارشی نہ ٹھہراوے اور اللہ کی مرضی اسکے بخشنے پر
دیکھہ کے کوئی شفاعت کرے کیونکہ شفاعت بالاذن اسکو بولنا معتزلی مذہب ہے **الجواب**
خود صاحب گلزار نود پر چھٹوین صفحہ مین لکھہ چکے ہین کہ معتزلہ جو بدعتی مذہب والونمین ایک
فرقہ ہی کہتے ہین کہ گناہ کبیرے والا جو اپنے گناہ سے توبہ نہین کیا اسکی شفاعت نہین اللہ تعالی کے
لیے جو مطیع ہین اور گناہ کبایر سے توبہ کئے ہین فقط انکے مرتبے بلند کرنیکے لئے شفاعت ہے
انتہی اس سے صاف معلوم ہوا کہ معتزلہ کے پاس پرہیزگارون اور تایب گناہ گارونکے لئے فقط انکے
مرتبے بلند کرنے شفاعت ہوگی نہ گناہ گارونکے بخشانے یا انکو دوزخ سے نکالنے اور یہان
جو مذکور ہوا سو اسکا خلاصہ یہہ ہی کہ معتزلی کہتے شفیعان خدا کی مرضی گناہ گار کے بخشنے پر
پا کے اس گناہ گار واسطے شفاعت کرینگے اور اسکو بھی معتزلہ کا مذہب ٹھہراتے ان دونو
کلام مین ضد ہی آپکی کونسی بات کو کوئی مانے اور کونسے کلام کو سچ جانے اور معتزلہ اگرچہ بد
مذہب ہین انکار دکیا چاہئے لیکن انپر بہتان نکرنا کہ دینداری سے دور ہی اور دوسری بات
یہہ ہی کہ شفیعان خدا تعالی کی مرضی پا کر شفاعت کرینگے سو بات آپکے پسند مزاج نہوئی
جو اسکو محل اعتراض مین ذکر کئے اور اسطرح تو لیتے کو معتزلی مذہب ٹھہراتے شاید آپکے عقیدہ مین

ایسا ہی کہ اللہ کی مرضی جسکے بخشنے پر نہ پاینگے اسکے واسطے شافعان شفاعت کرینگے یہہ شفاعت
نہوی بلکہ حکومت ہی ســہ جو سمجھے زور سے چلتی شفاعت ؛ شفاعت وہ نہین بلکہ ہی
حکومت ؛ حکومت کون رب پر کر سکے ہی ؛ مگر جب دوسرا اللہ نبی ہی ؛ خدا جب یَوْمَ لَا یَمْلِكُ
کہا ہی ؛ بن اسکے کون مالک دوسرا ہی ؛ اور مرضی خدا کی پاکر شفاعت کرنے پر آیتین حدیثین
اماموں کے اقوال دلالت کرتے ہین تھوڑے انہین سے لکھے جاتے ہین از انجملہ یہہ آیت ہی مَنْ
ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یعنے وہ کون ہی جو شفاعت کرے اللہ کے پاس مگر
اسکے حکم سے اور حکم دینا وہی مرضی ہی از انجملہ وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَهُمْ مِّنْ
خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ یعنی شفاعت نکرینگے مگر اسی کے واسطے کہ جسکی شفاعت کرنے پہ
اللہ تعالی کی مرضی ہو سو اسکے واسطے شفاعت کرینگے جسپہ المبین کہ شفیعان خوف سے خدا کے
ڈرتے رہینگے اور تفسیر بیضاوی مین ہی لَا یَمْلِكُ اَحَدٌ اَنْ یَّتَکَلَّمَ فِیْ اَمْرِهٖ دُوْنَ اِذْنِهٖ
وَرِضَاهُ یعنے کسیکو سکت نہین بات کرنے پر اسکے کاربار مین بغیر حکم اور رضامندی اسکے
اور نشانی رضامندی کی اذن دینا ہی پھر وہ بات صادق آئی کہ اللہ کی مرضی کسی کے بخشنے پر پاکے
اسکی شفاعت کرینگے اور اس بات مین محققوں کے اقوال بھی بہت سے ہین از انجملہ مرشد الطلاب
والے کا قول ہی جو کہا لَا یَشْفَعُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِجَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰهِ
بَلْ یَشْفَعُ لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ یعنے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے سب بندونکی شفاعت
نکرینگے بلکہ رب العزت جسکی شفاعت کرنے کا اذن دیویگا اسی کے لئے شفاعت کرینگے سو
صاحب گلزار اسبات کے منکر ہوے جو بخشنے پر مرضی خدا کی پاکے شفاعت کرینگے بولنے کو
معتزلی مذہب ٹھہرائے ایسے ہی علما تو احیاء العلوم کے جلانے کا فتوی دیتے تھے کیونکہ
امام غزالی بھی گناہ گاروں کو ڈرانے اور ایسے گناہ کے کام چھڑانے اسیطرح کی باتین

اس کتاب میں لکھے ہین چنانچہ کچھ انہین سے آگے لکھ چکا ہون اور بہت سے حدیثون مین آیا ہی کہ کئی اقسام
گناہ گارونکے اسی امت مرحومہ مین سے سرور عالم کی شفاعت سے بے نصیب ہونگے جیسا لوت کے
مال مین سے چرایا سو شخص جب سرور عالم کو دیکھ کے پکاریگا اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تو کیون فرماوینگے
کہ مین دنیا ہی مین کہہ دیا تھا کہ یہہ کام برا ہی مت کر سو تو میری بات نہ مانا اَلْیَوْمَ لَا اَمْلِکُ
لَکَ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا اور جب حوض پر سے تھوڑے اصحابونکو ہانک دینگے تو آپ فرماینگے کہ
یہہ میرے اصحاب ہین آنے دیو تو فرشتہ کہیگا آپکے بعد یہہ لوگ کیا کیا گئے سو آپ کو معلوم نہین تو
آپ فرماینگے سُحْقًا سُحْقًا یعنے دور ہو دور ہو اور ایک حدیث مین آیا ہی مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ
لَمْ یَدْخُلْ فِیْ شَفَاعَتِیْ یعنے جو دغا دے عرب کو سو میری شفاعت مین داخل نہوگا اور ایک
حدیث مین ہی رَجُلَانِ لَا تَنَالُهُمَا شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِمَامٌ ظَلُوْمٌ غَشُوْمٌ
عَسُوْفٌ وَالْاٰخَرُ غَالٍ فِی الدِّیْنِ مَارِقٌ مِنْهُ یعنے دو آدمی ہین کہ انکو میری شفاعت
نہ ملیگی قیامت کے دن ایک انہین کا بادشاہ ہی ظلم کرنے والا ناحق پر کمر باندھنے والا اور دوسرا
انہین کا حد سے بڑھنے والا اور ایک حدیث مین ہی ذَرُوا الْمِرَآءَ فَاِنَّ الْمُمَارِیَ لَا
اَشْفَعُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنے چھوڑ دو جھوٹا جھگڑا کیونکہ جھوٹے جھگڑنے والے کی شفاعت
نکرونگا قیامت کے روز یہہ حدیثین بدور السافرہ وغیرہا مین ہین اور انکے سوا اور بھی لوگ
ہین جو شفاعت سے محروم رہینگے کہ حدیثون مین آیا ہی اگر شفاعت کرنے واسطے خدا کی مرضی
کسیکے بخشنے پر پانے کی حاجت نہو تو اتنے لوگ اس امت مرحومہ سے رحمۃ العالمین شفیع المذنبین
کے بے نصیب کاہیکو ہوتے **قول گلزار** ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو مومنون کے لئے شفاعت کرو اور بخشش مانگو کرکے حکم کر چکا **الجواب** اس قول گلزار
کے دو جواب لکھے جاتے ہین ایک اجمالی دوسرا تفصیلی لیکن اجمالی یہہ جواب ہی کہ خود

قاضی الملک مفتی بدر الدولہ بہادر نے اپنے اس قول کا رد اسی صفحے مین آپ ہی کر چکے ہین وہ یہہ ہی کہ
اور قیامت کے دن جب اذن مانگینگے تو کہیگا سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ یعنے تو مانگتا سو مانگ دینگے
اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہوئیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن اللہ
سے حکم لینا اور شفاعت کروانا اتنے احادیث سے ثابت ہی کہ جسکے انکار کا مجال نہین انتہی
اور تفصیلی جواب یہہ ہی کہ خیر الزاد مین لکھا ہی در شفاعت بالاذن مارا نزاعے نیست انتہی
پہر قاضی القضاۃ مولوی ارتضا علیخان بہادر فاروقی اسطرح سے لکھتے ہوے پہر اس گلزار مین جو
گل دیگر شگفتہ یعنی اسکے برخلاف لکھا گیا ہی سو اسپر بھی مہر جیکا دیئے اور مولوی اسلمی صاحب نائتی
نے بھی اپنے سفینے کے دو سو اٹہہ سٹہوین صفحے مین لکھا ہی سو عبارت یہہ ہی وانحضرت اول
شافع اند تا اینکہ گفت ورحمۃ العالمین امت خود را از خدا یتعالی درخواست کند واز ہمہ پیشتر
در عذر خواہی گناہ گاران دستوری بخواہد وما ذون ومجاز گردد چنانکہ درین باب اخبار
صحیحہ وارد اند انتہی نہایت تعجب یہہ ہی کہ قیامت کے روز اذن چاہنے اور ہوئے کے بابمین صحیح
حدیثان آنے مین کر کے لکھتے ہوے پہر اسکے خلاف پر جو اس گلزار مین بیان ہوا ہی مہر
جیکا دیئے ـــ۵ دیندار یکا او عا تہا غلط ٭ کب تہی وہ شہرت سخندانی ٭ اور امام نووی
مسلم کی شرح مین ذکر کئے سو عبارت یہہ ہی قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَیَأْتُوْنِیْ فَاَسْتَاْذِنُ
عَلٰی رَبِّیْ فَیُؤْذَنُ لِیْ قَالَ الْقَاضِیْ عِیَاضٌ مَعْنَاہُ فَیُؤْذَنُ لِیْ فِی الشَّفَاعَۃِ
الْمَوْعُوْدِ بِھَا وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ الَّذِیْ اِدَّخَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ وَاَعْلَمَہٗ اَنَّہٗ یَبْعَثُہٗ
فِیْہِ یعنے سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہر آئینگے لوگ میرے کنے پہر مین حکم چاہونگا اپنے پروردگار
سے کہا قاضی عیاض نے کہ معنی اسکی یہہ ہی کہ حکم دیا جایگا میرے تئین اس شفاعت کے واسطے
جو دنیا مین اسکا وعدہ کیا گیا ہی اور واسطے کہڑے رہنے کے مقام محمود مین جو اسکو اللہ نے

رکھہ چھوڑا ہی سرور عالم کے واسطے اور خبردار کردیا ہی آنحضرت کو اس بات پر کہ آپ کو اس مقام
مین قیامت کے روز کھڑا کریگا انتہی اور بھی کہا قاضی عیاض نے کہ آیا ہی انس اور ابو ہریرہ کی حدیث
مین ابتداء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد سجودہ وحمدہ والاذن له
فی الشفاعة بقوله امتی امتی یعنے شروع کرینگے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد
سجدہ کرنے اور حمد الٰہی کرنے اور بعد اذن پانے کے شفاعت کرنے مین اپنے اس قول سے
امتی امتی اور مواہب اللدنیہ مین ہی کہ کہے ابو ہریرہ نے فیاتون محمدا صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم فیقوم محمد ویؤذن له فی الشفاعة یعنی لوگ آئینگے سرور عالم کے
حضور مین تو سرور عالم کھڑے رہینگے اور حکم دیا جایگا آپ کو شفاعت کرنے اور کہا تفسیر خازن
مین لایشفع احد الا باذنه فکان الاشتغال بعبادته اولی لانه هو
الشفیع فی الحقیقة وهو یاذن فی الشفاعة لمن یشاء من عباده یعنے
کوی شفاعت نکریگا سوائے حکم پروردگار کے پھر مشغول رہنا اسی کی عبادت مین بہتر ہی کیونکہ وہی
پروردگار جو اذن شفاعت کا دینے والا ہی شفاعت کرنیوالا ہی اور وہ جسکی شفاعت
چاہیگا اپنے بندون مین سے اسی کے واسطے اذن دیویگا اور تفسیر کبیر مین امام رازی کہے ہی
ان فی یوم القیمة لایملك احد شیئا فلا یقدر احد علی الشفاعة الا
باذن الله تعالی فیکون الشفیع فی الحقیقة هو الذی یاذن فی تلك
الشفاعة یعنے کوی شخص مالک نہوگا کسی چیز کا قیامت کے روز سو کوی سکت نہ رکھیگا شفاعت
کرنے پر سوائے حکم اپنے رب کے اور حقیقت مین شفاعت کرنیوالا وہی ہی جو شفاعت کا
حکم دیویگا اور کہا قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر مین هو مالك الشفاعة كلها
لایستطیع احد شفاعة الا باذنه یعنے مقرر اللہ تعالی مالک ہی سب قسم کے

شفاعت ہو سکا کسی کو سکت نہین شفاعت کرنے پر سوائے حکم اللہ جل شانہ کے اور تفسیر لباب التاویل
مین ہی لَا شَفَاعَةَ لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ اِلَّا مَا اسْتَثْنَاہُ بِقَوْلِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ وَيُرِيْدُ بِذٰلِكَ
شَفَاعَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَشَفَاعَةَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَ
شَفَاعَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ یعنی شفاعت نہ چلیگی کسیکی اللہ کنے مگر ان
لوگونکی جو استثنا کیا یعنے نکال لیا انکو مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَہٗ کے عموم سے اپنے اس
فرمان عالیشان سے جو اِلَّا بِاِذْنِہٖ ہی اور ارادہ کیا ہی اللہ تعالی نے اِلَّا بِاِذْنِہٖ سے شفاعتکو
سرور عالم کے شفاعت کو اور دوسرے پیغمبرون اور فرشتون کے اور شفاعت کو بعض مسلمانون
کے بعضون کے لئے جب قیامت کے روز شفاعت کا اذن ہر شافع کو نہ ہو تک شفاعت
نکرنے پر اتنے آیتین اور حدیثین اور اقوال مفسرین محدثین ہوتے ہو اور خود صاحب گلزار
ان سب دلیلونکو خوب جانتے ہوے پھر سرور عالم کو اذن شفاعت کا ہو چکا بولنا
تمہاری ہٹ دہرمی اور انکی صداع افزائی کے لئے ہی اور حقیقت مین جلیل القدر محدثون مفسرون
کے ساتھ مخالفت کرنا ہی بلکہ آیتون حدیثون کے ساتھ برعکس ہے اور دیکھو تو کوی محدث کوئی
مفسر ان محدثون مفسرون مین سے جو کہے ہین کہ شفاعت کوی نکریگا سوائے حکم پروردگار کے سرور
عالم کو استثنا کرکے اس عموم سے نہ نکالا اور نہ کہا کہ کوئی شافع قیامت کے روز بے اذن پروردگار
کے شفاعت نکریگا سوائے سرور عالم کے کہ آپ کو دنیا ہی مین اذن ہو چکا بے اذن جدید کے
شفاعت کرینگے بلکہ تصریح کئے ہین کہ سرور عالم بھی بعد اذن کے شفاعت کرینگے اب ہم
گلزار کے قول کو مسلم رکھہ کے اِرْخَاءُ الْعِنَانِ کے طریق سے کہتے ہین کہ جب سرور عالم
کو شفاعت کرو کرکے دنیا ہی مین حکم ہو چکا ہو تو پھر کسلئے اپنی امت کو قیامت کے روز ایک
مدت دراز تک دھوپ مین جلتے ہوے رکھینگے اذن نہ ہونے تک شفاعت انکی کیون نکرینگے

دوسری بات یہہ ہی حکم ہو چکا ہو تو البتہ آپ جو رحمت عالمیان ہین یہین اپنی امت کے گناہ
بخشنے کے لئے شفاعت کر چکے ہونگے کیونکہ آپ تو رؤف رحیم اور رحمۃ العالمین ہین امت
پر مہربانی اور رحم کرینگے اب مین دیر نکئے ہونگے بلکہ سب امت کی شفاعت یہین کئے ہونگے
آپ تو شافع مشفع یعنی مقبول الشفاعت ہین البتہ امت کے گناہ ان کیا صغیرے کیا کبیرے
سب کے سب کر چکے سوا ور کرتے چلے جاتے ہین سو بخشے گئے ہونگے پہر بعضے گناہ گارونکو
عذاب قبر اور عذاب دوزخ قیامت کے روز ہوگا کر کے جو حدیثون مین اور عقاید کے کتابون مین
آیا ہی سو شاید یہہ سب گلزاریون کے عندیہ مین غلط ہونگے نہین تو آپکا دعوی غلط ہان
ہم محمدیون کے پاس یہہ بات ثابت ہی کہ آنحضرت کو امت کے واسطے مغفرت چاہنے کا حکم ہوا
ہی سو انکی مغفرت چاہا کرتے تھے اب بہی قبر شریف مین چاہتے ہین شفاعت کرنے کو
اور مغفرت چاہنے کو ایک چیز مین کر دینا خوش فہمی ہے **قول گلزار ہدایت**
اور قبر پر سبز ڈالی ڈالنا سنت ہی ایسا ہی سبزہ وغیرہ ڈالنا سنت ہی **الجواب** پہلے یہہ
بات ہی کہ ایک دو بار ڈالی گاڑنے ڈالنے پر سنت کا اطلاق کرنا خلاف اہل اصول کے ہی کیونکہ سنت
تو وہ کام ہی کہ جسکو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کئے ہون یا کرتے کرتے کچہہ عذر بیان
کر کے چہوڑ دئے ہون یہہ بہی ہمیشہ کرنیکے حکم مین ہی اسکو مواظبت حکمی کہتے ہین پہلے کو مواظبت
حقیقی جیسا طحطاوی اور نہر اور بحر مین ہی پہر اس ڈالی گاڑنے پر نہ حقیقی ہمیشگی کئے نہ حکمی
بلکہ تمام عمر شریف مین ایک دو بار ایسا کام کئے ہین صحابہ اسکا سبب پوچہنے مین یہہ فرمائے
کہ یہہ ڈالی تری تلک تسبیح کرتی رہیگی اسکا ثواب میت کو بہیجیگا بلکہ یہہ فرمائے لعلہ ان
یخفف عنہما ما لم تیبسا یعنے شاید ان دونو میت کے عذاب سے گہٹے جب یہہ دونو ڈالیان
نہ سوکہین خطابی جو محدث بے نظیر شافعی المذہب ہی کہتا ہی کہ یہہ محمول ہی اسبات پر کہ

سرورِ عالم دعا کئے ان دو نو میت کے حق مین عذاب کم ہونے جبتک ان ڈالیون مین تراوت
باقی رہے اور اس سے یہہ مقصود نہین کہ ڈالی مین تاثیر خاص ہی عذاب کم کرنیکی اور نہ تر ڈالی مین
ایک خاصیت ہی کہ سو کہین مین نہین اور عبارت اسکی یہہ ہی قَالَ الْخَطَّابِیُّ هُوَ مَحْمُولٌ
عَلٰی اَنَّهٗ دَعَا لَهُمَا بِالتَّخْفِیْفِ مُدَّةَ بَقَاءِ النَّدَاوَةِ لَا اَنَّ فِی الْجَرِیْدَةِ مَعْنًی
وَلَا اَنَّ فِی الرَّطْبِ مَعْنًی لَیْسَ فِی الْیَابِسِ جیسا حدیث مین جابر کے صاف ہی کہ
جابر رضی اللہ عنہ حکمت ڈالیان ڈالنے مین کیا ہی سو پوچھے تو سرورِ عالم فرمائے گذر کیا مین
ان دو قبرون پر جو عذاب مین گرفتار تھین پھیر دو ست رکھا مین اسبات کو کہ میری شفاعت سے
عذاب ان دونو قبر والون سے اٹھہ جائے جبتک یہہ دونو ڈالیان تر رہین اور عبارت اسکی یہہ ہی
اَنَّ جَابِرًا سَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنِّیْ مَرَرْتُ بِقَبْرَیْنِ یُعَذَّبَانِ فَاَحْبَبْتُ
بِشَفَاعَتِیْ اَنْ یُرْفَعَ عَنْهُمَا مَادَامَ الْغُصْنَانِ رَطْبَیْنِ اسی طرح فتح الباری مین
اور مشکوٰۃ مین ہی مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِقَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا
لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ
وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ لَا یَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ
ثُمَّ اَخَذَ جَرِیْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَیْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِیْ کُلِّ وَاحِدٍ وَاحِدَةً
قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ یُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ
تَیْبَسَا الحاصل سرورِ عالم نے ہی ایک بار یا دو بار ایسا کئے نہ کوئی صحابی اور تابعی اور تبع تابعی
اور نہ کوئی امام اہل بیت کے اماموں مین سے اور نہ کوئی امام چار مذہب کے اماموں مین سے اور نہ کوئی
صوفیہ کے اماموں مین سے حسن بصری سے لیکے غوث الاعظم تک اس کام کو کئے اگر قبر پر ڈالی گاڑنا
یا ڈالنا سنت ہوتا تو اتنے مقتدایانِ دین کے تارک سنت نبوی کے ہوتے اور وے لوگ

خصوصیت

خصوصاً صحابہ کرام سرور عالم کے عاشق صادق اور فرمانبردار کامل تھے آپکے کوئی کام سوائے
کے چھوڑے نہین سب صحابہ کئے ہین یا بعض لیکن سب کے سب چھوڑ بیٹھے نہین خصوصاً ایسا کام
جسمین میت کو فائدہ ملے عذاب اس سے اٹھے ہرگز ہرگز نہ چھوڑتے روایت ہی کہ عبد اللہ
بن عمر کے مدینے کے درمیان ایک جہاڑ تھا سو اسکے نیچے وضو کئے اور بچ رہا سو پانی کو اسکے اس
پاس ڈالتے پھرے اور فرمائے کہ سرور عالم ایسا کرتے ہوئے دیکھا تھا اسلئے مین بھی کیا بلکہ ایک
روز عین نماز مین سرور عالم اپنے پاؤنین سے نعلین نکالدئے کیونکہ انکو ذری سی پلیدی لگی
تھی سو جبرئیل اسپر خبردار کئے پھر سب کے سب مقتدیان اپنے پاؤنین سے عین نماز نعلین نکالدئے
پھر ایسی پیروی کرنیوالے اس کام کو نکئے تو معلوم ہوا کہ جہری ہوی ڈالی مین عذاب کم کرنے
گھٹانے کی صفت نہین بلکہ اسوقت ہین دست مبارک کا خصیصہ تھا کہ جس سے قبر والے کا عذاب
گھٹے یا شفاعت کا اثر تھا اسی سبب سے صحابہ وغیرہ اس کام کو نہین کئے اور قبرونپر ڈالیان ڈالتے
باگاڑتے نہین پھرے بلکہ خود سرور عالم تمامی عمر شریف مین ایک دو بار کئے ہین فقط پھر اس کام کا
سنت ہونا بے اصل ٹھہرا جب ڈالی گاڑنا سنت نہوا اسپر سبزہ اور پھول ڈالنے کو قیاس کرنا
قیاس مع الفارق ہی کیونکر سنت ہو سکے جب مقیس علیہ ہی سنت نہو مقیس کب سنت ہووے
شیخ عبد الحق محدث دہلوی ترجمہ مین مشکاۃ کے تحت مین اس حدیث کے لکھے ہین کہ تمسک
کنند جماعۃ باین حدیث در انداختن گل و ریحان بر قبور خطابی کہ از ائمہ اہل علم و قدوۂ شراح
حدیث ست این قول را رد کردہ ست و در انداختن سبزہ و گل بر قبور تمسک باین حدیث
انکار نمودہ و بعضے گفتہ اند کہ این تحدید و توقیت دال بر آن ست کہ آنحضرت شفاعت خواست
در تخفیف عذاب پس قبول کردہ شد از وی تا مدت خشک شدن آن شاخ و کرمانی گفتہ
کہ و جریدہ خاصیتی نیست در رفع عذاب و نہ بود آن مگر برکت دست مبارک جناب

سید انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہی صاحب خطابی بڑے محدث تھے شافعی المذہب اور کرمانی بھی
بڑے محدث تھے حنفی المذہب اور عبد الحق دہلوی بھی بڑے محدث تھے سو یہہ سب اکابر قبر پر گل
و سبزہ ڈالنے کو انکار کئے اور ڈالی گاڑنے یا ڈالنے کے مقدمے مین دست مبارک کا خصیصہ
ٹھہرائے ان محدثون کی بات پر یہہ بھی بڑی دلیل ہی کہ کوی صحابی اور تابعی اور تبع تابعی اور ایک
امام بھی مذہب کے چار امامون مین سے اور حسن بصری سے لیکے غوث الاعظم تک اس کام کو نکئے اور
نہ باب الجنائز مین یہہ کام کرنا سنت ہی یا مستحب ہے کرکے لکھے یہہ حیرت کا مقام ہی کہ سرور
عالم ایک دو بار کئے سو کام کو یعنی قبر پر ڈالی ڈالنے یا گاڑنے کو سنت تو ٹھہرائے لیکن اس کام
کو چھوڑ دئے اسپر قیاس کرکے پھول سبزہ ڈالنے کو بھی قیاسی سنت ٹھہرا کے اسپر عامل
ہوگئے جسکو اصل سنت ٹھہرائے سو اس کام کو چھوڑ بیٹھے واہ رے دینداری اور بڑا
عجب تو یہہ ہی کہ سرور عالم ایک دو بار کئے سو کام کو زور زبردستی سے سنت ٹھہرائے اور دوسر
چیزون کو اسپر قیاس کرنے لگے لیکن سرور عالم جو پانچبار یا پانچ شخص کے قبرونمین انکو دفن کرنیکے
پہلے آپ لیٹ کر اٹھے پھر بعد اسکے انکو گاڑے چاہئے تھا کہ اسکو بھی سنت ٹھہرا کے قبرونمین
کیون نہین لیتے پھرتے شاید قبر مین لیٹنے ڈرتے ہین کہ کہین قبر کیڑے نہ لیوے اس لئے اس کام کو
چھوڑ دئے اگر اسکو خصیصہ کہے تو اسکو بھی دست شریف کا خصیصہ کیون نہین مانتے جیسا تنہا
زمانے والے اور چارون امام قبر مین لیٹنے کو عمل مین نہین لائے ویسا ہی ڈالی گاڑنے کو بھی عمل
مین نہین لائے اور خود قاضی الملک مفتی بدر الدولہ بہادر قاضی القضاۃ مولوی ارتضا علیخان
بہادر فاروقی کے فتوے کے رد مین جہان انہون نے لکھے ہین کہ در ریختن گل و ریحان بر قبر
مستحب است الخ فرمائے ہین کہ واین مجرد دعوی ہست سندش ذکر کردن ضرور بود بلکہ عینی
در شرح بخاری ذکر کردہ کہ وکذلک ما یفعلہ اکثر الناس من وضع ما فیہ

الرُّطُوبَةُ مِنَ الرَّيَاحِينِ وَالْقُبُوْلِ وَنَحْوِهِمَا عَلَى الْقُبُوْرِ لَيْسَ بِشَيْءٍ یعنی اسی طرح
جو بہت سے لوگ رکھا کرتے ہین طراوت والی چیز کو قبرون پر پھول سبزہ ترکاری اور مانند انکے
سو کچھ نہین یعنے عبث کام ہی وَکُلُّ عَبَثٍ حَرَامٌ لیکن ایک ضعیف روایت مین آیا ہی کہ ایک صحابی نے
اپنے مرنیکے وقت اپنے لوگونکو وصیت کیئے کہ اپنے موئے بعد دو ڈالیان قبر پر گاڑ دو سو اس سے
پتا نہین نکلتا کیونکہ اس کام کو سنت مانتے تو جیتے تک اسکو نہ بیٹھتے بلکہ اپنے خویش آشنا جو مرے
انکے قبرون پر ڈالیان گاڑتے یا ڈالتے پھرتے حالانکہ وہ ہی صحابی اور دوسرے اصحاب ایک بار بھی
کسیکی قبر پر ایک ڈالی نہ گاڑے نہ ڈالے پھر اس سے صاف معلوم ہوا کہ وہ صحابی بھی مین اس کام کو سنت
نہین ٹھہراتے تھے اس لیے جیتے تک نہین کیئے لیکن مرتے وقت جو وصیت کئے شاید اسواسطے
ہوگا کہ جب کوئی مرنے لگتا ہی ڈوبتے کی سی اسکی حالت بنتی ہی پھر جیسا ڈوبتا کسی تنکا تری
پر نظر کرتا ہی تو اسکے سبب بچنے کی طمع خام دل مین لاکے اسپر ہاتھ ڈالتا ہی ویسا ہی مرتے
وقت انکو طمع ہوئی ہی کہ شاید اس کام کے کرنے سے میری نجات ہوگی کیونکہ سرور عالم کیئے سو
کام ہی شاید نفع بخشے اسی طمع سے دو ڈالیان گاڑنے وصیت کیئے نہین تو سرور عالم ایک
قبر پر ایک ڈالی گاڑے یا ڈالے تھے پھر دو ڈالیان کی وصیت نکرتے اور اس بات کو بھی ہوش کے
کان سے سنا چاہیے کہ کٹی ڈالی مین ذکر کرنے کی صفت اضطراری بھی باقی نہین کیونکہ جب کوئی
جاندار ذکر موقوف کرتا ہی تب کٹ جاتا ہی اسکا کٹ جانا دلیل ہی ذکر موقوف کرنے پر ایسا
ہی شرح صدور مین امام سیوطی لکھے پھر ڈالی کا کٹنا دلیل ہوا اسکے ذکر موقوف کرنے پر پھر
قبر پر ڈالنے سے پھر ذاکر کہاں ہوتی اگر نفس الامر مین ذکر اضطراری ایک چیز کا دوسرے کو فائدہ
بخشتا ہو تو ہر آدمی کا بال بال تو ذاکر ہی پھر ایسے ثواب پہنچانے والی چیز کو کس واسطے تم لوگ
حجام کو ہاتھ کے پیسے دیکر اپنے بدن سے دور کراتے شاید انکے احسان کا بدلہ آپکے سرکار مین

یہی ہی واہ رے شکرگذاری محسن کشی اسی کو کہتے ہین اور دوسری بات یہہ ہی کہ ان میتونکو جن کے قبرون پر پیغمبر عالم دو ڈالیان ڈالے سو اسواسطے نہین کہ یہہ ڈالیان ذکر کرین ان میتونکو نفع پہنچے کیونکہ اگر ایسے چیزون کے ذکر اضطراری کا دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہوتا تو ایک مدت سے وہ دونون قبر والے عذاب مین گرفتار نرہتے کیونکہ انکا رونگٹا رونگٹا ذاکر تھا انکا ہر ہر عضو ذاکر تھا انکے قبرونکی مٹی کنکر سب کے سب ذاکر تھے پھر عذاب قبر انسے کسواسطے نہین اٹھ گیا اب ان دو کٹے ڈالیون کے ذکر سے اٹھ جانا معقول بات نہین ان دست مبارک کی برکت جانے تو صحیح ہی جیسا کرمانی خطابی کہے ہین وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ وَاللّٰہُ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اور قبرون پر پھول سبزہ ڈالنے کا فتوی دینے کے سبب اکثر عوام جنازون کو ہندو لوگ ستوار کے سر تکا پھولون سے سنوارنے لگے جیسا جلوے کے روز دولہ دولہن کو بھی سنوارا کرتے ہین اور یہہ کہتے ہین کہ جنازے پر پھول ڈالنے سے کیا قباحت ہی بلکہ پھول تو ذاکر ہین ثواب انکے ذکر کا میت کو پہنچیگا جیسا قبر پر ڈالنے سے پہنچتا ہی شاید شمیانہ بھی اسی ارادے سے جنازون پر اور قبرون پر پکڑتے اور دیتے ہین کہ شاید اسکے ڈوریان اور ستونین اور کپڑا اسکا ذکر کرنے سے ثواب میت کو پہنچتا ہوگا مین سمجھتا ہون کہ آئندہ قبض روح کسی کا ہوتے ہی پھولون کے ہارون سے اسکو آراستہ کرینگے اٹھا لینے کے وقت ثواب ذکر کا پہنچنے کے ارادے سے یہہ سب برکت ہی اس فتوی کی

قول گلزار ہدایت

اور حنفیہ کے پاس بھی اختلاف ہی درالمختار مین لکھا ہی اللہ کے غیر کے نام کی قسم کھانے کو بعضون نے مکروہ کہا ہی اور اکثر کہتے ہین کہ مکروہ نہین علی الخصوص ہمارے زمانے مین

الجواب

اس فساد زمانے مین جو بہت سے عوام اس ملک کے اور بالاگھاٹ کے بزرگونکی مرشدون کے قدم کی سوگند کھانیکی عادت کرلئے اور اسکو نباہنا لازم جان لئے ہین سو بحر الرائق کے قول

کا ترجمہ جو کیا گیا ہی بس تھا کیونکہ لوگ کو سدھارنا مقصود ہی نہ بگاڑنا اگر درالمختار کے قول کو بھی ترجمہ کرنا ضرور ہی تھا تو کاشکے اسکے پورے قول کو ترجمہ کرتے تا عوام بگڑنے نہ پاتے پورے قول کو چھوڑ دیکے دو چار فقرے جن سے عوام کی تباہی کا ڈر ہی اسکی عبارت مین سے نکال لیکے ترجمہ کرنا بالکل مناسب نہین تھا کہ عوام غیر اللہ کی قسم کہانے پر دہیٹ بن گئے اسی گلزار کو دستاویز کرنے لگے ایک مدت کے پہلے بھی کوئی مولوی صاحب شاید ایسا ہی فتوا دئے تھے جو انشا اللہ خان نے ایک غزل کہا کہ جسمین غیر اللہ کے نام کے بہت سی قسمین مذکور ہین کہ جسکے پڑہنے سننے سے دل کو کراہت کان کو نفرت ہوتی ہی لیکن لوگونکو بتلانے کے واسطے بمقتضائے نقل کفر کفر نباشد اِس غزل کا مطلع اور مقطع لکھا گیا ہی ٥ ل مجھ سے ای پری تجھے قرآن کی قسم ٭ دیتا ہون تجھ کو تخت سلیمان کی قسم ٭ اب سارے قسمان ہو چکے باقی رہی ہی ایک پیپل تلے کی بتنی کی شیطان کی قسم ٭ حقیقت مین علمائے دین روحانی بیماریون کے طبیبان ہین انکو چاہئے کہ عوام کے عادتون کو اور مزاجون کو جان پہچان کے انکے واسطے ایسی بات لکھین کہ جس سے کسیطرح انکا بگاڑ نہو اب جانا چاہئے کہ درالمختار کا پورا قول یہہ ہی وہل یکرہ

اَلْحَلْفُ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قِيْلَ نَعَمْ لِلنَّهْيِ وَعَامَّتُهُمْ لَا وَبِهِ اَفْتَوْا لَاسِيَّمَا فِيْ زَمَانِنَا وَحَمَلُوا النَّهْيَ عَلَى الْحَلْفِ بِغَيْرِ اللّٰهِ عَلٰى وَجْهِ الْوَثِيْقَةِ كَقَوْلِهِمْ بِاَبِيْكَ وَلَعَمْرُكَ وَنَحْوُ ذٰلِكَ عَيْنِيْ انتہی کیا مکروہ تحریمی ہی غیر اللہ پر قسم کہانا بعضی کہے کہ ہان مکروہ ہی یعنے تحریمی اسکا منع آنے کے سبب سے اور عامۂ فقہا کہے کہ نہین یعنے مکروہ تحریمی نہین ہی اور اسی پر کے علما فتوی دئے ہین اور انکے منع کو غیر اللہ کی قسم اسطرح سے کہانے پر جو مضبوطی کے وجہ سے ہو یعنے نباہنے کے ارادے سے پھر اگر تکیہ کلام کے طور پر غیر اللہ کی قسم زبان سے نکلا کرے تو ویسی قسم مکروہ تحریمی نہین ہی جیسا کہنا تیرے باپ کی سوگند تیرے عمر کی سوگند

اور اسیطرح اور قسمین یہہ عینی کی عبارت کا مضمون ہی جو در المختار والے نے ذکر کیا ہی اب انصاف کیجے
کہ غیر اللہ کی ایک صورت خاص مین قسم کھا بیٹھین تو مکروہ تحریمی نہین ہی کہنے سے یہہ لازم نہین
آیا کہ اصلا اس صورت خاص مین کسی قسم کی کراہت ہی نہو غایۃ الامر یہہ ہی کہ قسم کی بنا عرف
پر ہی شاید ان عالمونکے زمانے کے عرف مین غیر اللہ پر جو قسم کہائی جاتی تھی سو نباہنے کے قصد سے
اور مقسم بہ کی تعظیم کے ارادے سے نہوگی اسواسطے ایسی قسم کو مکروہ تحریمی نہین ہی بولے اگرچہ
سرور عالم کے زمانے مین اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانے مین اور کسی امام کے زمانے مین
ویسی قسم بھی حرام یا مکروہ تحریمی ہووے کیونکہ انکے زمانے کے عالمونکے عرف مین غیر اللہ پر قسم
کہانیکی عادت بالکل نتھی پیچھے ان قیدیون کے ساتھ اور شاعرون کے ڈہب پر ایسے قسمان
کہانیکا پھیلاوا ہوا سو سبہون مین یہہ رسم جاری ہوگئی پھر بلواے عام کے جہت سے اور انکے زمانے
مین غیر اللہ کی قسم مین اللہ کی تعظیم کی سی نرہنے اور نباہنا اسکا لازم نجاننے کے سبب سے
ایسے قسمان کہانے کو مکروہ تحریمی نرکھے فقہاکے پاس مطلق مکروہ سے تحریمی ہی مراد رہتی
ہی جیسا طحطاوی مین ہی اِذَا اُطْلِقَ الْمَکْرُوْہُ فِیْ کَلَامِہِمْ فَالْمُرَادُ مِنْہُ التَّحْرِیْمُ اِلَّا
اَنْ یُّنَصَّ عَلٰی کَرَاہَۃِ التَّنْزِیْہِ وَقَالَ اَبُوْ یُوْسُفَ قُلْتُ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ رح اِذَا
قُلْتُ لِشَیْءٍ اَکْرَہُہٗ فَمَا رَاْئُکَ فِیْہِ قَالَ التَّحْرِیْمُ یعنے جب مکروہ مطلق ذکر کیا جاوے
فقہاکے کلام مین تو مراد اس سے تحریمی رہتی ہی مگر جب نص کیا جاوے اسپر کراہۃ تنزیہی کر کے
تب کراہۃ تنزیہی مراد ہی اور کہے ابو یوسف نے کہ کہا مین نے امام ابو حنیفہ سے کہ جب آپ کسی
چیز کو مکروہ رکہتا ہون فرمائے تو اس سے مراد آپکی کیا رہتی ہی تو کہے میری مراد اس سے تحریم
رہتی ہی اور اسیطرح ہی فتح القدیر مین اور اصول کا مقرری قاعدہ یہی ہی کہ اَلْمُطْلَقُ
یَنْصَرِفُ اِلَی الْفَرْدِ الْکَامِلِ یعنے جب کوئی چیز مطلق ذکر کئے جاتی ہی تو مراد اس سے

فرد کامل رہتا ہی افراد سے مطلق کے اور کراہت کا فرد کامل تحریمی ہی پہر اسکے نفی کرنے سے اسکا
فرد ناقص جو تنزیہی ہی جاتا نہین پہر اگر کسی چیز کو مکروہ نہین ہی کہے تو یہہ لازم نہین آتا کہ اس
چیز مین کراہت تنزیہیہ بھی نہو وے خصوصًا ہمارے زمانے مین کہ جسکا عرف بالکل بدل گیا غیر اللہ
کی قسم نباہنے کو اللہ کی قسم نباہنے سے زیادہ لازم جانتے ہین کیونکہ خدا کی قسم کو توڑ ہنا بہت
سے لوگون کے پاس سہل کام ہی ایک باتین توڑ ڈالتے ہین کہ انکے پاس اللہ کی قسم کو توڑنا ایسا
برا کام نہین جیسا اپنے پیارون کے جانکی قسم کو توڑنا بدکام ہی اسیطرح کسی پیر کے سر کی یا انکے
مزار کی قسم چنانچہ پیران پیر کی قسم اور سید محمد گیسو دراز کی اور قادر ولی کی قسم خصوصًا حضرت
گیسو دراز کے فرزند کی قسم اور حضرت عباس علمبردار کی قسم کہ ان قسمونکو نباہنا خدا کی قسم نباہنے
سے لازم زیادہ جانتے ہین اور انکی قسم توڑنے کو شرک کا کام کرنے بدتر اور منحوس تر جانتے
ہین پہر جب قسمونکی بنا عرف پر ٹھہری اور مدراسی عوام کا عرف اور اجمیر اور گلبرگے والونکا
عرف اور حیدرآبادیان اور ارکاتی مشایخونکا اور انکے مریدونکا عرف نہایت بگڑا ہوا ہی پہر
ایسے فساد کے زمانے مین درمختار کی اصل عبارت مین گھٹا کے غیر اللہ کی قسم کہانیکو اکثر حنفیونکے پاس
جایز بنا کے عوام کو ایسی قسمین کہانے پر دلیر کرنا مقتضا حکمت کا نہین اور اسی درالمختار مین علے
رازی کی یہہ عبارت بھی نقل کی گئی ہی سو اگرچہ جناب صاحب گلزار چہوڑ دئے لیکن ہم اسکو لفظًا
ذکر کرتے ہین کہ قَالَ الرَّازِیُّ اَخَافُ عَلٰی مَنْ قَالَ بِحَیَاتِیْ وَحَیَاتِکَ وَحَیَاۃِ رَاسِکَ
اَنَّہٗ وَاِنِ اعْتَقَدَ وُجُوْبَ الْبِرِّ فِیْہِ یَکْفُرُ اِلٰی اَنْ قَالَ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَاَنْ
اَحْلِفَ بِاللّٰہِ کَاذِبًا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَحْلِفَ بِغَیْرِہٖ صَادِقًا یعنے کہا امام رازی
حنفی نے کہ ڈرتا ہون مین اسپر کہ اپنی زندگانی کی قسم تیری زندگانی کی قسم تیرے سر کے سلامتی
کی قسم کہا دے سو کافر ہو جاوے اور ایسی قسم کہا نیمین نباہنا لازم ہی کرکے عقیدہ رکھے تو کافر

ہی بن جاتا ہی اور لکھا لکھنا کہا کہ ابن مسعود سے روایت ہی کہ مقرر میری جھوٹی سوگند کھانا اللہ پر بہت
اچھا ہی غیر اللہ پر سچی سوگند کھانے سے اللہ اکبر غیر اللہ کی سوگند کھانا کتنا برا کام ہوگا جو اللہ
کی جھوٹی قسم کھانے سے جو کبیرہ گناہ ہی بدتر ٹھہرا حاصل قول رازیکا یہہ ہوا کہ غیر اللہ کی سوگند
کھانیکو نباہنا لازم جانکے کہانا کفر ہی اگر تکیہ کلام کے طور پر زبان سے نکلے تو بالیقین کفر تو نہین
پر اسمین ڈر ہی کفر کا اور بحر الرائق مین بھی ایسا ہی کہا ترجمہ اسکا یہہ ہی اگر کہا تیرے سر کی سون
یا بادشاہ کے سر کی سون اور عقیدہ ایسا رکہا کہ اس قسم کو نباہنا واجب ہی تو کافر ہوگا انتہی اب
ای مسلمانو خدا کے واسطے ارکانی مشایخون سے اور انکے مریدون معتقدون سے اور حیدرابادیون اور
کلبرگے والون سے اور اجمیریون سے اور ناگوریون اور مدراسیون سے جو ایسے پیرونکے مرید معتقد ہین قسم دیکے
پوچھو کہ تم جو اپنے مرشدونکی قسم کھایا کرتے ہین سو نباہنے کے عقیدے سے کھاتے ہین یا لغو کے طور
پر تا بھید اسکا کھل پڑے اور یہہ بات ظاہر ہی کہ اگر کوئی کسی کو قسم دے کہ پیر کے سون پیر
ہدایان کے سون دو نوالے اور کھاؤ تو خواہ مخواہ پیٹ بھر کر کھا چکے پر بھی اس قسم کو مان کے
دو نوالے کھاتے ہین اسکا انکار حس و عیان کا انکار ہی پھر ایسے وقت مین درالمختار کی بعضی
عبارت کا ترجمہ جو مناسب وقت نہین تھا کرنا اور ترجمہ بعضی عبارت کا جو ضروری اور مناسب
وقت تھا چھوڑ دینا خلاف مصلحت کے ہی خیرخواہان امت کو ایسا کرنا بالکل نالایق ہی کیونکہ
نظر انکی ہمیشہ عوام کے سدھار پر رہا چاہئے جب قاضی مفتی سے جو مقتدایان دین کے ہین خلاف
مصلحت ظہور مین آوے تو دوسرون سے کیا امید ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی
عوام تو ایسے گمراہ سرکش بن گئے ہین کہ کسی کام کے کرنے مین نو وجہ سے کفر ہو اور ایک ضعیف وجہ
سے کبیرہ بن ہو تو اسی وجہ کو دستاویز کرکے اس کام کے کرنے پر مصر ہو جاتے ہین پھر ایسون
کے ساتھ سمجھ بوجھ کر چلنا ہی اسیواسطے عبداللہ ابن عباس سے ایک شخص نے پوچھا کہ عمداً قتل

کرنے والے کا توبہ قبول پڑیگا کیا تو فرمائے ہان قبول پڑیگا دوسرے بار دوسرا کوئی بھی مسئلہ پوچھا
تو فرمائے قبول نہوگا جب اس اختلاف فتویکا سبب پوچھے تو فرمائے پہلے شخص کو مسئلہ دریافت
کرنا منظور تھا سو حقیقت امر اسپر بیان کیا دوسرے شخص کے آنکھونسے معلوم ہوا کہ اسکو شوق قتل
کرنیکا ہی اسلئے اسکو ایسا فتوا دیا دیکھو صاحبو خیر خواہان امت مصلحت وقت نظر مین رکھکے
کام کرتے ہین پھر ایسے وقت مین بحر الرایق کی عبارت کا ترجمہ بس تھا در المختار کے بعضی قول
کو ترجمہ کرنا کچھ ضرور نتھا خیر آنچہ نشدنی بود شد اور حافظ عماد الدین ابن کثیر شافعی تاریخ کثیر مین
حضرت علی کے ذکر مین لکھے ہین وَكَذٰلِكَ مَا فِي أَفْوَاهِ النَّاسِ مِنَ الْيَمَنِ وَيَقُولُ
قَايِلُهُمْ خُذْ بِعَلِيٍّ وَاعْطِنِي بِعَلِيٍّ وَذٰلِكَ مِنْ وَضْعِ الرَّوَافِضِ وَيُخْشٰى مِنْ
اِعْتِيَادِ ذٰلِكَ سَلْبُ الْاِيْمَانِ عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ
اَشْرَكَ حاصل ترجمہ کا یہہ ہی جو یمن والون کے زبان پر مشہور ہوا کہ انہین کا کہنے والا کہا
کرتا ہی لے علی کی قسم ہی دے علی کی قسم ہی سو ایسا بولنا رافضیان نکالے سو بات ہی اور
جو کوئی عادت کریگا ایسا بولنے کی سو مرنیکے وقت ایمان اسکا چھینے جانے کا ڈر ہی اور جو
کوئی قسم کہاوے اللہ کے غیر کی سو مقرر اسنے شرک کیا انتہی جب بو الاولیا کے نام کی قسم
کھانے کی یہہ شامت ہو پھر پیر کے قدم کی قسم کہانے مین کیا کچھ نحوست نہوگی اور یہہ حافظ
عماد الدین جو اکابر علماے شافعیہ و حافظ محدثین سے ہین مطلق کہا کہ ایسی قسم کہانیکی عادت رکھنے
والے کا ایمان سلب ہونیکا ڈر ہی پھر غیر اللہ کی سوگند کس قدر بری نہوئی العیاذ باللہ **قول**
گلزار ہدایت اگر کوئی اعتراض کرے کہ شافعی فقہا وغیرہ مخلوق کو سجدہ کرنا کفر ہی
کرکے کہے سو مطلق مخلوق کے سجدے کو کفر کی علامت ٹھہراتے اسکو قید لگانا انکے قول کا
خلاف ہی اسکا جواب یہہ ہی مخلوق سے جمادات وغیرہ مراد ہین انسان مراد نہین

الجواب یہہ جواب جو آپنے دیئے مدعا کے موافق نہوا کیونکہ فقہا کے قول مین قید لگانا تو درکنار آپکے
اس جواب مین ایک استثنا الگ گیا جیسا روپیہ کو بٹا لگے چاند کو گہن مطلق مخلوق مین سے انسان کو
نکالنا نہایت بے موقع ہی کیونکہ انسانکو مخلوقات مین سے نکالوگے تو کیا اسکو غیر مخلوق کہہ سکوگے اسکے
سوا انسانونمین سجدہ کی خواہش رکہنے والے اور خدائی کا دعوی کرنیوالے بہت سے ہو چکے ہین اور
اب بہی ہین جیسے مُلحد نما فُقرا بے حقیقت لیکن آدمی کے سوا دوسرے مخلوق مین خدائی کا دعوی
کرنے والا کوئی نہین اسی نکتے کے لحاظ سے ہماری شریعت مین آدمی کے منہہ کے سامہنے نماز
کرنے کو منع کئے ہین نہ درخت وغیرہ کے سامہنے کرنے سے پہر غیر انسان کو سجدہ کرنیکو کفر ٹھہرانا
اور انسانکو سجدہ کرنیکو کفر نہ ماننا انسان پرستونکو اس کام کے کرنے پر ڈہیٹ کرنا ہی اسیواسطے
فقہا علیہ الرحمہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا مطلقا کفر کہہ گئے ہین کیونکہ سجدہ کمال عاجزی اور فروتنی کی
دلیل ہوتی ہوئی اسلام مین عبادت الہی کا علم ٹھہر چکا ہی بلکہ عین عبادت ہی پہر جو کوئی غیر اللہ کی
عبادت کرے گویا اُسنے اس غیر کو اللہ کا شریک ٹھہرایا پہر جو غیر اللہ کو سجدہ کرے گویا اسنے
شرک کیا قول مطلق مین لیکن جب بعض پرستونے ایران کے آتش پرستون کے قاعدے کے موافق وہان
کے دولتمندونکو اسلام مین بہی سجدہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم عبادت کی نیت سے سجدہ نہین
کرتے ہین بلکہ یہہ سجدہ ہمارا سلام کے عوض مین ہی چنانچہ ہند کا رکوعی سلام ہندوون کے
نمسکار اور ڈنڈوت سے نکلا ہی اسیطرح عجم کے بستیونمین بہی اسلام لائے پر آتش پرستونکی رسم
جاری رہی تب کئی اور فقیہون نے ایسے خوشامد کے سجدیکو کفر یقینی نشان نہ پانے سے تردد
مین پڑے اور ایسے خوشامد کے سجدے کرنے والون کو مطلق کافر نہ کہہ سکے اور اس سجدیکو
حرام کہے اور کفر بہی ایک قسم کا حرام ہی لیکن خدا کہلانے والے پیرون کو اور انکے قبرون
کو اور انکے نشانون چلون کو اور جہنڈون شدون کو مراد دینے کے عقیدے سے سجدہ کرنا

عین کفر ہی العیاذ باللہ اور عجایب یہہ ہی کہ بعضے ملحد نا فقیر اس گلزار کے تماشے سے عجب تماشے کی
بات نکالے ہین کہ کہتے ہین دیکہو صاحب گلزار مین لکہتے ہین کہ مخلوق سے مراد جمادات وغیرہ ہین
انسان مراد نہین پہر اس سے معلوم ہوا کہ انسان مخلوق نہین حالانکہ موجود ہی اور جو کوی موجود
ہوتے ہوے مخلوق نہو وے سو وہی خدا ہی ہم تو پہلے سے سرپیٹ رہے ہین کہ ارے اندہو انسان
خدا ہی تم کیت ملایان مانتے نتہے اب ہمارا کہنا آگے آیا انہین ہی کا ایک فاضل ایک گلزار لگایا
سو اسمین یہہ پہول پہولا اب تمہاری ملائی کی بہار دیکہو کیا پامال ہورہی ہی اللہ غفار یہہ کسی شاعر
نے کیا خوب کہا ہے دانند کہ خداے خویشتن غفار ست ؛ اگر کوی کہے کہ قاضی الملک مفتی
بدر الدولہ بہادر کی مراد یہہ ہی کہ مراد ان فقہا وغیرہ کی مخلوق سے اس مقام خاص مین جماد وغیرہ
ہین انسان مراد نہین تو ہم کہینگے اَلْمَعْنیٰ فِی بَطْنِ الشَّاعِر سے کیا حصول عوام کے نفع کے واسطے
کتاب بنانا اور اسمین ضروری قیدونکو چہوڑ دینا اور کوی اعتراض کرے پر بیان کرنا عوام
بگڑنیکا سبب ہے چنانچہ ملحد نا فقیر آپکے ظاہر کلام کو سند کرکے انسان کی خدائی کے قایل ہونے
لگے العیاذ باللہ بہلا مفتی صاحب آپ تو مخلوق سے انسان مراد نہین فرماتے لیکن حدیث شریف
مین جو آیا ہی مَنْ سَجَدَ لِبَنِیْ اٰدَمَ فَقَدْ کَفَرَ یہہ تو نص ہی بنی آدم کو سجدہ کرنا کفر ہونے
پر پہر آپ بنی آدم سے کیا مراد رکہتے ہین شاید یہان بہی مجاز اختراعی کے رو سے مراد بنی
آدم سے شجر حجر رکہینگے کہانتک محمد یونکی برضدی پر کمر باندہ ہوگے **قول گلزار ہدایت**
جسکی تعظیم کسی وجہ سے جایز نہین جیسے بت اور صلیب اور سورج وغیرہ انکو سجدہ کرنا کفر ہی
الجواب اس کلیہ سے یہہ مفہوم ہوتا ہی کہ جسکی تعظیم کسی وجہ سے آئی ہو سو اسکو سجدہ کرنا
کفر نہین پہر مصحف کو اور صحیح بخاری کو بلکہ قنیہ منیہ کو بلکہ پیرون کے شجرونکو بہی سجدہ کرنا کفر نہو
بلکہ نعلین مبارک کے نقش کو بہی سجدہ کرنا کفر نہو حالانکہ ہمارے فقہا کعبۃ اللہ کی ذات کو سجدہ کرنا

کفر ہی کر کے لکھ چکے ہین اگرچہ تعظیم کعبے کی شریعت مین فرض ہی مگر کعبے کے جہت طرف اللہ کو
سجدہ کرنے اللہ ہی کا حکم ہی اور اس کلیہ سے یہہ بھی نکل سکتا ہی کہ چاند اور سورج کو بھی سجدہ
کرنا کفر نہو کیونکہ ایک وجہ سے انکی حرمت بھی آئی ہی چنانچہ انکی طرف منہہ کیے ہوے پیشاب
کرنا منع ہی جیسا قبلہ کیطرف جب ایک وجہ سے شریعت مین انکی حرمت آئی ہو تو اس کلیہ سے لازم
کے انکو سجدہ کرنا بھی کفر نہو حالانکہ اسی کلیہ سے یہہ بھی مفہوم ہوتا ہی کہ چاند اور سورج کو مطلق
سجدہ کرنا کفر ہی پھر اس جہت سے وہی کلیہ اسی کلیہ کو توڑتا ہی بلکہ کلیہ صادقہ غیر اللہ کے سجدے کے
باب مین یہہ ہی کہ جو سجدہ غیر اللہ کی پرستش کا ہو یا غیر اللہ کی پرستش کا شائبہ اسمین ہے سا جد
کیطرف سے سو وہ سجدہ کفر و شرک ہی اور جو سجدہ کہ بے شائبہ پرستش غیر اللہ کو کیا جاوے سو وہ
سجدہ حرام ہی اسکو حلال جاننا کفر ہی پھر چاند کو یا سورج کو سجدہ کر صاف انکی پرستش ہے
کیونکہ یہ چیزان کافرون کے مشہور معبود ہین اور جھنڈون اور شدون اور بزرگون کے
قبرونکو سجدہ کرنا اسکے قریب ہی کیونکہ مشرک شعار ان ان جگہون اور ان چیزون کو سجدے اور نذر
نیاز کے لایق اور مرادون کے برلانے پر قادر مانا کرتے ہین یہہ باتان ایسے مشہور ہین کہ انکا
انکار بدیہیات کے انکار کے قریب ہی **قول گلزار ہدایت** اور قبر پر گلاب چھڑکنا اگر
صندل لگانا مکروہ ہی بعضے کہتے ہین حرام ہی ابن حجر مکی کہا ہی تصوف اار گجہ وغیرہ لگانا
اس قصد سے کہ فرشتے حاضر ہونگے تو مکروہ نہین **الجواب** اس زمانے مین جو پیرزادے
اور گور پرست لوگ قبر پر صندل چڑہانے کو بڑی عبادت ٹھہرا کے صندل کا مٹکا سر پر لیے ہو
بڑی شان و تزک سے جھلتے ڈلتے گاتے بجاتے ڈھول دمامے اور جلوس ساتھ لیکے قبر
پر صندل چڑہاتے اور اسکو قبر والے کی اور خدا و رسول کی خوشنودی اور اپنی بہبودی
کا سبب جانتے سوا ایسے وقت پر فساد مین فقط وے قولان جو مکروہ حرام ہین کر کے لکھے

بس ھے

بس تھے اور واقعی بھی وہی بات ہی کیونکہ صحابہ کے زمانے سے غوث الاعظم کے زمانے تک اور غوث
الاعظم کے زمانے سے ابن حجر مکی کے زمانے تک کوئی صحابی تابعی تبع تابعی اور کوئی امام
اہلبیت کے اماموں میں سے اور کوئی امام مذہب کے اماموں میں سے اور کوئی مجتہد فرشتوں کے حضور
لحاظ سے نہ اور کسی اراد سے سرور عالم کی قبر مقدس پر جو فرشتے رحمت کے ہجوم کرنے کی
جانے ہی نہ اور کسیکی قبر پر صندل چڑہائے نہ ارگجہ لگائے نہ اسپر گلاب چھڑکے نہ وہان
عود بتی جلائے پھر ابن حجر مکی بے سند ایک بات لکھ دئے تو ایسے فساد کے زمانے مین اسکو
ڈھونڈ ڈھانڈ کے ہندی کتابوں میں داخل کرنا خلاف خیرخواہی امت کی ہی شیطان کے ہات
لکٹی دئے سر کٹا ہوا کتاب بنانے والیکو اور فتوا دینے والیکو چاہئے کہ فساد زمانے پر
اور لوگون کے عادتوں پر نظر رکھے اب کے پیرزادے اور گورپرست اور انکے تابعین معتقدین
آج تک فقط سینہ زوری سے قبرون پر صندل چڑہایا کرتے تھے اب جو ایک جعلی دلیل خانۂ
عنکبوت کی سی ضعیف انکے ہات لگی سو کیا پوچھتے کہ کسقدر غرور و نخوت سے مونہہ سے چڑہا چباتی
تنا اس گلزار کو جیب مین دہرے ہوے قبرون پر صندل چڑہاتے اور دلیل دینے والے کے
حق مین دعا کرتے پھرینگے اَلْغَرِیْقُ یَتَشَبَّثُ بِکُلِّ حَشِیْشٍ وَجَدَ اور ابن حجر مکی بے کے اس
بے اصل قول کو کیونکر سند کرینگے سبکی کے غلبۂ حال کے اٹھنے کو باوجود دیکہ بڑے بڑے محدثان
فقہا اس اٹھنے کو بدعت کہے ہین قائمیان مفتیان سند کئے ہین قول تو فعل سے البتہ قوی
ہی سو اسکو عوام کیون نہ دستاویز کرینگے لیکن محل حیرت کا یہہ ہی کہ خود مفتی صاحب نے
جب طریقہ محمدیہ والوں مین تھے فقہ مین ایک ہندی کتاب ریاض النسوان نام بنائی ہے
سو اسمین لکھے ہین کہ قبر پر صندل چڑہانا ارگجہ لگانا شامیانہ باندہنا مکروہ ہی انتہی اور
مطلق مکروہ سے تحریمی رہتی ہی شاید اسوقت مفتی صاحب اس قول کو قابل اعتبار کے

ڈوبنے والا
تنکا پکڑتا ہی ہر ایک
تنکے کو جو پاوے
۱۲

نجاں کے ذکر نہین کئے اب طریقہ محمدیہ والون کے ساتھ برعکسی و تناقض آگیا ہی سو اس قول بے
اصل کو انکے برمقتدی مین ذکر کئے ہمارا کچھ نقصان نہین کئے لیکن عوام گمراہ تر ہوجاتے ہین
اور یہہ بھی جانا چاہئے کہ فرشتے حاضر ہونگے یا انکے حاضر ہونیکا مقام ہی کر کے اگر جہ وغیرہ لگانا
مکروہ ہو تو ہندوون کے ساتھ بھی فرشتے رہا کرتے ہین انکی حفاظت کے واسطے اور انکے اعمال
لکھنے مثلا جب کوی ہندو حلاق یعنے حجام سر مونڈنے آوے تو آپ بھی خوشبو لگاوے
اور حلاق کے سینے گلے کو بھی لگاوے فرشتونکے لحاظ سے اور ہندوان جو اپنے بدن پہ
صندل کے چھاپے دیا کرتے ہین سو شاید یہہ نکتہ انکے بھی ہات لگا ہی اور اصل مین صندل
لگانیکی ریت رسم ہندوون ہی مین مروج ہی اور ہندو لوگ صندل ہی مین برکت سمجھا کرتے
ہین سو سہاگنون اور بچے والیون کے ہیتو نکو صندل لگایا کرتے ہین تا انکی سہاگ و اولاد
مین برکت ہووے اور بعضے صورتمن صندل لگانے کو نشانی تعظیم کی ٹھہراتے ہین سو
بڑونکے قدمونکو صندل لگاتے ہین چنانچہ انکے اشعار مین مشہور ہی ـــ اودھرے بھمنان سینچو
مرے انگنا ؛ پتیاں لگاونگی تورے چندنا ؛ اور کرناٹکی مشایخ اکثر ہندوون کے ساتھ ملے جلے رہنے
کے سبب شادی کے رسمان بھی ان سے لئے اور میت کی بزرگی کرنیکے ارادے سے قبرونکو صندل
لگانے لگے جیسا ہندو بڑونکے قدمونکو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ **قول**
گلزار ہدایت ذبح کا حکم جو ابن حجر مکی زواجر مین لکھے ہین اسکا خلاصہ کہتا ہون جسنے
اللہ کے غیر کے نام سے جانور ذبح کیا اور اس غیر کی تعظیم کا قصد کیا جیسا عبادت اور سجود سے
اللہ کی تعظیم کرتے ہین تو کافر ہوگا اگر ایسی تعظیم کا قصد نہو تو گناہ کبیرہ ہی اگر ذبح کرنیوالا
بسم اللہ و اسم محمد بولا یا باسم اللہ و محمد رسول اللہ دال کے زیر سے بولا یا کتابی کنیسہ و صلیب کے
واسطے ذبح کیا یا موسیٰ عیسیٰ کے واسطے یا مسلمان کعبہ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے

یا بادشاہ وغیرہ کے تقرب کے واسطے یا جن کے واسطے تو ان تمام صورتین جانور مردار ہوتا ہی

الجواب ای منصفو خدا کے واسطے انصاف کیجیو کسی کا خاطر مت کرو کہ علامۂ شہیر فقید النظیر افضل العلما قاضی القضاۃ مولوی ارتضا علیخان بہادر فاروقی کے خیر الزاد سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ کلیسہ اور صلیب اور موسی اور عیسی کعبہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جن کو ایک ہی سلسلے مین ذکر کرنا سخت بی ادبی بلکہ کفر اور نشانی اہانت کی ہی تسپر ان دونوںین جناب قاضی القضاۃ فاروقی معزی الیہ اور صاحب سفینہ اس گلزار پر بے تامل کے اپنے جوہرین چپکا دئین یہان اعتراض نہین کئے کہ کلیسہ اور صلیب جو واجب الاہانت ہین اور موسی اور عیسی اور کعبہ جو واجب التعظیم ہین خصوصًا سرور عالم جو واجب التعظیمو نمین افضل ہین ان سب کو ایک ہی لڑیین پرو دئیے سخت بے ادبی اور اہانت کئے سو یہہ تغافل اسواسطے ہوگا کہ جب جناب قاضی الملک مفتی بدر الدولہ بہادر اس رسالیکو جناب قاضی القضاۃ فاروقی لقب کے پاس درست کرنے اصلاح دینے کے واسطے بھیجے تب حضرت معزی الیہ قلت فرصت کے سبب اسکو دیکھے نہین لیکن بپاس التجا والتماس قاضی الملک مفتی بدر الدولہ بہادر کے مولوی غلام قادر صاحب فضائل مآثر کے حوالے کئے اور اسکو نظر اصلاح سے دیکھنے ارشاد کئے پھر مولوی معزی الیہ امتثالا لامرہ العالی والقیاد الحکمہ المتعالی باوجود قلت فرصت کے ابتدا سے انتہا تک اس گلزار ہمیشہ بہار کا سیر کئے اور بعضی بعضی مقامونین جو جائے اعتراض تھے درست کئے اور بعضے بعضی جاگہونین انجان ہو گئے جن کا نیون انکو چھوڑ دئے تا انتقام اپنے استاد قاضی القضاۃ افضل العلما کا طریقۂ محمدیہ والون کے ہات سے پورا ظہور مین آوے نہین تو مولوی صاحب معزی الیہ بڑے مستعد فاضل ہین کوئی جائے اعتراض کی انکے اصلاح سے بے نصیب رہنی کا شک اصلاح کئے سو مقامونکو بھی ہم محمدیہ کی طبع آزمائی واسطے چھوڑتے تو کیا خوب تھا

قول گلزار ہدایت کھانا پکانے والونکی نیت یہی رہتی ہی کہ اس کھانیکو ہم کچھ کھائینگے اور کچھہ اپنے دوستونکو کھلائینگے یا بانٹینگے اور کچھہ فقراکو خیرات کرینگے اس نیت سے کھانا جو پکاتے ہین اسکو کہانا کچھہ قباحت نہین **الجواب** یہہ بات جو قاضی الملک مفتی بدرالدولہ بہادر نے لکھے ہین سو سچہہ تو ہی لیکن مطلق جواز لکھنا صحیح نہین گو کہ اسی نیت سے پکادین کیونکہ کتنے صورتو نہین ایسی نیت رکھتے ہوے نہ پکانا درست ہی نہ کہانا ایک صورت یہہ ہے کہ کھانا سودی پیسون سے پکایا جاوے دوسری یہہ کہ تفاخر اور بڑائی کے ارادے سے ریا یعنی لوگونکو دکھانے سمعہ یعنی لوگونکو سنانے کی نیت سے پکایا جاوے حدیث مین آیا ہی نھی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن طعام المتباریین ان یوکل طعامہما اور دوسری حدیث مین آیا ہی من سمع سمع اللہ بہ ومن رای رای اللہ بہ تیسری صورت یہہ وہ کھانا نذر سے غیر اللہ کے نہ پکانے گیا ہو نا جیسا بحر الرایق مین کہا والاجماع علی حرمۃ نذر المخلوق لاینعقد نذر المخلوق وانہ حرام بل سحت فلایجوز اخذہ واکلہ اور دلیل الصالحین ہی النذر لایکون الا للہ تعالی الی ان قال فان کان طعاما لا یحل اکلہ وان کان ذبیحۃ فہو میتۃ فان اکلوا وسموا اللہ تعالی علیہا کفروا جمیعا اور تفصیل اس بیان کی تحقیق کے ساتھہ پہلے ہی مذکور ہوچکی چوتھی صورت یہہ ہی کہ حقدارونکا حق بالفعل ادا کرنیکا اور قرض اور مزدورونکی مزدوری جسکا ادا کرنا فرض ہی گردن پر باقی رکھہ لیتے ہوے اور تقاضا انکا صبح و شام سہتے ہوے فاتحہ کا کھانا پکا دین گو کہ حلال سے ہو آپ کھلے خیر کی نیت رکھتے ہوے تو بھی وہ کھانا ان عوارضات کے سبب مکروہ تحریمی بھی ہوسکتا ہی حرام بھی کیونکہ مباح چیز حکم مین عوارضات کے ہو جاتی ہی پانچوین صورت یہہ ہی کہ وہ فاتحہ شامل رہنا محرمات اور مکروہات

سالہ ۵

منع فرمائے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان دو شخص کا کہانا کہانے سے جو ایک دوسرے پر سرسائی لینے کو کرتے ہین ۱۲

اور بدعتون پر جیسا زاد الآخرت کی کتاب مین کہا کہ فاتحہ رسمی مثلا زمین شبلیدن وگل اندودن
وجاے مخصوص راشستن واطعمہ را در ظروف پیش رو داشتن ولوبان سوختن وسلک گل
بر سر ظروف وغیرہ نہادن وقریب آن باادب نشستن یا استادن ودست برداشتہ سورۂ
فاتحہ وجز آن خواندن وامتناع تصرف دران قبل از ادای رسوم واہیہ نمودن وایصال
ثواب بردن احصار طعام ومراعات چیز ناندانستن بدعت سیئہ وحرام است انتہی پھر
جناب مفتی صاحب ان عوارضات سے چشم پوشی کرکے کلیۃ مطلقا فرمائے کہ جس فاتحہ کا
کہانا پکانے مین نیت ایسی رہے تو اس کہانے کو کہانے مین کچھ قباحت نہین سو عوام ہی
سمجہے کہ نیت ایسی رکہے بعد عوارضات کیسے بہی رہین کہالیا چاہئے اگر ان عوارض کے سبب
کہانا درست نہوتا تو البتہ جناب مفتی صاحب اسکو بہی بیان کئے ہوتے جیسا لوگون کی
نیت کو بیان کئے بلکہ حرمت کے سبب کو بیان کرنا لازم تر از مقدم ہی اباحت چیز کی
بیان کرنے پر تسپر جب بیان نہ کئے تو معلوم ہوا حرمت کراہت کے اسباب فاتحہ کے کہانے
مین سب غلط ہین افسوس لوگ مفت مین سیدہی راہ سے بہٹک گئے اور ایسے بہت سے سہل
انگاریان اس گلزار ہمیشہ بہار مین موجود ہین اگر سب مقدمات واقعی نفس الامری ہر مقام
مین اس کتاب کے بیان کئے ہوتے تو بدعتونکے باب مین کب مقبول پڑتی بلکہ کروی کسالی
ٹھہرتی ٥ ہر خار این گلستان انگشت رہنمائی است ؛ ہر شبنمی درین باغ جام جہان
نمائی است ؛ اور خود جناب مفتی صاحب رد فتوے مین قاضی القضاۃ افضل العلما مولوی
ارتضا علیخان بہادر فاروقی کے جہان انہونے لکہے مین فاتحہ متعارف کہ در صدر اول
نبودہ بدعت حسنہ است اس قول کے رد مین کہ فرماتے ہین کہ یہہ قول کلیۃ صحیح نہین کیونکہ
بہت سے فواتح متعارفہ حرام کام برے بدعتون پر شامل رہتے ہین پھر فاتحہ متعارفہ کلیۃ

مستحسن کہیا ہوا ہے اب تعجب یہہ ہی کہ آپ ان پر ایسا اعتراض کرتے اس گلزار مین اس بلا مین
آپ بہی گرفتار ہوے جو کلیتہ فرماتے اسطرح کی نیت رکہے بعد اس کہانیکو کہانے مین کچہہ قباحت
نہین یہ انصاف کا محل ہی کہ جیسا قاضی القضاۃ فاروقی کلیتہ فرماتے ویسا ہی آپ بہی پہر وہ
کلیہ صحیح نہونا اور آپ ٹہہراتے سو کلیہ صحیح ہونا فقط زور و زبردستی کی بات ہی نہ انصاف کی
جیسا بہت سے افراد اس کلیہ کے محرمات مکروہات پر آپ ہی کے لکہے سے شامل رہتے ہین
ویسا ہی اس کلیہ کے بہت سی افراد بہی محرمات مکروہات پر شامل رہتے ہین پہر صحیح ہو تو
دونو کلیہ صحیح باطل ہو تو دونو کلیہ باطل بلکہ بدعات و محرمات و مکروہات کے سبب فاتحہ کرنا
ہی ممنوع ہوجانا عجب نہین کیونکہ اَلْمُسَبَّبُ فِیْ حُکْمِ السَّبَبِ پہر جو چیز بدعات محرمات کا سبب
پڑے وہ چیز ہی حرام ہوجاتی ہی پہر کہلانا در کنار اصل کرنے مین ہی تو ٹا کیا کیونکہ اکثر
فواتح کرنا گمراہونکا بدعات مکروہات کرے بن ہوتے ہی نہین فاتحہ نکرین تو نے بدعات
مکروہات بہی کرنے نہین اللہ توفیق دینے والا ہی لیکن ساٹہوین صفحہ مین ام سعد کو ثواب
پہنچنے کہدوانے سو کنوین کے ذکر مین وہ جو لکہے ہین کہ کنوین کا یعنی ام سعد کے کنوین کا پانی غنی ہو
ہو یا فقیر سب کوی پیوین گے انتہی غرض اس سے یہہ ہی کہ میت کو ثواب پہنچنے کا کہانا بہی سب
کوئی غنی فقیر کہانا روا ہی جیسا اس کنوین کا پانی پینا ان سب کو روا ہی رد اسبابکا تفصیلوار
یہہ ہی کہ فاتحہ کے کہانے کو ام سعد کے کنوین کے پانی پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہی کیونکہ
پہلی بات تو یہہ ہی کہ سعد اپنے ماکو ثواب پہنچنے کنوان کہدواکے چہوڑدئے اپنے علاقے
سے نکالدئے پہر ہر شخص اسمین سے پانی لینے پر مختار ہوا جسکا جی چاہے لیتا ہی بخلاف
اس کہانے کے کہ مالک اپنے ملک مین رکہتا ہی اسمین سے جسکو آپ چاہے دیتا اور کسیکی
مقدور نہین کہ اس کہانے مین سے بی اجازت اسکے کچہہ لیوے پہر دونومین فرق بین ہوا

اور دوسری بات ہی کہ پانی کنوین کا کسی کے لینے سے نہ کم ہوتا نہ سرتا اور لیتے جاؤ ہر پھر جھرے
سے چلے آتا ہی پھر مالدار لوگ لینے سے غریبونکا حق تلف نہین ہوتا اسواسطے کنوین کا پانی
مالدارون محتاجونکو لینا روا ہوا بخلاف اس کہانیکے کہ معین رہتا ہی اتنے سیر اتنے من کرکے
پھر اسمین سے جتنے مالدارونکو کہلاینگے وتنے محتاج بی نصیب رہجاینگے پھر غریبونکی حق تلفی
ہوئی اسواسطے اس کہانے سے مالدارونکو نہ کہلایا چاہیئے تا غربا کی حق تلفی نہو تیسری
بات یہہ ہی کہ پانی مُتَبَذَّل چیزون سے ہی ہر فقیر تونگر کو ہمیشہ میسر ہوا کرتا ہی ہر کوئی ہر کسی کو
جسوقت چاہے پلایا کرتا ہی ہر وقت ہر کسی کے گہر مین موجود رہتا ہی فقیر بہی کسیکو پانی
پلانے سے بخیلی نہین کرتا پھر ایسی چیز کو کہانے پر جو ہر کسی کے پاس قدر والا ہی اور ہر وقت
ہر محتاج اسکے دروازے سے مانگتا پھرتا ہی پھر جو کوئی دل برا کرے سو اس محتاج
کو دیتا ہی دل چہوٹا کرے سو نہین دیتا بخلاف پانی کے کہ کوئی شخص اسکو گہر گہر مانگتا پھرتا
نہین پھر کہانے پانی مین برا فرق ہوا اور پانی ہر جنگل آباد مین اور ہر شہر ہر کہیرے مین ہر
کسیکو آدمیون سے اور جانورون سے میسر ہوا کرتا ہی ارزانی اور گرانی کے دنون مین بھی بخلاف
کہانیکے پھر دونون مین برا فرق ہی - اور صاحب گلزار نے بہتھوین صفحے مین جو لکہے ہین کہ
شیخ یعنی عبدالحق دہلوی جو کہانا فقیر کو کہلانے کی نیت سے پکاوے تو دوسرے کو کہانا جایز نہین
یہہ مذہب حنفیہ کا ہی شافعیہ کے یہان جو حکم ہی ہم سابق ذکر کئے انتہی وہ ذکر کئے سو عبارت
اکسٹھوین صفحے مین یہہ ہی صدقۂ تطوع غنی پر حلال ہی مکروہ ہی اس صورت مین اس
کہانیکو صدقے کی نیت سے بھی پکایا تو غنی کو کہانا جایز ہوگا پر مکروہ انتہی صاحب گلزار نے
غنی کو کہانا اس کہانیکا مکروہ ہی کرکے آپ ہی کہے اور مطلق مکروہ سے مراد تحریمی ہوا کرتا
ہی خصوصًا کہانے کی چیزون مین پھر مذہب شافعیہ کا بھی قریب مذہب حنفیہ کے ہوا انکے وہان

حرام انکے یہان کمروہ تحریمی یعنے قریب حرام کے اور ہمیشگی کرنا کمروہ کے کرنے پر حرام ہونا دور نہین
پھر ایسے کمروہ تحریمی کو جوازات مین گنا عوام کو بگاڑنا ہی ضد سے مہدیون کے فاعتبروا یا اولی
الابصار بلا اس کہانے پر قیاس کرتے ہوئے پیسے جو میت کے نام پر خیرات کرنے نکالتے ہین
سوان ہیسونمین سے ایک دو پیسے الدار دنکو بھیجے تو آپ کے فتوے کی دستاویز سے غیب پر
لینا ہی جیسا مُرد کے نام پر پکانے سو کہانیکا تورا بلا تکرار لے لیتے ہین اسکو لینا اسکو نہ لینا
گر کہانا گلگلے سے پرہیز کرنا ہی اور بہت تعجب کی بات یہہ ہی کہ حضرت مولوی محمد غوث
صاحب جنت آرامگاہ کے فاتحہ کے تورے تیسیر والونکو بھی بھیجتے ہین پر انکے نام کے خیرات
کے پیسونمین سے دو چار پیسے مولوی جمال صاحب کو یا اور کسی تیسیر والے کو بھیجتے نہین بھیجکر
تو دیکھو کہ کیا شور و فغان مچا دینگے یہہ عجب تماشے کی بات ہی صدقے کے کہانے کا
تورا تولے لٹے دو چار پیسے اسی بابت کے پیسونمین سے لینے ننگ کرتے شعر فہمی بالا معلوم شد

قول گلزار ہدایت اہل ہند مولد کے کہانیکو جو دوہ ربیع الاول کی بارہوین کو پکاوین
یا دوسرے ایام مین فاتحہ کا کہانا کہتے ہین فاتحہ کرکے مجازاً نام رکہنا حرمت کی علت نہین ہوتی

الجواب جشن ولادت کے کہانیکو کسطرح موت کا کہانا ٹھہرانا صحیح ہوگا وہ تو خوشی کا
کہانا ہی یہہ غمی کا یہان مجاز بھی بالکل بن نہین سکتا خوشی غمی مین پوری ضد ہی جیسا عدم
و وجود مین کفر و اسلام مین اسیواسطے کوئی بھی زید کی ضیافت شادی کے کہانے کو زید
کے فاتحہ کا کہانا کرکے مجازاً بھی نہین کہتا اسیطرح کسیکی زچگی کے کہانیکو نہ سالگرہ نہ عقیقہ
نہ ختان کے کہانے کو فلانے کے فاتحہ کا کہانا کہتا پھر جشن ولادت با سعادت کے کہانے
سے کیا ناخوشی ہی جو اسکو فاتحہ کا کہانا بولنا جایز ہو جاوے اس مجازی موقع کو دستاویز
بنانیکیلئے گہر بچا پیدا ہو تو کہتا کہ فلانے کا بچا موا یا کسی کا بچا مرے تو فلانے کے گہر بچا

پیدا

پیدا ہوا کہنا بلکہ بہشتی کو دوزخی دوزخی کو بہشتی کافر کو مسلمان مسلمان کو کافر ملعون کو مرحوم
مرحوم کو ملعون بولنا مجاز روا ہوگا اس اختراعی مجاز کا خانہ خراب ہو کہ کہان تک پاؤن
پھیلایا کہ دو ضدکے جمع کرنے کو آسان کردیا **قول گلزار ہدایت** پانچوین قسم بدعت
مباح ہی جیسا جیبے کے آستین مین رکہنا اور لذیذ کہانے کہانا اور صبح عصر کے بعد مصافحہ
کرنا **الجواب** جاننا چاہئے کہ آستین جیبے کی ضرورت حاجت کے موافق چوڑی رکہنا جایز
ہی اور حاجت سے بڑہکر چوڑی رکہنے کو شرع کے قواعد پر تطبیق دیکے دیکہین تو خالی کراہت
نہین کیونکہ کلا تسرفوا کے قاعدے مین داخل ہی آپ ہی تو لکہے ہین کہ بدعت کو شرع کے
قاعدے پر تطبیق دیکے دیکہئے ان پانچ احکام سے جسمین داخل ہی آپ اسمین شمار کرنا پھر
تعجب ہے کہ ایسا لکہتے ہوے آستین چوڑی رکہنے کو مباح کیسا ٹھہرائے جب وہ مباح ہو
اسکے قیاس پر تہمبان یعنے چوڑے چوڑے پانچون کی ازار پہنا بھی مباح ہوا اگر آستین
چوڑی رکہنے کو بعضی علما مباح بھی رکھین ہون اسکو شریعت کا قاعدہ رد کرتا ہی کلا تسرفوا
ہی اور وہ جو لکہے ہین کہ لذتون کے کہانے کہانا بدعت مباح ہی سو یہ ثابت علی الاطلاق نہین بلکہ
اس قید سے مقید ہی کہ لذتون کے کہانے کہانا تیسیر کے موافق گردن پر حق وارونکا حق باقی
نرہنے کی صورت مین مباح ہی اور خرچ سے مقدور سے بڑہکر لذتون کے کہانے کہانا بھی
اسراف مین داخل ہی سو کراہت سے خالی نہین پھر ان ضرور قیدون کو چھوڑکر مطلق لذتون
کے کہانے کہانے کو مباح بولنا بہت بے مناسب ہی اور آپ ہی تو ابن القیم پر جو مخلوق
کو سجدہ کرنے کو مطلقاً کفر لکہا کرکے اعتراض کئے ہین پھر آپ مقید بیان کرنے کی چیزون
کو مطلق کیا بیان فرمائے فاعتبروا یا اولی الابصار **قول گلزار ہدایت**
کہ خود ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا مقصد چاہنا اور کہنا کہ یا رسول اللہ میری

فلانی حاجت آپ برلاؤ یہہ سوال اسی معنی پر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قدرت ہی
کہ پروردگار عز وجل سے سوال و شفاعت کرکے اسکی حاجت برانیکا سبب ہون کہتے کہتے
کہا اور اس سوال سے یہی مقصود ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی حاجت برآنیکا سبب اور
شافع ہون نہ یہہ مقصود نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہی اسکی حاجت روائی مین مستقل
ہین کیونکہ کوئی مسلمان یہہ قصد نکریگا پہر سخن کو اسکے طرف پہیرنا عوام موحدین کو تشویش
مین ڈالنا ہی انتہی اب اس پچہلے قول کا رد پہلے ہی ہوچکا ہی اب حاجت نہین کہ
عوام موحدین کو تشویش مین ڈالنا جو اس قول کے آخر مین ہی مخصوص اسی فقرے کا رد کیا
جاوے اتنا کہنا چاہیے کہ الذین اولیاء سے مدد مانگتے ہین استقلال کی صورت سے مراد انکا لیتے ہین مگر
لڑکا دیدو یا رزق مین وسعت کردو یا مانند اسکے تو انکو یہہ بولنا روا ہی پہر کہنا عوام کو تشویش
مین ڈالنا ہی تو آپ ہی تو بسو برس کے پہلے عوام موحدین کو تشویش مین ڈال چکے ہین جو ایک
ہندی کتاب ریاض النسوان نام بنا کے سوائی کے متفرقات مسائل کے باب مین لکہے
ہین کہ اولیا سے مراد مانگنا حرام ہی چنانچہ عبارت اسکی یہہ ہی اور اولیا سے مراد مانگنا حرام ہی
مثلا کہنا فلانے ولی مجہے بچہ دے یا میری فلانی مراد برلاؤ اگر اعتقاد کرین دل مین نفع و ضرر
پہنچانا انہی کو کفر ہی اگر ولی سے مراد نہ مانگنا مثلا کہنا خدا کی درگاہ مین تیرے واسطے مدد چاہتا
ہون یا میری فلانی حاجت پوری کرا دے پہر جو چلا ہی اسکا کہنا اور نسبت تشویش کی دوسرونکی طرف
کرنا انصاف سے دور ہی اور یہہ جو لکہے ہین کہ میری فلانی حاجت آپ برلاؤ بولنا اس معنی پر
ہی شفاعت کرکے اسکی حاجت برآنیکا سبب ہون یہہ معنی کا لیکہار ریاض النسوان بنانے
کے وقت نہین سوجہے جو مطلقا اولیا سے مانگنے کو حرام لکہدیے اب اتنے مدت کے پیچہے یہہ لحاظ پیدا
ہوا اور اسکا تفصیلی جواب پہلے ہی مذکور ہوچکا ہی اب یہان پہر ایک نکتہ بیان کیا جاتا

ہی کہ سرورِ عالم اس دنیا سے نقل کرنے کے پیچھے کوئی صحابی کوئی تابعی کوئی تبع تابعی یا کوئی امام
چاروں اماموں میں سے قبر شریف کے پاس یا اس سے دور رہکے اس قریب پر اس معنی کے لحاظ سے
جو آپ نکالتے ہیں استمداد مانگتا ہو تو بیان کیجیے اگر بالفرض اس معنی سے جو گذارش میں مذکور ہوئی
اسطرح کا مانگنا فی نفسہ جائز بھی ہو لیکن جب صورت اس مانگنے کی اس مانگنے کی صورت ہی جو حرام
اتفاقی ہی اور وہ مانگنا ہی اس عقیدے سے کہ غیر اللہ اپنی ذات سے مراد دینے پر قدرت رکھتا
ہی تو وہ جواز کی صورت خالی کراہت سے نہیں اس مشابہت ظاہری کے سبب جیسا غایۃ البیان
مین کہا اِنَّمَا الذَّبْحُ الَّذِی یُکْرَہُ بِاَنْ یَذْکُرَ غَیْرَ اسْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی مَقْرُوْنًا بِہٖ
فِی الظَّاہِرِ مِنْ غَیْرِ عَطْفٍ وَلَا شَرِکَۃٍ فَیُکْرَہُ وَلَا یَحْرُمُ لِاَنَّ الشَّرِکَۃَ لَمْ
تُوْجَدْ وَلَمْ یَقَعِ الذَّبْحُ لَہٗ کَمَا لَوْ قَالَ بِاسْمِ اللّٰہِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاِنَّمَا
یُکْرَہُ لِوُجُوْدِ الْوَصْلِ صُوْرَۃً فَذٰلِکَ مُتَصَوَّرٌ بِصُوْرَۃِ الْحَرَامِ فَوَجَبَ
اَنْ یُکْرَہَ یعنی ذبح جو مکروہ ہی سو یہ ہی کہ اللہ کے غیر کا نام اللہ کے نام سے ملا کے ظاہر
میں ذکر کرے بے عطف اور شرکت کے سو اسو مکروہ ہی اور حرام نہیں کیونکہ شرکت پائی نہیں
گئی اسواسطے ذبح شرکت کے لئے نہ ہوا جیسا کہ کہا بسم اللہ محمد رسول اللہ لیکن البتہ ذبح
مکروہ ہی دونوں ناموں کو ذبح کے وقت ملانا پایا جانے سے صورت میں لفظ میں پس یہ
کام حرام کی صورت لیا واجب ہوا کہ مکروہ ہو یعنی مکروہ تحریمی نہ تنزیہی کیونکہ اللہ کے غیر کے
نام پر ذبح کرنیکے قریب یا شرکت کے ذبح کی صورت کے مشابہ ہی اب یہاں سے مانگنے کے
بیان کا مقدمہ تفصیل ہونا چاہیئے کہ مانگنے کی چیزیں دو قسم کی ہوا کرتی ہیں ایک تو
وہ کہ دنیا میں جتنے آدمیاں اپنی اختیار جزئی سے ایک دوسرے کو دے نہیں سکتے
مگر خدا ہی دیتا جیسا مریض سے شفا اور بانجھ عورت کو بچہ اور اندھے کو آنکھ دینا اور نہ

اسکے دوسری قسم وہ ہی کہ جتنے آدمیان آپسمین ایک دوسرے کو اسی اختیار جزئی سے دے
سکتے ہین جیسا کھانا پانی کپڑا قلم پیسا اور مانند اسکے پھر اس دنیا مین ایک آدمی دوسرے
آدمی سے ایسے چیزان اسکے پاس ہووین تو مانگنا روا ہی اور مانگے پر وہ مانگے سو چیز
اسکے پاس ہو تو دے سکتا ہی اگر اسکے پاس نہو تو مانگنے والے کو دے نہین سکتا
چنانچہ جب کئی لوگ بڑے بڑے عالی جناب حضرت سے کچھ پیسا وغیرہ مانگین ہین تو ان حضرتون کے
ملک مین وہ مانگی ہوئی چیز تھی تو دئے ہین نہین عذر خواہی کئے ہین کبھی قرض بھی لیکے
دئے ہین بلکہ خود سرور عالم ان مفلسوان کے حق مین جنکو کافرون سے جہاد کرکے غنیمت حاصل
کرکے کھانے کپڑے سے بے فکر ہونے بھیجے جب وہ مفلسان بے پانے غنیمت کے الٹھے تو
حضرت نے دعا کئے اَللّٰھُمَّ لَا تَکِلْھُمْ اِلَیَّ فَاَضْعُفَ عَنْھُمْ ای خداست چھوڑ انکو میرے
پر کیونکہ انکے خرچ کا بوجھا اٹھا نہین سکتا ہون عبد الحق دہلوی اس حدیث کے ترجمہ مین
کہے کہ سرور عالم ایسا جو فرمائے سو اسمین تنبیہ ہی امت کو کہ تا اپنے کامونکو خدا سے سونپے اور
غیر خدا پر بھروسا نکرین انتہی اور مولوی اسلمی صاحب نایتی اپنے سفینے مین لکھے ہین کہ ہر شخص اگرچہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باشد بر نفع وضر نفس خود قدرت ندارد و ہرچہ خدایتعالی از
نفع وضرر عباد بخواہد ہر دآن سبحانہ بی پس نمیتوا ند کرد انتہی الحاصل اس قسم کا مانگنا منگانا بزرگون
کی جناب مین جب تک کہ یس پردہ ہو نتھے تب تک جواز کے شرطون سے جایز تھا لیکن انکے
وفات کے بعد قرآن وحدیث اور اجماع اور فقہ کے راہ سے ایسا مانگنا وفات فرمائے سو
لوگون سے اور دینا انکا مانگنے والے کو عادت مین ثابت نہین مگر معجزے اور کرامت کی بات
جدی ہی وہ عادت نہین وہ بھی ندرت سے ہی نہ ہمیشہ پھر اسپر حکم نہین مثلا اگر کوی کسی بھوکے
سے کہے کہ جا تو خدا سے بزرگ کے حضور مین کھانا مانگ کے تم کو کھلاتا ہون تو اس بھوکے کا

اس بات کو ماننا اور اس شخص کا وعدہ اس بھوکے کے ساتھ عقل ونقل مین درست ہی برخلاف
اسکے اگر کوی کہے کہ چلو فلانے بزرگ کی مزار مبارک سے کہانا کپڑا مانگ کر تم کو دلاتا ہون تو یہ بات
قبول کرنا اور ایسا وعدہ کرنا نہ عقل مین صحیح ہی نہ نقل مین القصہ دوسرے قسم کے چیزان کسی زندہ
پیر فقیر امیر سے مانگنے کو کوی موحد محمدی کہین شرک نہین کہا کسواسطے کہ اسبات مین بزرگون
اور خوردون کو اشتراک ہی مگر موحد محمدی والون کا کلام پہلے قسم کے چیزون کے مانگنے مین ہے
مخلوقات سے کیونکہ مخلوقات کو ان چیزونکو دینے کی قدرت نہین نہ جزئی نہ کلی وہ اللہ ہی کا
کام ہی لیکن دوسرے کا مانگنا مخلوقات مین مشترک تھا پہلی قسم کا مانگنا خالق ہی سے خاص ہے
پھر اگر مخلوقات کو ان چیزون کے دینے پر قادر سمجھے تو شرک اعتقادی ہی قدرت کی صفت مین شریک
کرنا ہوتا ہی جیسا جناب مفتی صاحب بھی ایسے مانگنے کو ریاض النسوان مین کفر ہی کرکے لکھے
ہین اور یہان مکر جانا اور اپنے عندیئے سے کہنا کہ کوئی ایسا عقیدہ نہین رکھتا حالانکہ اکثر
اہل زمان شاید ظاہر اس بلا مین مبتلا ہین انکے قول وفعل شرک پر صاف دلالت کر رہے ہین پھر
ایسی بکراسِ توحید کے عقیدے مین تشویش ڈال رہی ہی اور مشایخ جو اس ملک والون کے مقتدا کہلاتے
ہین سو انہین سے ایک مشایخ خواجہ بادشاہ نام ایک فارسی رسالہ بنائے ہین جسکا ترجمہ ہندی
زبان مین انکا ایک خلیفہ بدسلیقہ کیا ہی سو اسمین ایسے باتین لکہتا ہی کہ جنسے خدا کے ساتھ برابری
بلکہ غلبہ بزرگون کو نکلتا ہی نمونے واسطے پانچ چار محل سے عبارتین لکھے جاتے ہین ازانجملہ پیر
دستگیر فرشتیان کو مار توڑ کر اپنے مرید کو چھڑا لئے سو نقل سنے نین کیا خدا غصے مین آیا تو
بزرگان کیون بھی سمجہا منا لینگے بزرگان کو غصے مین نالانا انو غصے مین لئے تو ان کو سمجہانا
کن کا بی کام نین انو غصے مین آئے تو ہمنا کو کون چہوڑاتا ازانجملہ پیر کی خدمت کرے تو اوچ
بڑی عبادت استی بڑی عبادتکان رے اور جب پیر نماز در وزہ ہور دوسرے سب عبادتان

معاف کردیا تو پھر عبادت کیا ضرور ہی رہے ازانجملہ اللہ کے پیارے بندے بڑے لاتے ہین اللہ
کے کارخانے مین سبطرحدن سون انکا چلتا ہی اللہ لاتا انکا اٹھاتا ہی خدا ایک شخص کو بچا نہین
دیتا تھا سواسے پیران پر کیون زبردستی سون باولین بیٹھے وسے سو بزرگان سو سنے
نہین کیا اسطران کا اعتقاد شرک کیون اچھا او تو پکا ایمان ہی ازانجملہ نبی صاحب کی شفاعت
کو اللہ کا اذن کیا درکار ہی کیا نبی صاحب اللہ سون جدا ہین وہبیان حضرت کو سمجھتے کہتے
ہین نہین رہے نہین ان وہبیان کو بھید معلوم نہین ہی ارے گمراہ لوگو حضرت جسکو چاہینگے اسکو
خدا کے ہات سون چھڑا لینگے اسیچ اعتقاد پو سب عالمان ہور مشایخان ہین پن وہبیان
نہین ہین ازانجملہ بزرگان سے مرادان منگتے جاؤ ان کے منتان مانتے جاؤ وہبیان کی بات
انکو تو تمارے مرادان ملتے جاینگے بزرگان کو چھوڑ کو خدا سو سچ منگے تو کان سو مراد ملتی
انکی تمام پلیت جہالات اور بد عقیدے اس رسالے مین بہت لکھے ہین اسکا مواخذ اس رسالے
کو معدن خلق وسخا خیر خواہ خلق اللہ سید رحمت اللہ کے چھاپے خانے مین چھپوا نے بولایہ
جب اسوقت کے مرشدان اور انکے خلیفے بزرگون کو اللہ کے [illegible] مختار کامل جانین
بلکہ خدا پر غالب [illegible] بزرگون سے مانگنے کو خدا سے مانگنے پر سرسالی دین پھر انکے مریدونکا عقیدہ
کیا پوچھنا استغفر[illegible] ہوگا تیسیر آپ جو لکھے ہین کہ کوئی مسلمان یہ قصد نکریگا سو غیر واقع
کلام ہی فاعتبروا یا اولی الابصار [illegible] منصفو انصاف کرو کہ محمدیان جو منع کرتے ہین
سو مخلوقات سے بالذات مانگنے کو منع کرتے ہین وہ بھی ان چیزون کے مانگنے کو جنکا مانگنا خدا کے
ساتھ خصوصیت رکھتا ہی نہ ایسے دعا کرنے والے کو چنانچہ ہم محمدیون کے کتابون کے اسناد
اس بابت مین پہلے ذکر ہو چکے ہین سو تم بھی دیکھ لئے ہونگے۔ اور بہت سے حنفی فقہا کرام
قبور سے دعا طلب کرنے کو بھی منع کئے اور کہے کہ سوا پیغمبرون کے کسیکی قبر کے پاس کوئی جاوے

اور انسے کچھ کہے تو سنتے ہی نہیں چنانچہ حنفیون کے امام ابوحنیفہ رح سے غرایب فی تحقیق المذاہب
مین روایت کیا ہی کہ آپنے ایک شخص کو دیکھا جو پرہیزگار لوگون کے قبرون کنے جاکر سلام کرکے
اونکو روبرو ٹھہرا کے انکو کہہ سناتا کہ ای قبر والو کیا تم کو خبر ہی یا تمہاری طرف سے کوئی نشان ہے
جو مین تم پاس آیا کیا اور تم کو پکارا کیا کئی مہینون سے اور میرا مانگنا تم سے کچھ نہتھا مگر فقط دعا
کیا تم اس بات کو سمجھے یا نہ سمجھے تب امام ابوحنیفہ رح نے سنے وہ بات جو انسے کہہ رہا تھا
سو فرمانے لگے کیا دئے قبر والے تیری بات کو سن لئے انہوں نے جواب دئے کہنے لگا کہ نہین تب
آپنے فرمانے دوری ہو تجھکو او مٹی مین بھرین تیرے ہاتھ کس طرح بات کرتا ہی توان دہڑون سے
جو کچھ سکت نہین رکھتے اور کسی چیز کے مالک نہین اور کوئی آواز کو سنتے نہین پھر آپنے اس
آیت کو پڑہے وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ یعنی نہین ہی تو سنانے والا انکو جو قبرون
کے اندر ہین اور یہ آیت بھی پڑہے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى یعنے تو ای رسول کریم نہین سناتا
مردونکو اور عبارت اسکی یہہ ہی رَأَى الْإِمَامُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ مَنْ يَأْتِي الْقُبُوْرَ مِنْ أَهْلِ
الصَّلَاحِ فَيُسَلِّمُ وَيُخَاطِبُ وَيَتَكَلَّمُ وَيَقُوْلُ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ هَلْ لَكُمْ مِنْ خَبَرٍ
وَهَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ أَثَرٍ إِنِّي أَتَيْتُكُمْ وَنَادَيْتُكُمْ مُنْذُ شُهُوْرٍ وَلَيْسَ سُؤَالِي
مِنْكُمْ إِلَّا الدُّعَاءَ فَهَلْ دَرَيْتُمْ أَمْ غَفَلْتُمْ فَسَمِعَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رح قَوْلَهُ وَ
خِطَابَهُ إِيَّاهُمْ فَقَالَ هَلْ أَجَابُوْا لَكَ فَقَالَ لَا فَقَالَ سُحْقًا لَكَ تَرِبَتْ يَدَاكَ
كَيْفَ تُكَلِّمُ أَجْسَادًا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَلَا يَسْمَعُوْنَ
صَوْتًا وَقَرَأَ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ لیکن قاضی ثناء اللہ پانی پتی
اپنے ما لا بد منہ کی کتاب مین صاف لکھے ہین کہ پیغمبرون کے قبرون کے پاس بھی جاکے انسے دعا
چاہنا کہ جناب باری مین میرے واسطے یہہ دعا کرو وہ دعا مانگو حرام ہی چنانچہ اسکی عبارت یہہ ہی کہ

سجدہ کردن برای قبور انبیا و اولیا و طواف نمودن و دعا از آنہا خواستن و نذر برای ایشان قبول
کردن حرام است بلکہ بعضی چیزہا ازان بکفر میرسانند انتہی یعنے سجدہ کرنا قبرون کو پیغمبرون کے
اور ولیون کے اور قبرون کے آسپاس پھرنا اور انسے دعا چاہنا یعنے اللہ سے میرے واسطے یہہ مانگو وہ
چاہو بولنا اور انکی نذر ماننا حرام ہی بلکہ بعضی چیزان امین سے کفر کو پہنچاتے ہین انتہی اور مجمع البحار
کی شرح مین بھی ایسا ہی کہا ہی یعنے قبرون کے پاس پیغمبرون کے بھی التجا دعا کے واسطے کرنا حرام
ہی چنانچہ عبارت اسکی پہلے ہی لکھے گئی پھر جب قاضی معزی الیہ اور شارح مجمع البحار کے پاس
دعا چاہنا کسی قبر والے سے ہو حرام ہو تو بالذات مانگنا کسقدر برا کام نہوگا پھر جمہور حنفیہ عموماً
اور یہہ دونو بزرگان دین خصوصاً آپکے پاس بڑے تقصیر دار الحاد سے بڑھکر ٹھہرے لیکن حنفیون
کی جو بڑی بھاری ہی اسلئے انکے نام کو نہین گئے اگر انکے نام کو جاتے اور طعن کنایہ ان پر کرتے
تو اللہ سلامت رکھے علامۂ شہیر فقید النظیر قاضی القضاۃ مجمع حسنات و برکات افضل العلما
زبدۃ الاتقیا مولوی ارتضا علیخان بہادر فاروقی حنفی اور معدن اخلاق منبع اشفاق مولوی
غلام قادر حمہ فضایل ماثر حنفی اور واعظ بے نظیر فاضل شہیر مقبول بارگاہ ودود مولوی
سید محمد حنفی اور عابد یگانہ فقیہ زمانہ مولوی عبد الرحمن حنفی ہرگز چپ رہتے خواہ نخواہ
مقابلے مین آتے الغرض وہ دونو بزرگان جو تر کے بل سے بچ گئے بیچارہ حافظ ابن تیمیہ
کو بے یار و مددگار دیکھہ لئے سواسیر ایک بلا کئے اور بعضون نے وہ جو مکر پھیلائے ہین کہ
قاضی ثناء اللہ کی یہہ عبارت نہوگی بلکہ چھاپنے والا دل سے لگا دیا ہوگا - اسکا جواب یہہ ہی
کہ مالا بد منہ کی کتاب حال مین چھاپے گئے گئی مولانا اسحاق دہلوی سالہائے دراز کے پہلے
مائۃ مسایل مین مالا بد منہ کا حوالہ دیکے اسی عبارت کو نقل کئے ہین ناحق چھاپے والے کے
آسرے مین جاتے ہین خدا کو جواب دینا پڑیگا - **قول گلزار ہدایت اور شرح**

مناسک

مناسک مین لکھا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیر بضاعہ مین اپنے وضو کا پانی ڈالے اور اسمین
اپنا لعاب مبارک ڈالے سو بیر بضاعہ کے پانی سے بیمار کو غسل دیوین تو اسکو شفا حاصل ہوتی
ہی کتنے کہتے ہیں یہ بات ٹھیک ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعل کی مثال بنا کے جو برکت کیواسطے
رکھتے ہین اسی قبیل سے ہی **الجواب** اس کنوین کے پانی کو متبرک ماننے کی بات جو شرح مناسک
سے نقل فرمائے سو حق ہی کیونکہ اسمین سرور عالم کے وضو کا پانی اور لعاب مبارک پڑا ہی
اسکے متبرک ہونے مین کچھ شک نہین لیکن آپ جو نقش نعلین مبارک کو اسپر قیاس کئے سو ٹھیک
نہین کیونکہ اس نقش کو نہ قدم مبارک سرور عالم کا لگا نہ حضرت کا لعاب مبارک پھر اسکو
اسپر قیاس کرکے اسکا حکم اسپر جاری کرنا بے پائے جانے علت مشترکہ کے بیجا ہی ہان
کوی ایک سلف اور خلف مین سے بیر بضاعہ سر کا طول و عرض و عمق مین ایک کنوان
کھدوا کے اسکے پانی کو متبرک جانتا تو اس نقش کو متبرک جاننے پر دلیل ہوسکتی ہان اصل
نعلین مبارک ہوتے تو سرور عالم کا قدم مبارک انکو چھونے کے سبب البتہ متبرک ہوتے
جیسا وضو کا پانی پڑنے سے بیر بضاعہ کا پانی متبرک ہوا اسیواسطے کوئی ایک سلف خلف مین
سے نہ نقش نعلین کھینچا نہ بیر بضاعہ سر کی چاہ کھدوایا اور یہہ بھی جاننا چاہئے کہ ایک معظم چیز
کی مثال بنانے سے وہ مثال بھی ہماری شریعت مین معظم متبرک نہین ہوتی اگر ہوتی تو سرور
عالم حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کے تصویران کعبہ مین سے نکالنے نہ بولتے بلکہ انکی
کچھ بزرگی بھی نہین کئے پھر دوسرے متبرک چیزونکی مثال میں اصل چیز کی بزرگی برکت کہان
آوے مالکم کیف تحکمون **قول گلزار ہدایت** از انجملہ شادی کے رسوم
جو مروج ہین اکثر حرام اور بدعت ہین جیسا مرد زرین لباس اور ریشم کا لباس پہنا اور
مہندی مستی لگانا زر کا سہرہ اور کنگن باندہنا **الجواب** جناب زرین لباس و ریشم

کا لباس پہننے کو حرام ٹھہرائے لیکن کسنبے کو جسکا پہننا بھی حرام ہی حنفیہ اور شافعیون کے پاس چھوڑ
دئے شاید غربا پر رحم کئے کہ اکثر وے لوگ شادیون مین دولہ کو پہنایا کرتے ہین اور سہرے کو
بھی زرکا قید لگانے سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ پھولونکا سہرہ باندھنا مباح ہی حالانکہ وہ بھی
بدعت ہی اور کراہت سے خالی نہین جیسا مولانا اسحاق اربعین کی کتاب مین لکھے ہین اما سہرہ
کہ از گل تیار میکنند آنہم بسبب مشابہت بکفار جائز نیست - اور مرات الصفا مین فتاوی المومنین سے
نقل کیا وتشبیہ بہنود کافر است یا گناہ کبیرہ انتہی اور مشابہت کرنا کافرون کے ساتھ حدیثون سے
بھی منع ہی انجملہ یہہ حدیث مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ اسیواسطے تنہا محرم
کی دسوین کو روزہ رکھنے سے حدیث مین منع آیا ہی کیونکہ اس روز یہود روزہ رکھا کرتے
ہین اسلئے سرور عالم فرمائے خَالِفُوا الْيَهُودَ صُومُوا يَوْمًا قَبْلَهُ اَوْ بَعْدَهُ یعنے
مخالفت کرو یہود کے ساتھ اور روزہ رکھو ایک روز پہلے دسوین کے یا ایک روز بعد اسکے
اور اہل اسلام مین عادت یہہ تھی کہ جنازے کے ساتھ گئے سو لوگ دفن کئے تک کھڑے رہا کرتے
تھے سو ایک روز اسی معمول سے سرور عالم اور دوسرے سب ایک کے دفن کے وقت کھڑے
ہوئے تھے سو اسوقت ایک یہودی آگیا اور سرور عالم سے پوچھا کہ آپکے یہان دفن کئے
تک کھڑے رہتے کیا تو حضرت نے فرمائے ہان تب یہودی نے کہا ہمارے وہان بھی یہی دستور
ہی جو نہین سرور عالم یہہ بات اس سے سنے بیٹھ گئے اور دوسرون کو فرمائے اِجْلِسُوا
خَالِفُوا الْيَهُودَ پھر سب کے سب بیٹھ گئے تب ہی سے کام والون کے سوائے دفن کے
وقت بیٹھنے کا دستور ٹھہرا ہی جب اتنی ذری بات مین انکے خلاف کرنے حکم فرمائے
پھر بت پرستونکی چال چلنا کسقدر برا کام ہوگا اور ملا علی قاری عین العلم کی شرح مین لکھے
ہین کہ قبا کا پہننا اصل مین مباح ہی لیکن جب کسی بستی مین قبا کا پہننا بدعت والون مین

رواج پائے تو اس بستی میں قبا کا پہننا منع ہی واسطے مشابہت ہونے کے بدعتیوں کے ساتھ
مباح کام مسلمان بدعتیوں کے ساتھ مشابہ ہونیکے سبب وہ کام ہی ممنوع ہو جاوے پھر بدعتیوں
کے ساتھ مشابہ ہونیکا کام کتنا برا ہوگا پس جناب صاحب گلزار سہرے کو زر کا قبا لگا شہود
شاید اسواسطے ہوگا کہ تا اپنے صاحبزادوں کی شادیوں میں انکو پھولوں کے سہرے باندہنے
اسی مصلحت کے واسطے پہلے ہی پھولوں کے سہرے کو بدعتوں سے نکال رکھیں یا ... لوگان
علی نور کی بستی میں سنا گیا ہی کہ خود جناب صاحب گلزار اپنی دوسری شادی ...
افتا کے ساتھ اپنے منہہ پر پھولوں کا سہرہ والی کرناٹک نواب عظیم جاہ بہادر ... ہاتھ
سے بندہوا بڑی روشنی کے ساتھ باجے ڈھول دمامے بجاتے ہوئے شب گشت کو نکلے
تھے چنانچہ راہ میں ایک شہدا مسخرہ آپکے گھوڑے کے قریب ہو کے کہا مفتی صاحب
تو سہرہ باندھا اس شان و تزک ممنوع کے ساتھ شب گشت نکلے اب ہم سہرہ بندی
خوار و نکو تعزیر کے درے نہ مارینگے اور برمحل یہ بیت پڑہا ؎ قاضی ار با ما نشیند
بر فشاند دست را ٭ محتسب گر می خورد معذور دارد مست را ٭ پھر ہمراہیان اسکو
دہانت دبا نکال دئے خیر جو ہوا سو ہوا اب قاضی الملک بہادر کو بالکل لایق نہیں کہ
اپنے اختیار کے شادیوں میں خلاف شریعت کے کام کریں کیونکہ آپ شریعت غرا کے مسند نشین
ہوئے آپکا فعل جاہلونکو سند ہوتا ہی اسیواسطے صَغِيرَةُ الْعَالِمِ كَبِيرَةٌ آیا ہی۔ اور علاوہ اسکے
یہی کہ باجے نوبت باجتے سو مکانوں میں آپ تشریف فرما ہوتے ہیں اور آپ خود جانتے ہیں
کہ اسطرح کے مکانوں میں جانا عالم فاضل کو خصوصا قاضی مفتی کو بالکل لایق نہیں اگرچہ سب مسلمانوں
کو ویسے مجلسوں میں حاضر ہونا منع ہی اگر نادانستہ ویسے مکان منحوس میں جانے کا اتفاق ہو
تو چاہئے کہ مکان والے کو امر معروف اور نہی منکر کرے اور خدا کے قہر اور عذاب سے ڈراوے

سنا تو خوب فهو المراد نہین تو اس مکان سے نکل جاوے جیسا امام غزالی احیاء العلوم کی کتاب بین ضمنیات
مین جو بدکام ہوا کرتے ہین سو بیان کہتے ہین وَمِنْهَا سَمَاعُ الْأَوْتَارِ وَسَمَاعُ الْقَيْنَاتِ
إِلَى أَنْ قَالَ فَكُلُّ ذٰلِكَ مَحْذُورٌ مُنْكَرٌ يَجِبُ تَغْيِيرُهُ وَمَنْ عَجَزَ عَنْ تَغْيِيرِهِ
لَزِمَهُ الْخُرُوجُ وَلَمْ يَجُزْ لَهُ الْجُلُوسُ فِي مَشَاهِدِ الْمُنْكَرَاتِ یعنی بعضی کام
ان برے کامون سے جو ضیافتون مین ہوا کرتے ہین سو سننا آواز ستار وغیرہ کا اور سننا
گانیون کا راگ کہتے کہتے یہان تک کہے پھر یہ سب برے کام ہین واجب ہی کہ انکو
بدل ڈالے اور دور کرے اور جس سے یہہ نہو سکے سو اسپر لازم ہی کہ اس مکان سے نکل جاوے
اور برے کام ہوتے سو مکانین بیٹھے رہنا جایز نہین اور ابن حجر مکی نے اشرف الوسایل مین
کہا کہ واجب ہی ہر سکت والے پر دور کرنا بدکام کا ترت زبان سے یا ہاتھ سے اور اسکام
واسطے کسیکو نایب بنانا درست نہین جب نایب بنانے مین بدکام کو دور کرنے مین ایک
لحظے کی بھی دیر ہوتی ہو اور عبارت اسکی یہہ ہی أَنَّهُ يَجِبُ عَلَى الْقَادِرِ إِزَالَةَ
الْمُنْكَرِ فَوْرًا بِلِسَانِهِ أَوْ يَدِهِ وَلَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَسْتَنِيبَ غَيْرَهُ فِي ذٰلِكَ إِذَا
أَدَّتِ الْاِسْتِنَابَةُ إِلَى تَأْخِيرِ ذٰلِكَ الْمُنْكَرِ وَلَوْ لَحْظَةً **قول کلز ارہدایت**
قیامت کے دن لوگ انبیا پاس اپنی شفاعت کے واسطے جاوینگے پھر سب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکے عرض کرینگے کہ ہمارے لئے اللہ تعالی کے پاس شفاعت کرو
اگر اللہ جسکو چاہے اسکو شفیع بنانا ہوتا تو وے سب خاموش رہتے **الجواب** یارو
اس روایت سے بھی یہی صاف نکلا کہ اللہ جسکو چاہے اسکو شفیع کرے نہ ہم تم ٹھہراے
سو شفیع بنے کیونکہ لوگ آدم علیہ السلام کو اپنا شفیع ٹھہرانا چاہے پر خدا انکو سب خلایق
کا شفیع نہ ٹھہرایا کرکے نہ بنے من بعد حضرت آدم چاہے انکا شفیع نوح علیہ السلام بنے

لیکن جب خدا نہ چاہا تھا وہ بھی نہ ٹھہرے اور وہ چاہے کہ ابراہیم علیہ السلام انکا شفیع بنے لیکن جب
خدا نہ چاہا وہ بھی نہ بنے سو وہ بھی چاہے کہ شفیع انکا موسی علیہ السلام بنے لیکن جب خدا نہ چاہا
تھا وہ بھی نہ بنے سو وہ بھی چاہے کہ عیسی علیہ السلام انکا شفیع بنے لیکن جب خدا نہ چاہا تھا وہ
بھی نہ بنے سو وہ جب سرور عالم طرف لوگون کو بھیجے اور اللہ انکو شفیع خلایق کا ٹھہرانا چاہا تھا
سو آنحضرت انکے شفیع ٹھہرے پھر راست آیا قول اسکا جو کہا اللہ مختار ہی جسکو چاہے اسکو
شفیع کرے پھر لوگونکا شفیع ٹھہرانا حضرت آدم کو اور آدم کا شفیع ٹھہرانا نوح کو اور نوح کا
ابراہیم کو اور ابراہیم کا موسی کو موسی کا عیسی کو کچھ کام نہ آیا پھر تمھارا ہمارا کسی کو شفیع ٹھہرانا
کب کام آیگا اسیواسطے خدا پر شفیع ٹھہرانیکا کام چھوڑ دینا بہتر ہی وہ جسکو چاہتا ہے
اسی کو شفیع ٹھہرائیگا پھر اگر ایک شفیع ہمارے تمھارے واسطے آج ہی ٹھہر چکا ہو تو پھر بچے کے
جنازے کی نماز مین اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا مُشَفَّعًا یعنے بار خدایا اس بچے کو ہمارا شفیع ٹھہرا دے
بولنا لغو ہوتا ہی پھر ابو بکر صدیق سے لیکے آج تک یہی دعا مانگتے چلے آئے سو کیا انکو پیغمبر
خدا کے شفیع ہونیکا یقین نہین تھا سو اس لئے بچے کو شفیع اپنا ٹھہرانے دعا کرتے تھے العیاذ
باللہ لیکن اس رو سے ہی کہ سرور عالم تو شفیع المذنبین سچ مین پر کوئی شخص کسیکی شفاعت سے چھوٹے
تو سرور عالم ہی کی شفاعت مین داخل ہی اور سرور عالم کی امت مین حدیثونکی رو سے شفیعان بہت سے ہین کسکی
شفاعت سے کون چھوٹیگا سو معلوم نہین اسواسطے اللہ کے اختیار پر چھوڑنا بہتر ہی ایسا بولنے مین سرور عالم
کی شفاعت کا انکار کیا انکا عقل رکھہ کے بات کرو ــــــہ اندکے پیش تو گفتم غم
دل ترسیدم ؏ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است ؏ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا

اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۵

تمت

قطعۂ تاریخ طبع اول

اس رسالے کے نام ہونیکی تاریخ سرکوب معاندان روسیاہ خیرخواہ خلق اللہ سید فضل اللہ کہتے ہین

فاضل عہد کتاب بے تصنیف	کرد در نصرت حقانیہ
خضر دانش بسن تالیف نوشت	چشمۂ رحمت ربانیہ ۶۴ ۱۲

توصیف و تاریخ باران رحمت

شکر صد شکر ہادی اسلام	دافع جیش شرک یہہ صمصام
ابر رحمت ہی باغ حق کے تئین	بہجت گلستان دین متین
جسکا ہر قطرہ حکم آب حیات	جان دہ ہر نبات صدق سمات
دل پذیر جماعۂ سنت	سخت گیر معاشر بدعت
بسکہ گلزار خار زار کے گل	اس سے باطل ہین بر ہوا ہین کل
گل باطل کو گل دکہایا ہی	اس ضلالت کا عکس لایا ہے
لیک باران رحمت حق ہی	دے مٹا یہہ فروغ کذب بہی
نام کس چیز کا ہدایت ہی	دو بتا گر تمہین ہدایت ہی
ہی ہدایت کتاب و سنت مین	نہین ہوتی ہی غیر ملت مین
سرور انبیا نے فرمایا	راہ جنت ہمین یہہ بتلایا
کہ مین جاتا ہون چہوڑ کرنے دو	ہان خبردار وہ نہ ہاتہہ سے دو
تھے صحابہ و تابعین و امام	سب کے سب اسکی پیروی مین مدام
پہیر بغیر اسکے کیا ہدایت ہی	ہی تو بیشک وہی ضلالت ہی

مومن پاک دین کو ہی لازم — کہ رہِ دین پر رہے قائم
چھوڑ دیوے رسوم آبائی — ورنہ بیشک وہی ہی گمراہی
الغرض یہہ کتاب فیض نصاب — ردِّ گلزار ہدیۂ احباب
ہوئی مطبوع اندنون زیبا — ہر ورق اسکا طلعت دیبا
اسکی تاریخ ہم نے مانی ہی — ابر رحمت کی شادمانی ہے

١٣٠٢ھ

۲۹۷

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ جرمانہ لیا جائے گا۔